ردِّ صُلح کُلّیت

۴۴۰	صُلح کُلّی کس کو کہتے ہیں	۴۹۱
۴۴۱	بد مذہبوں بے دینوں کی بد مذہبی اور بے دینی پر ردّ و ابطال نہ کرنے.	۴۹۲
۴۴۲	عالِم پر رَد کرنا کب فرض ہے۔ جو عالم ایسا نہ کرے اس پر حکم الٰہی کیا ہے؟	۴۹۲
۴۴۳	تلاوتِ قرآن مجید کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ کونسی عبادتِ الٰہی ہے	۴۹۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۴۴	شریعت مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے اسوقت اسی کام کو عمل میں لانے سے برأت ہوسکتی ہے	۴۹۳
۴۴۵	نمائشی درود شریف عبادت الٰہی نہیں	۴۹۳
۴۴۶	منافقین کی منافقت کا فریب کس کے لئے ہے	۴۹۴
۴۴۷	صلحکلی اپنی ملعون صلحکلیت کا پرچار کس طرح کرتے ہیں	۴۹۴
۴۴۸	مرتدین کی بے دینیوں، گستاخیوں و ارتداد کے اظہار کو مولویوں کے جھگڑے کہنے والے	۴۹۴
۴۴۹	کفار و مشرکین مرتدین منافقین سے دنیاوی معاملات کسطرح ادا ہوں	۴۹۶
۴۵۰	مرتدین و مبتدعین سے دنیاوی معاملات کی بنا پر موانست و موادت	۴۹۶
۴۵۱	حضرات علمائے اہلسنّت کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات و فلاح آخرت	۴۹۷
۴۵۲	صلحکلی لیڈروں کا دنیائے سیاست اور حالاتِ حاضرہ سے متعلق باطل نظریہ	۴۹۸
۴۵۳	کیا مذہب سے سیاست علیحدہ ہے؟	۴۹۸
۴۵۴	مشرکین و مرتدین کو صلح و اتحاد کی دعوت پر قرآن عظیم کا حکم	۴۹۹
۴۵۵	فرقہائے مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاف کیا آپسی اختلاف ہیں؟	۵۰۰
۴۵۶	تسبلی اعظم گڈھی کی مثنوی	۵۰۳
۴۵۷	دین اسلام مذہب اہلسنّت کو قدیم دین کہکر پرانی جنتری کی طرح بدلنے کی کفری تعلیم	۵۰۶
۴۵۸	پیر نیچر نے یوروپ و امریکہ کی گندی گھنونی کفری تہذیب کو اپنانے کی دعوت دی	۵۰۸
۴۵۹	الطاف حسین حالی کے نیچری شاعر بن جانے کا سبب	۵۰۹
۴۶۰	حالی نے اپنی نظم مسدس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا جیسا کہا اور اپنی طرح عاجز و مجبور لکھا۔ معاذ المولیٰ تعالیٰ	۵۱۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۶۱	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف ایلچی ہونے کو بزرگی بتایا	۵۱۰
۴۶۲	کفار مومنین کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتے	۵۱۲
۴۶۳	اللہ رب العزت جل وعلانے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو لوح محفوظ میں تقدیر مبرم میں بھی تغیر وتبدل کا اختیار عطا فرمایا ہے	۵۱۲
۴۶۴	حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بعطائے الٰہی لوح محفوظ میں تصرف کے وسیع اختیارات رکھتے ہیں	۵۱۳
۴۶۵	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بندگانِ خاص ومقربانِ بااختصاص حضرات عرفائے امت کا علم وسیع ایسا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ منکشف ہونے کے ساتھ غیب الغیب کے مشاہدے کے لئے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے	۵۱۵
۴۶۶	حالی کے اشعار میں ملعون صلح کلیت	۵۱۵
۴۶۷	مسٹر جینا کا پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں مذہبی دیوث بن جانے کا پیغام	۵۱۶
۴۶۸	پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا صحیح مفہوم	۵۱۷
۴۶۹	حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے نزدیک مداہنت کیا ہے	۵۱۸
۴۷۰	تعصب کی تعریف	۵۱۹
۴۷۱	کس کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے اور کس سے دوستی کرنا چاہیئے	۵۲۰
۴۷۲	مومن کا کونسا عمل اللہ تبارک وتعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے	۵۲۰
۴۷۳	دنیا وآخرت کی بھلائی کس طرح حاصل ہوگی	۵۲۱
۴۷۴	مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں	۵۲۲
۴۷۵	تصلب کی تعریف کیا ہے	۵۲۴
۴۷۶	اللہ جل شانہ کے وہ بندے کون ہیں جو اللہ کے دوست ہیں۔	۵۲۵
۴۷۷	جو اعمال کمالِ ایمان ہیں انھیں کو حالی نے اپنی شاعری میں جہالت وتعصب ٹھہرایا	۵۲۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۷۸	اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان واسلام ہے	۵۲۶
۴۷۹	عنایتُ اللہ مشرقی کی کفری بولی	۵۲۷
۴۸۰	مخلوقاتِ الٰہی پر احسان کس طرح کیا جائے	۵۲۹
۴۸۱	عنایتُ اللہ مشرقی کا گمراہ کُن نظریہ	۵۲
۴۸۲	دنیوی ترقیاں اگر اشاعتِ اسلام وتبلیغِ سُنّیت واعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ہوں تو	۵۳۱
۴۸۳	حالیؔ نے شریعتِ اسلامیہ کے خلاف سائنسی باطل نظریات کو بھی تسلیم کرلیا	۵۳۲
۴۸۴	سائنس وفلسفہ کے اوہام کا بُطلان	۵۳۲
۴۸۵	سائنسی وسوساتِ کاذبہ پر ایمان لانے کا شرعی حُکم	۵۴۰
۴۸۶	ادع الیٰ سبیل ربك الخ کی نہایت عمدہ اور تحقیقی بحث	۵۴۱
۴۸۷	شُبہات میں مُبتلا ناواقف لوگوں اور معاند وہٹ دھرموں کے سمجھانے کے رویہ میں کیا فرق ہونا چاہیئے	۵۴۲
۴۸۸	یہ کہنا کہ حضور نے اپنے دشمن کو بھی برا نہ کہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے	۵۴۳
۴۸۹	حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے دشمنوں کا رد کرنے کے آیاتِ قرآنیہ سے دلائل	۵۴۳
۴۹۰	کسی کافر کو کافر نہ کہنا اس قول کی تفصیل	۵۴۴
۴۹۱	خُلقِ محمّدی کیا ہے؟ (صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)	۵۴۶
۴۹۲	خُلقِ محمّدی (صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور مکتوباتِ امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۵۴۷
۴۹۳		
۴۹۴	بہت سے مُدعیانِ ایمان کے قتل وقتال پر صحابۂ کرام کا اجماع (رضی اللہ تعالٰے عنہم)	۵۵۴
۴۹۵	آیاتِ کریمہ سے صلحکلیوں کے باطل دلائل کا رد	۵۵۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۹۶	بدمذہبوں سے متعلق حضرت مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی ایمان افروز تحریر	۵۵۷
۴۹۷	مدارات ومداہنت کا فرق تفسیر عزیزی کی روشنی میں	۵۶۰
۴۹۸	بدمذہبوں کے مشہور پیشواؤں پر سختی	۵۶۴
۴۹۹	حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں کن کن بدمذہبوں اور فتنوں نے سر اُبھارا	۵۶۵
۵۰۰	مُدارات اور مداہنت کا حکم	۵۶۷
۵۰۱	آیاتِ مبارکہ واحادیثِ کریمہ میں بدمذہبوں کی ترہیب وتادیب	۵۶۷
۵۰۲	صاحبِ "فتح الباری" کا "نرمی" سے متعلق قول	۵۶۸
۵۰۳	"شدت" اگرچہ بدمذہبوں کو فائدہ نہ دے مگر	۵۶۸
۵۰۴	بدمذہب کے ساتھ مداہنت	۵۶۹
۵۰۵	عام مصلحت اور عمومی فوائد کے حصول	۵۶۹
۵۰۶	مرتدوں بے دینوں کیساتھ محبت ومودت	۵۷۰
۵۰۷	صلحکلیوں کا صلح حدیبیہ سے استدلال	۵۷۱
۵۰۸	آجکل کے کلمہ گو مرتدین کو زمانۂ اقدس کے منافقین پر قیاس کرنے کا حکم	۵۷۲
۵۰۹	امرِ منسوخ سے استدلال کرنا	۵۷۲
		۵۷۲
۵۱۰	علمائے اہلسنّت کا بدینوں کے رَد میں تصنیفیں فرمانا	۵۷۲
۵۱۱	تغییرِ منکر کے تین طریقے	۵۷۲
۵۱۲	صحابۂ کرام تابعین وتبع تابعین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا منکراتِ شرعیہ کی تغییر کرنا	۵۷۳
۵۱۳	ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنا	۵۷۳
۵۱۴	عیسائی کے اشتہار کا سر سیّد احمد خاں کے قلم سے ناقص اور مہمل جواب	۵۷۴
۵۱۵	تمام ضروریاتِ دین کا انکار کرکے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینا	۵۷۵
۵۱۶	کلمۂ توحید پڑھنے سے کیا مُراد ہے؟ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ مُبارک	۵۷۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۱۷	محدثین کرام کے نزدیک کلمۂ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کا مطلب	۵۷۶
۵۱۸	مسائل دینیہ ضروریہ کا جھٹلانا	۵۷۷
۵۱۹	خوارج وروافض وغیرہم کا ظہور	۵۷۸
۵۲۰	مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے	۵۷۹
۵۲۱	عیسائی کے اشتہار کا تحقیقی جواب والزامی جواب	۵۷۹
۵۲۲	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا ارشاد	۵۸۰
۵۲۳	حق گوئی سے خاموشی	۵۸۱
۵۲۴	مدعیان ایمان مرتدین پر حکم کفر اور ان کو قتل کرنے کا ثبوت عہد خلافت راشدہ سے	۵۸۱
۵۲۵	"اتحاد" کب موجب خللِ اسلام ہے، کب باعثِ عناد وشقاق ہے کب باعثِ نفاق ہے	۵۸۳
۵۲۶	دنیا کی ظاہری دھوم دھام	۵۸۳
۵۲۷	مسلمین کی شوکت کس امر میں مرکوز ہے؟	۵۸۴
۵۲۸	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت	۵۸۴
۵۲۹	دین فروش ودنیا خر ملانوں کے متعلق حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی	۵۸۵
۵۳۰	حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقۂ تبلیغ	۵۸۵
۵۳۱	اسلامی شوکت بدمذہبوں کے ساتھ میل جول ہونے پر موقوف نہیں	۵۸۷
۵۳۲	دنیوی حالت کا سنبھلنا	۵۸۷
۵۳۳	اهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح	۵۸۸
۵۳۴	حضرات اہلبیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرنا	۵۸۸
۵۳۵	جماعت علماء سے مراد	۵۹۰
۵۳۶	نصاریٰ وآریہ کی مدافعت	۵۹۲
۵۳۷	ایک فرض کیلئے دوسرے فرض کا ترک	۵۹۲
۵۳۸	ایک حرام کو مٹانے کیلئے دوسرے حرام کا ارتکاب	۵۹۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۹۴	مسئلہ حب و بغض پر بعض ضروری کلام ۔ ارشادات مبارکہ سرکار اعلیحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۵۳۹
۵۹۵	سچا اتحاد قائم کرنے کی تین صورتیں	۵۴۰
۵۹۷	احقاق حق کیلئے صرف عقائد و مسائل بیان کرنا	۵۴۱
۵۹۸	صدہا مسائل میں مخالف کے قول کو نقل کئے بغیر	۵۴۲
۵۹۹	حضرت امام بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانے میں مذہب اعتزال کے خلاف احقاق حق	۵۴۳
۵۹۹	مسلمانان اہلسنت کو آپس میں متحد رہنے کی تاکید	۵۴۴
۶۰۱	حضرات متصلبین علمائے اہلسنت ہی	۵۴۵
۶۰۳	بعض جاہل صوفی نما گمراہوں	۵۴۶
۶۰۳	کیا ردّ بدمذہباں مولویوں کا جھگڑا ہے ؟	۵۴۷
۶۰۶	"با مسلماں اللہ اللہ با برہمن" الخ	۵۴۸
۶۰۷	کیا شریعت کے احکام سے پیر فقیر صوفی مرشدین مستثنیٰ ہیں ؟	۵۴۹
۶۰۷	بعض عرفا نے اپنے کلام میں جو اپنے آپکو سب بدتر سمجھنا لکھا ہے اس کا ایمان افروز مفہوم	۵۵۰
۶۰۹	بدمذہبوں پر شدت و غلظت	۵۵۱
۶۱۰	ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ اللہ کرتا رہے تو	۵۵۲
۶۱۰	کشف و الہام، وجد و حال کی کیفیتیں	۵۵۳
۶۱۱	قلب و روح کا تصفیہ و تزکیہ کن صورتوں میں ممکن ہے	۵۵۴
۶۱۱	نجات اخروی	۵۵۵
۶۱۲	مسلمان کہلانے والے فرقوں میں نجات پانے والا کونسا فرقہ ہے ؟	۵۵۶
۶۱۳	وہ کون سے ملا ہیں جنہوں نے	۵۵۷
۶۱۴	سکر والوں کے کلام سے	۵۵۸
۶۱۴	اعتقادات میں مداہنت پالیسی	۵۵۹
۶۱۵	حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسلامی شاعروں کو	۵۶۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۱۵	حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو	۵۶۱
۶۱۸	بدمذہبوں کی مذمت نظم ونثر میں	۵۶۲
۶۱۹	احکام شرعیہ پر عمل کئے بغیر	۵۶۳
۶۲۰	سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک وصیت	۵۶۴
۶۲۱	سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت جو وصال شریف سے ۲ گھنٹہ ۱۷ منٹ پیشتر قلمبند کروائی	۵۶۵
۶۲۲	صلحکلیت	۵۶۶
۶۲۵	"امرتیریکا" اخبار سے متعلق حکم شرع ودیگر علمائے اہلسنت کی تصدیقات	۵۶۷

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ صلحکلیوں کے عقائدِ کفریہ کیا ہیں۔ اور سُنّی مسلمانوں کو اُن کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ بیّنوا بالکتاب توجروا بالحساب۔

المستفتی: حاجی عثمٰن عبداللہ کھتری قادری رضوی، مالک سوپ فیکٹری، جام جودھپور کاٹھیاواڑ۔

الجواب

الحمد لله رب العٰلمين الذى يحب عباده المؤمنين ؛ ولا يرضى عن القوم الفاسقين ؛ ولا يحب الكافرين ؛ ارسل رسوله النبى الامين المكين ؛ وانزل عليه الكتاب المبين ؛ بواسطة الروح الامين ؛ وعلمه علم الاولين والاٰخرين ؛ وجعله سيد المرسلين ؛ وبعثه خاتم النبيين ؛ واوجب تعظيمه وتوقيره على جميع عباده المسلمين ؛ وانزل لعنته و اشد مقته على من عابه او اهانه او استخف به او كذبه واعد لهم العذاب المهين ؛ وافضل الصلاة واجمل السلام على نبيه ورسوله وحبيبه وخيرة خلقه وقاسم رزقه وعروس مملكته وسراج افقه ونور عرشه ومالك ملكه بتمليكه وعالم اسراره بتعليمه سيدنا ونبينا ومولٰنا حبيبنا ومالكنا ومليكنا محمد الذى ارسل رحمة للعالمين ؛ الذى هو بالمؤمنين رؤف رحيم وسيد القاهرين على اعداء الدين ؛ الذى اوجب على امته الموالاة مع المسلمين ؛ والمجانبة عن المرتدين والمبتدعين ؛ ثم الصلاة والسلام عليه وعلٰى اٰله الاطهار واصحابه الاخيار الذين اخبر عنهم ربهم تبارك وتعالٰى انهم رحماء بينهم واشداء على الكفار ثم الصلاة والسلام عليه وعلٰى سائر اولياء امته وعلماء ملته وابنه الغوث الاعظم وعلٰى سائر اهل سنته الناجين المفلحين ؛ اٰمين يا رب العٰلمين ؛

صلحکلی کوئی مستقل مذہب نہیں، بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بدمذہبوں، بے دینوں پر ردّ و طرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے اور کہے کہ ہم اپنی قبر میں جائیں گے وہ اپنی قبر میں جائیگا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ بدمذہبوں بے دینوں کا رد کر کے دنیا میں برے بنیں۔ اور کہے کہ جتنی دیر ہم اُن کا رد کریں گے، انکو برا بھلا کہتے رہیں گے، ان کو گالیاں دیتے رہیں گے اتنی دیر ہم درود شریف پڑھیں تو ثواب بھی ملے گا اور کوئی ہمیں بری نظر سے بھی نہیں دیکھے گا۔ یہ خیالات اشد بدمذہبی بلکہ الحاد و ارتداد کی جڑ ہیں۔ اگر اسی کا نام اسلام یا خلق عظیم تھا تو اللہ تعالیٰ نے کافروں، مرتدوں اور منافقوں پر شدت و غلظت کی تعلیم قرآن عظیم میں کیوں دی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم
یعنی اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

اور فرماتا ہے جل جلالہٗ۔

یا ایہا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظة
یعنی اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

اور فرماتا ہے عز شانہٗ۔

یآ ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضآء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون
یعنی اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے، تمہارا تکلیف میں پڑنا ان کی دلی آرزو ہے۔ بلاشبہ ان کے مونہوں سے عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ اور بڑی ہے۔ ہم نے تمہیں صاف نشانیاں بتا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔

ان بے دینوں کو یہ نہیں معلوم کہ ہر شخص اگرچہ اپنی قبر میں جائیگا لیکن باوجود قدرت واستطاعت اگر کوئی شخص بدمذہبوں، بے دینوں کی بدمذہبیوں، بے دینیوں پر قصداً ردّ وابطال نہ کرے گا اور امت مصطفویہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کو ان کے کفریات وضلالات میں مبتلا ہوتے دیکھکر بھی ساکت وخاموش رہے گا تو خود اسکی قبر بھی واحد قہار جل جلالہٗ کی لعنتوں سے بھر دی جائیگی۔ یہ ان بدمذہبوں کی قبر میں تو نہ جائیگا لیکن خود اسکی قبر میں وہی عذابات وعقوبات ہوں گے جو ان بدمذہبوں کیلئے ہیں کہ اس نے اپنے سکوت اور اپنی مداہنت سے ان بدمذہبوں بے دینوں کو اشاعت کفر وضلال میں مدد پہنچائی۔ حدیث شریف میں ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

اِذَا ظَھَرَتِ الْفِتَنُ اَوْقَالَ الْبِدَعُ وَسُبَّ اَصْحَابِی فَلْیُظْھِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہٗ وَمَنْ لَّمْ یُظْھِرْ عِلْمَہٗ فَعَلَیْہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔
یعنی جب فتنے ظاہر ہوں (یا یہ فرمایا کہ بدمذہبیاں پھیلیں) اور میرے اصحاب کو برا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے (ان بدمذہبوں کا اور صحابہ کی شان میں توہین کرنے والوں کا رد کرے) اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں کی لعنت تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ اس کا نفل۔

جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں توہین کرنے والوں کا باوصف قدرت واستطاعت رُدّ کرنے سے سکوت کرنے والا تمام انسانوں کا، تمام فرشتوں کا بلکہ خود اللہ واحد قہار جل جلالہٗ کا ملعون ہے تو

خود حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین و تنقیص بلکہ خود حضرت رب العزۃ جل جلالہٗ کی تکذیب کرنے والوں کا رد کرنے سے قدرت واستطاعت ہوتے ہوئے بھی سکوت کرنے والا کفریات وضلالات کے رد پر قادر ہوتے ہوئے بھی ان پر رواداری برتنے والا کیسا اشد ترین ملعون ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا یقیناً عبادت الٰہی ہے اور تلاوت قرآن مجید کے بعد تمام اوراد و وظائف سے افضل و اعلیٰ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ جس موقعہ پر شریعت مطہرہ نے درود شریف کے سوا کوئی اور کام واجب وضروری قرار دیا ہو تو اس موقع پر بھی درود شریف ہی پڑھنے پر اکتفا کیا جائے۔ بہت سے قراء کے نزدیک ابتداء قرأت میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واجب ہے۔ کیا اس پر کوئی صلحکلی کہے گا کہ جتنی دیر ہم ابلیس کو برا کہیں گے، اس کو مردود و ملعون ورجیم کہکر اس سے پناہ مانگیں گے، اتنی دیر اگر ہم درود شریف پڑھیں گے تو بہتر ہے، بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ شریعت مطہرہ نے ذبیحہ حلال ہونے کیلئے یہ شرط قرار دی ہے کہ بوقت ذبح "بسم اللہ اللہ اکبر" کہا جائے، کیا اس پر کوئی صلحکلی کہے گا کہ درود شریف تو ہر وظیفے اور ہر ورد سے افضل ہے لہٰذا ہم تو بوقت ذبح بھی درود شریف ہی پڑھتے رہیں گے۔ اگر کوئی صلحکلی قصداً ایسا کرے گا تو شرعاً بحکم فقہ حنفی وہ ذبیحہ مردار اور اس کا کھانے والا مردار خور ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ بلکہ ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد　　گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

شریعت مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے، اس وقت اسی کام کو عمل میں لانے سے برأت ذمہ ہو سکتی ہے۔ جس وقت بدمذہبوں، بے دینوں کے کفریات وضلالات پھیل رہے ہوں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بھولے بھالے امتی کفر وضلال کے جال میں شکار کئے جارہے ہوں، ایسے موقع پر جو شخص مسلمانوں کو گمراہوں مرتدوں کے دام میں آنے سے بچانے کی قدرت رکھتا ہو، بے دینوں کی بے دینی طشت از بام کر سکتا ہو، تو اسوقت وہ شخص بدمذہبی بددینی کے رد سے دم سادھ لے اور تسبیح لیکر درود شریف پڑھتا رہے، یا جو شخص اسکی تو قدرت نہیں رکھتا مگر خود اپنے ایمان کو بچانے کیلئے بدمذہبوں، بے دینوں سے نفرت و بیزاری رکھنے کے حکم شرعی پر عمل کر سکتا ہے وہ ان سے علیحدہ و بیزار نہ ہو بلکہ تسبیح لئے ہوئے ان کی مجلسوں میں جائے، ان کے ساتھ میل جول سلام کلام رکھے، ان سے ہم پیالہ وہم نوالہ رہے اور درود شریف پڑھ پڑھ کر تسبیح کے دانے پے درپے گراتا جائے تو اس کا یہ نمائشی درود شریف ہرگز عبادت الٰہی نہیں بلکہ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستی ومحبت رکھنا اور اپنی مداہنت اور صلحکلی پر دکھاوے کے درود شریف سے پردہ ڈالنا اور درحقیقت اللہ واحد قہار، علیم بذات الصدور

جل جلالہ کو دھوکہ دینا اور بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب میں ڈالنا ہے۔ پھر کیا ظالم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ واحد قہار جل جلالہ کو دھوکہ دے سکیں گے۔ لا واللہ! قال تبارک وتعالیٰ یخدعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون منافقین چاہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کو دھوکہ دیں اور درحقیقت وہ اپنی جانوں ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ اُن کا بُرا مکر انھیں پہ پلٹے گا۔ قال تبارک وتعالیٰ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس ناپاک ترین فرقہ صلحکلیہ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علیحدہ علیحدہ مختلف طریقوں سے اپنی صلحکلیت ملعونہ کا پرچار کرتے ہیں۔ عوام کے طبقے میں جو لوگ صلحکلی ہیں وہ یوں بکتے ہیں کہ

"اگر ان سنّی مولویوں کے فتووں پر ہم عمل کریں گے تو ہم دنیا میں کہاں رہیں گے، مولوی تو کہتے ہیں کہ ہر بد مذہب ہر بے دین سے نفرت وعداوت رکھو۔ پھر ہم دنیا کا کاروبار اپنی تجارت اپنا بیوپار کیونکر چلائیں گے۔ کسی کی نوکری کسی کے یہاں ملازمت کسی کے گھر مزدوری کیسے کر سکیں گے۔"

اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شانِ رفیع میں جب کسی مرتد کی توہینیں، گستاخیاں یا کسی مسئلہ دینیہ ضروریہ کے متعلق کسی بے دین کی تکذیبیں ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو یہ یوں کہکر جاہلوں کو بہکاتے ہیں کہ "میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں، مولوی مولوی جانیں، ہم تو جاہل آدمی ہیں، ہمارے نزدیک سبھی مولوی اچھے ہیں ہم اپنی زبان سے کسی مولوی کو کیونکر بُرا کہیں" ـــــ مگر ان انسان نما جانوروں کو بلکہ جانوروں سے بھی بدتر گمراہوں کو کیا اتنی بھی خبر نہیں کہ زمانۂ موجودہ سے پیشتر جو ہمارے اگلے پُرکھے باپ دادا سُنّی مُسلمان تھے ان کا دین ومذہب وہی تھا جو حضور سیدنا الغوث الاعظم وحضور خواجہ غریب نواز وحضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت شیخ المشائخ سلطان الاولیاء نظام الدین محبوبِ الٰہی، حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت شاہ عبدالحق ردولوی، حضرت قطب عالم پنڈوی، حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی کچھوچھوی حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری، حضرت شاہ وجیہہ الدین گجراتی، حضرت شاہ عالم احمد آبادی، حضرت شاہ پیر محمد سلونی، حضرت مخدوم علی احمد علاء الدین صابر کلیری، حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، حضرت مخدوم بندہ نواز گیسو دراز، حضرت میراں سید علی داتار، حضرت سید سالار مسعود غازی، حضرت بدیع الدین شاہ مدار، حضرت مخدوم علی فقیہہ مہائمی، حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قادری مارہروی، حضرت سیدنا

شاہ اچھے میاں مارہروی و دیگر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ کیا ان خبثاء کو اتنا نہیں سوجھتا کہ اس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنّت کے مقابلے میں جس پر اگلے زمانے کے تمام اہل اسلام و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو شخص کوئی نیا عقیدہ، نیا مذہب، نیا فرقہ گڑھ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کرے وہ ہرگز سُنّی مسلمان نہیں۔ بلکہ گمراہ بدمذہب بے دین ہے۔ نہیں نہیں! خبر ضرور ہے اور اتنی بات کی خبر تو ہر گنوار مسلمان، ہر کسان مسلمان، ہر مزدور مُسلمان کو بھی ہے جو اپنے آپ کو سُنّی مُسلمان کہتا ہے کہ جُملہ مسائل ضروریہ دینیہ وہی مسائل تو ہیں جن کو اُسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچّے مذہب اہلسنّت کے ماننے والے برابر دین کے ضروری مسائل مانتے چلے آئے جو کسی ضروری دینی مسئلے کے خلاف اپنا عقیدہ گڑھے وہ اس قدیم دین اسلام اور مذہب اہلسنّت کا مخالف ہے۔ اور جو اُس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنّت کا مخالف ہو وہ گمراہ بے دین ہے۔ اس میں کونسی ایسی بات ہے جو ان صلحکلیوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ لیکن یہ صلحکلیہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ ایسے فریب دیکر عوام اہل اسلام کے دلوں سے مسائل دینیہ ضروریہ کی عظمت و اہمیت نکال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رہا توہین و گستاخی کا مسئلہ تو مرتدین دیوبندیہ و ملحدین چکڑالویہ، زنادقہ خاکساریہ اور بے دینان لیگیہ وغیرہم کفار و اشرار نے اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظیم جلیل سرکاروں میں جو گندی توہینیں، بڑی ہوئی دشنام طرازیاں کی ہیں، وہ تو ان صُلحکلیوں کی سمجھ میں نہیں آئیں، ان گستاخیوں کو بحکم شریعت کفر اور ان گستاخوں کو حسب فتوائے شرعیہ کافر مرتد کہنا ان کے نزدیک مولویوں کا جھگڑا ہوجاتا ہے۔ لیکن جب ویسی ہی، بلکہ اُن سے بہت ہلکی باتیں خود ان صلحکلیوں یا ان کے باپ دادا کیلئے کوئی کہہ دیتا ہے کہ مثلاً "تمہارا مُنھ سوئر کا سا ہے، تمہارے باپ کے کان کی کیا تخصیص ہے ایسے کان تو گدھے کے بھی ہیں، تمہاری والدہ مُشفقہ کے پیٹ کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا پیٹ تو بجو کا بھی ہے، تمہارے دادا صاحب چمار سے بھی زائد ذلیل تھے، تمہاری دادی صاحبہ چماری تھیں، تمہارے نانا صاحب چوہڑے (بھنگی) تھے، تمہاری نانی صاحبہ چوہڑی یعنی بھنگن تھیں"۔ــــ تو فوراً ہی ایسے کلمات کا گالی اور دشنام ہونا خود ان صلحکلیوں کی سمجھ میں آجاتا ہے اور کہنے والے سے انتقام لینے کیلئے فوراً ہی طیار ہوجاتے ہیں۔ اس وقت یہ ہرگز نہیں کہتے کہ "بھائی ہم تو جاہل آدمی ہیں کسی مولوی سے جاکر پوچھو کہ ایسے الفاظ ہمارے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کے حق میں گالی ہیں یا نہیں اور ان باتوں سے اُن کی توہین ہوئی ہے یا نہیں، یہ جھگڑے مولوی لوگ سمجھ سکتے ہیں، ہماری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں"۔ بلکہ ایسے الفاظ سُنتے ہی فوراً مار پیٹ، گالی گلوج کیلئے آمادہ ہوجاتے ہیں ــــ تو ثابت ہوا کہ مرتدوں، بے دینوں نے اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظمت والی بارگاہوں میں جو کچھ دشنامیں بکیں

ان کو بھی یہ صلحکلیئہ ناریہ قطعًا سمجھتے ہیں۔ مگر اپنی اور اپنے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کی توہین کو برا اور جرم سمجھتے ہیں۔ لیکن خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رفیع وجلیل سرکاروں میں گالیاں دشنامیں بکنے کو کچھ برا ہی نہیں سمجھتے، اس کو کفر ہی نہیں جانتے۔ لہٰذا ان مرتدوں، بے دینوں کے کفر وارتداد پر پردہ ڈالنے کیلئے ہی اس مسئلے کو مولویوں کا جھگڑا بنا دیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رہا دنیا میں رہنے کا معاملہ تو یہ بھی ان بے ایمان صلحکلیوں کا ملعون فریب ہے۔ حضرات علمائے اہلسنّت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم یہ کب کہتے ہیں کہ تم دنیا میں مت رہو، مرجاؤ، یا کاروبار بیوپار مت کرو، مزدوری نوکری چھوڑ دو، بلکہ ان کے فتاویٰ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تم دنیا میں اس طرح جیو جس طرح خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کاروبار، بیوپار، مزدوری، نوکری سب شریعت مطہرہ کے موافق کرو۔ جو لوگ اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ معاذ اللہ کافر بے دین ہیں ان سے دینی عداوت مذہبی نفرت رکھو۔ کیا تم ایک چمار کو دو پیسے دیکر اس سے اپنے پرانے جوتے کی مرمت نہیں کراتے، کیا تم بھنگی کو دو آنہ مہینہ دے کر اس سے اپنا پاخانہ نہیں اٹھواتے؟ پھر کیا یہ معاملات نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ پھر کیا ان معاملات کے سبب اس چمار اس بھنگی کی عظمت تم اپنے دلوں میں جماتے ہو؟ کیا ان معاملات کی بنا پر تم انھیں اپنا دینی بھائی بناتے ہو؟ کیا ان معاملات کے بعد آہستہ آہستہ تدریجًا اس چمار اس بھنگی کیساتھ یارانہ دوستانہ مناتے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ کفار ومشرکین کیساتھ دنیوی کاروبار، بیوپار مزدوری نوکری کے معاملات جاری رکھنے کیلئے یہ ہرگز لازم نہیں کہ ان کے کفر وشرک کے سبب مسلمانوں کو بحکم شریعت جو ان سے مذہبی نفرت و دوری، دینی مجانبت و بیزاری ہے اس میں کمی ہوجائے یا معاذ اللہ بالکل ہی جاتی رہے۔ کیا تم روزانہ بوقت حاجت بیت الخلاء نہیں جاتے ہو؟ پھر کیا اس روزانہ کے آنے جانے سے بیت الخلاء کے ساتھ تمکو محبت ودلچسپی پیدا ہوگئی ہے؟ کیا بوقت حاجت روزانہ بیت الخلاء جاتے جاتے اب اسے اپنی تفریح گاہ سمجھنے لگے ہو؟ کیا اب وہاں دل بہلانے اور سیر کرنے کیلئے جانے لگے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں تو حضرات علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ مرتدین ومبتدعین کے ساتھ جہاں تک تم سے ہو سکے دنیوی تعلقات بھی نہ رکھو۔ لیکن اگر ایسا کرنے کیلئے تمہیں ضرورت ومجبوری ہے تو تم اس بارے میں گناہگار نہیں، البتہ ان دنیوی تعلقات کی بنا پر مرتدین ومبتدعین کے ساتھ موالنست وموادت ہرگز جائز نہیں۔

شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۱۶۵ میں صفحہ ۱۶۹ پر اپنے خلیفہ ومرید سیادت پناہ جناب سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"لازم است کہ ہمگی ہمت در اتیان احکام شریعت باید صرف نمود اہل شریعت را از علماء وصلحاء تعظیم وتوقیر باید داشت ودر ترویج شریعت باید کوشید واہل ہوا وبدعت را خوار باید داشت

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ و با کفار کہ دشمنان خدا عزوجل اند و دشمنانِ رسولِ وے اند علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات دشمن باید بود و در ذل و خواری ایشاں سعی باید نمود و بہیچ وجہ عزت نباید داد و ایں بے دولتاں را در مجلس خود راہ نباید داد و اُنس نباید نمود و راہ شدت و غلظت را بالیشاں پیش باید کرد و مہما امکن در ہیچ امرے بالیشاں رجوع نباید نمود و اگر فرضاً ضرورتے افتد در رنگ قضائے حاجت انسانی بکرہ و اضطرار قضائے حاجت از ایشاں باید نمود۔ راہے کہ بجناب قدس جد بزرگوار شما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات می رساند اینست۔ اگر بایں راہ رفتہ نشود وصول بایں جناب قدس دشوار است هیهات هیهات۔

یعنی یہ بات لازم ہے کہ ساری ہمت شریعت مطہرہ کے احکام بجالانے میں صرف کرنی چاہیئے اور پابند شریعت علمائے دین وصالحین کی تعظیم وتوقیر کرنی چاہیئے اور شریعت مطہرہ کے احکام کو رائج کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے اور مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں اور گمراہوں کو ذلیل رکھنا چاہیئے کہ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی اور کافروں کے ساتھ جو خدا تبارک وتعالیٰ کے دشمن اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمن ہیں دشمن رہنا چاہیئے اور کسی طور پر ان کو عزت نہ دینی چاہیئے اور اُن بدنصیبوں کو اپنی مجلسوں میں آنے نہیں دینا چاہیئے اور اُن سے اُنس پیدا نہیں کرنا چاہیئے اور ان کے ساتھ شدت وغلظت کرنا چاہیئے اور جہاں تک ہوسکے کسی بات میں اُنکی طرف رجوع کرنا نہیں چاہیئے۔ اور اگر بالفرض کوئی ضرورت پڑ جائے تو بیت الخلا جانے کی طرح شرعی ناگواری اور مجبوری کے ساتھ اُن سے اپنی حاجت پوری کرنی چاہیئے۔ آپ کے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہِ قُدس تک جو راستہ پہنچاتا ہے وہ یہی ہے۔ اگر اس راہ پر چلا نہ جائیگا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہِ قدس تک پہنچنا دشوار ہے۔ یہ بات بہت دور ہے، یہ امر بہت بعید ہے۔

لوجہ اللہ الکریم الحمد کہ کالشمس فی وسط السما روشن و واضح ہوگیا کہ ہمارے آقایان نعمت حضرات علمائے اہلسنت رحمہم اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات وفلاحِ آخرت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی کاروبار میں بھی ترقی وکامیابی کو متضمن ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ان صلحکلیوں کا یہ فریب دنیا صرف اسی لئے ہے کہ سادہ لوح عوام مسلمین کو معاذ اللہ یہ باور کرادیا جائے کہ علمائے اہلسنت کے فتاویٰ اس قابل ہی نہیں کہ ان پر عمل کیا جاسکے اور یہ کہ بدمذہبوں مرتدوں کے مُکلّمین اور سنّی مسلمانوں کے علمائے دین دونوں

ایک ہی درجے، ایک ہی مرتبے میں ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور فرقۂ صلحکلیہ کے وہ افراد جو مسلمانوں کے لیڈر کہلاتے ہیں، وہ مسلمانوں کو یوں بہکاتے ہیں کہ اسوقت دنیائے سیاست میں اقوام عالم باہمی کشمکش موت وحیات میں مصروف ہیں۔ اور اگرچہ ہر قوم کے اندر باہمی بہت سی فرقہ بندیاں ہیں، لیکن اِس وقت ہر ایک قوم اپنے تمام فرقوں اپنے تمام افراد کو مجتمع و منظم کرکے پورے اتفاق واتحاد کے ساتھ میدانِ سیاست میں اپنے مقابل کے سامنے صف آرا وجنگ آزما ہے دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک تو ہم یوں ہی تھوڑی تعداد میں ہیں اور اگر ان مولویوں کے فتووں پر عمل کرکے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، نیچریوں، خاکساریوں، احراریوں، لیگیوں، رافضیوں، خارجیوں کو ہم اپنی جماعت سے الگ کردیں گے تو ہم بہت ہی چھوٹی سی اقلیت میں رہ جائیں گے۔ یہ حقوق اور وزارتیں اور حکومتیں ملنے کا وقت ہے۔ اگر مولویوں کے کہنے میں آکر اس وقت کو ہم نے آپس کے جھگڑوں میں صرف کردیا تو ہم پر سیاسی موت آجائیگی۔ دوسری منظم طاقتیں ہم کو کچل کر فنا کرڈالیں گی۔ لہٰذا اس وقت تو تمام کلمہ گو فرقوں کے ساتھ اتحاد اتفاق کرکے میدانِ سیاست میں دوسری قوموں سے بازی جیت لو۔ پھر بعد کو یہ مذہبی جھگڑے بھی آپس میں طے کرلینا۔

درحقیقت ان صلحکلی لیڈروں نے سیاست کو مذہب سے ایک علیحدہ چیز ٹھہرا کر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دامِ مکر میں پھانس رکھا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کا ایمان وقرآن تو اسے یہ بتاتا ہے کہ اس کی سچی اسلامی سیاست بھی اس کے سچے دین ومذہب ہی کا ایک شعبہ اور اسی کا جزو ہے۔ سچا مسلمان میدانِ سیاست میں پہنچکر بھی پابندیٔ احکامِ مذہب سے بے نیاز نہیں ہوجاتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ــــــ یعنی میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اِن صلحکلی لیڈروں کا اس پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ واللہ مع الصابرین ــــــ یعنی بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑے بڑے جتھوں پر غالب آئی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور فرماتا ہے جل جلالہٗ۔

وکان حقا علینا نصر المؤمنین ــــ اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے کہ اہلِ ایمان والوں کی مدد فرمانا۔

اور فرماتا ہے عز وعلا۔

الم ترالی الذین تولوا قوما غضب اللہ علیہم ماھم منکم ولا منہم ویحلفون علی الکذب وھم یعلمون۔۔۔۔۔ اے محبوب کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنھوں نے اس قوم سے دوستی کی جس پر اللہ نے غضب فرمایا۔ اے ایمان والو! یہ لوگ نہ تم میں سے ہیں نہ ان (کھلے کافروں) میں سے اور یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

پھر ایسے لوگوں کے رذائل وقبائح بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جل جلالہٗ۔

اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن ھم الخسرون۔۔۔۔۔ یہ لوگ شیطان والے ہیں۔ سُنتا ہے شیطان والے ہی ٹوٹا پانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے عز جلالہٗ

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔۔۔۔۔ اے محبوب تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ایسا نہ پاؤ گے کہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ اُن کے باپ دادا یا اُن کے بیٹے یا ان کے بھائی بند یا ان کے کنبے قبیلے کے لوگ ہوں۔

پھر ان کے فضائل ومدائح بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جل شانہٗ۔

اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔۔۔۔۔ یعنی یہ لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتا ہے؟ اللہ والے ہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے تبارک شانہٗ

ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون۔۔۔۔۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس سے خشیت رکھے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے عز جلالہٗ۔

فلا تہنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم۔۔۔۔۔ تو اے ایمان والو! تم سُست مت ہو اور کفار ومشرکین ومرتدین کو صلح واتحاد کیطرف مت بلاؤ اور تمہیں غالب ہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال میں خسارہ ہرگز نہ دے گا۔

مسلمان کا ایمان قرآن ورحمٰن اور اس کے پیارے رسول ذی شان پر ہے۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہ ایمان رکھتا ہے کہ الٰہی مدد اور خداوندی نصرت کا وعدۂ صادقہ انھیں لوگوں کے حق میں ہے جو بتوفیق اللہ تعالیٰ مسلمان کامل الایمان، متبع احکام شریعت ہوں۔ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے

دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں۔ ان کا اعتماد صرف ظاہری دنیوی اسباب ہی پر نہ ہو بلکہ وہ حضرت مُسبّب الاسباب عزّ جلالہٗ پر اعتماد اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ پھر اگر وہ تعداد میں اپنے دشمنوں سے کم ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرشتے بھیجکر بہت کر دے گا۔ اگر وہ ظاہر میں کمزور وضعیف ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کو قوت وطاقت بخشے گا ان کی کمزوری واقلیت اور ان کے دشمنوں کی طاقت واکثریت باذن اللہ العزیز المقتدر ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس بحث کی تفصیل جلیل میں حضور پُرنور مرشدِ برحق حامی السنن ماحی الفتن حضرت عظیم البرکت تاج العلماء سراج العرفا مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولادرسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کا رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "علیہٗ فیہٗ قلیلیہ الٰہیہ" اور رسالۂ مبارکہ "الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللیگیہ" میں ملاحظہ ہو۔ اس کا انکار وہی کر سکے گا جسکو قرآنِ عظیم پر ایمان نہ ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

دوسری قوموں کے مختلف فرقے آپس میں کتنے ہی اختلافات رکھتے ہوں مگر کافر وبے ایمان ہونے میں سب ایک ہیں۔ اور بحکم الکفرملّۃ واحدۃ ان سب کا باہمی اتفاق واتحاد کچھ جائے تعجب نہیں۔ لیکن ان فرقہائے مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلافات ہرگز آپس کے اختلافات نہیں۔ یہ فرقے تو اپنے اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام ہی سے خارج ہو چکے۔ البتہ مذہبِ اہلسنّت کے چاروں گروہوں حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، کے باہمی فرعی اختلافات بیشک مسلمانوں کے آپس کے اختلافات ہیں تو ان اختلافاتِ فرعیہ کے سبب سُنّی مسلمانوں میں بحمد اللہ تعالےٰ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ سچّا مسلمان کرسیوں، وزارتوں، حکومتوں کے لالچ میں اپنے پیارے دین ومذہب کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ وہ اپنی جان و آبرو سے زیادہ پیارے اپنے سچّے دین ومذہب پر کرسیوں وزارتوں حکومتوں غرض کہ دنیا کی ساری دولتوں تمام راحتوں کو قربان کر دے گا ولِلّٰہ الحمد۔

پھر جبکہ ہندوستان میں کلمہ گویانِ اسلام کی مجموعی تعداد بھی دوسری قوم کے مقابلے میں اقلیت ہی ہے تو ان مرتد فرقوں کے ساتھ اتحاد ووداد کرنے کا بھی کیا نتیجہ ہوگا۔ وہ اقلیت تو پھر بھی اقلیت ہی رہے گی۔ مدعیانِ اسلام مرتدین کو ملا لینے کے بعد بھی اقلیت اکثریت نہ ہو گی۔ تو خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد واتفاق کا خسر الدّنیا والاٰخرۃ ذالک ھوالخسران المبین ۝ کے سوا کیا حاصل۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم۔

اور یہ تو سیدھے سادے مسلمانوں کو محض سبز باغ ہی دکھانا ہے کہ حکومت حاصل ہو جانے کے بعد یہ مذہبی اختلافات آپس میں طے کر لینا ـــــ حکومت اگر مل بھی گئی تو اس کی باگ ڈور، اس کا حل و عقد، اس کا بست وکشاد سب کچھ معاذ اللہ انھیں صلحکلی و نیچری ولیگی و بے دین لیڈروں کے ہاتھوں میں ہو گا۔ ابھی جبکہ گنجوں کو ناخن نہیں ملے ہیں" یہ حال ہے کہ دین و مذہب پر قہقہے اڑائے جا رہے ہیں، ایمانیات و اعتقادات پر ٹھٹھے لگائے جا رہے ہیں۔ اگر معاذ اللہ حکومت خود اختیاری مل گئی تو یہ تمام مذہبی اختلافات طے تو ضرور کر دیئے جائیں گے، مگر اس طرح جیسے مرتد مشرقی کہہ چکا کہ "سب اعتقادی کتابیں جلا کر فی النار والسقر کر دی جائیں گی، مذہبی کتابوں کا رکھنا جرم قرار دے دیا جائیگا"ؔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ بھولے بھالے پیارے سنّی مسلمانو! اپنے دشمنوں سے ہوشیار ہو۔ اس سے پہلے کہ ہوشیار ہونا کچھ نفع نہ دے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم۔

بعض صلحکلی لیڈر جنکو فن تاریخ میں بھی کمال کا دعوےٰ ہے، مسلمانوں پر یوں اندھیری ڈالتے ہیں کہ۔

"جس وقت ترکی سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قاہر فوجیں خشکی پر جہاز چلا کر قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہو رہی تھیں، عین اسی وقت عیسائیوں کے پادری شہر کے بڑے گرجا ایاصوفیہ میں اس مسئلے پر گرما گرم مباحثے میں مصروف تھے کہ جس روز یسوع مسیح (علیہ الصلاۃ والسّلام) کو بقول نصاریٰ سولی دی گئی اس دن انھوں نے فطیری روٹی کھائی تھی یا خمیری اور ان کا بول وبراز پاک تھا یا نہیں۔ اسی طرح اسوقت دوسری قومیں مسلمانوں کو فنا کر دینے میں مصروف ہیں اور مسلمان انھیں مذہبی مباحثوں میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں۔ اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے فضلاتِ طیبہ طاہر و پاک تھے یا نہیں۔ چھوڑو ان مذہبی بحثوں کو اور میدانِ سیاست میں دشمنوں کے سامنے صف آرائی کرو۔ ورنہ تم بھی انھیں قسطنطینی عیسائیوں کی طرح فنا کر دیئے جاؤ گے۔"

اللہ اکبر! ان مکّار لیکچراروں کی مکّاری دیکھو مسلمانو! تم کو کس طرح چھلتے ہیں۔ قسطنطنیہ کے عیسائیوں کی شکست کا صرف یہ سبب دکھایا کہ وہ مذہبی بحثوں میں مُبتلا تھے۔ ترکوں کی فتح کا مدار صرف اس پر ٹھہرایا کہ وہ انتظاماتِ جنگ میں پورے طور پر مصروف تھے۔ ان بے دینوں کی زبانوں سے یہ نہیں نکلا کہ وہ عیسائی

ؔ ملاحظہ ہو مرتد مشرقی کا تذکرۂ ملعونہ، اردو دیباچہ صفحہ ۶۵ ۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ ۔ ۱۲ منہ

اگرچہ مذہبی بحثوں میں مصروف تھے مگر کافر تھے۔ اور وہ ترک انتظاماتِ جنگ سے پورے طیار ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان والے تھے اس لئے اللہ واحد قہار جلّ جلالہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفار پر غالب و مظفر و فتحمند فرمادیا۔ اور اُن کے مونہوں سے یہ نکلتا بھی کیونکر۔ اگر وہ ایسا کہہ دیتے تو کفر و اسلام کا تفرقہ بیان کرنا پڑتا۔ اور مسلمانوں پر اندھیری ڈالنے کا موقع نہ ملتا۔

مسلمانو! ان بے دین صلحکلی لیڈروں سے کہو کہ ارضِ فلسطین، اجنادین، یرموک، قنسرین، الطاکیہ، حلب، بعلبک، مدائن، قادسیہ وغیرہا سیکڑوں مقامات پر اور بلادِ ہند و سندھ، افریقہ، الجزائر اور صلیبی جنگ کے ہزارہا میدانوں میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کچھار کے شیروں کی بہت ہی چھوٹی چھوٹی فوجوں سے کفار کے دس دس گنے، بیس بیس گنے، بلکہ بعض بعض مقامات پر سو سو اور ہزار ہزار گنے جتھوں کے جو مقابلے ہوئے اور ان سب میں ایمان والے ہی منصور و غالب اور کفار ہی مقہور و خائب رہے کیا وہ سب کفار بھی مذہبی مباحثوں ہی میں مبتلا تھے۔ غرض قسطنطنیہ کے عیسائیوں کے بھی مغلوب و مقہور ہونے کا اصلی سبب ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ الصلاۃ والسّلام کی سیرتِ کریمہ کے متعلق ایک مسئلے کی تحقیق میں کیوں مصروف تھے۔ بلکہ اس کا اصلی سبب بھی وہی وعدۂ الٰہیہ تھا کہ "ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" یعنی اور اے ایمان والو! تم سُست مت ہو اور تم غمگین مت ہو اور تمہیں سب پر غالب رہو گے اگر تم کامل ایمان والے ہو گے ——— وہ نصاریٰ کافر تھے۔ ترکوں نے محض اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے بتوفیقہ تعالےٰ اُن پر جہاد کیا۔ ربِ قدیر جلّ جلالہٗ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفار پر غلبہ دیا۔ وللہ الحجۃ السامیہ۔

مسلمانو! ان عیّار لیڈروں کی اس عیّاری کا مقصد صرف یہ ہے کہ بدمذہبوں، بے دینوں کیلئے ان کی بدمذہبی بے دینی پھیلانے میں پوری آزادی ہو جائے، کوئی رُکاوٹ ان خبثا کے راستے میں نہ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرتِ اقدس پر کوئی بے دین کیسا ہی ناپاک الزام لگائے، حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علمِ مبارک یا شانِ اقدس کو کوئی مرتد کتنا ہی گھٹائے، مسلمانوں کے سچے دینِ اسلام اور پیارے مذہبِ اہلسنت پر کوئی ملحد کیسے ہی گھنونے اتہامات اٹھائے مگر سُنّی مسلمان دم سادھے زبان دبائے چپ بیٹھے زبانِ قلب سے "ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم" کا وظیفہ پڑھتے رہیں، ملحدوں، بے دینوں، مرتدوں کے جواب میں نہ ایک حرف لکھیں نہ ایک لفظ کہیں۔ اور اگر وہ احقاقِ حق و ابطالِ باطل کریں گے تو قسطنطنیہ کے نصاریٰ کی طرح مٹا دیئے جائیں گے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الحمد للہ لوجہ اللہ تعالےٰ کہ مہرِ نیمروز کیطرح واضح ولائح ہو گیا کہ ہمارے پیشوایانِ دینِ اہلسنت علمائے

ربانیین کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا ہی بفضلہ تعالےٰ ہماری صلاحِ دنیا و فلاحِ عقبیٰ کا سچا ذریعہ ہے اور ان صلحکلی ونیچری لیڈروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی و دہریت پھیلانا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

ان صلحکلی لیڈروں میں اعظم گڈھ کے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ ان کی صلحکلیت اپنی حد سے گذر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین نظم و نثر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔ شبلی اعظم گڈھی کی نیچریت و دہریت اُسکی کتابوں "سیرۃ النبی، الفاروق اور سیرۃ النعمان" میں اپنے زندیقی کرشموں کی بہار اور الحادی جوہنوں کا ابھار دکھا رہی ہے۔ اس کی اگر پوری تفصیل کی جائے تو ایک دفتر بسیط لکھنے میں آئے۔ یہاں مختصراً گذارش۔

شبلی اعظم گڈھی نے ایک مثنوی "صبحِ امید" لکھی جو نیچریوں کے دار المصنفین نے مسعود علی ندوی کے اہتمام سے معارف پریس اعظمگڈھ میں "کلیات شبلی" اردو کے صفحہ اول صفحہ ۲۳ تک شائع کی اسی کے چند اشعار ہم بطور نمونہ پیش کر کے سُنی مسلمانوں کے ایمانی قلوب سے ایک نظرِ انصاف کے طالب وتوفیق الهدایه والاجتناب عن الغوایة مِنَ اللہ الکریم الواھب۔

لڑ پڑتے تھے بات بات میں ہم
ڈوبے تھے تعصبات میں ہم
دکھلائی کمالِ دینداری
مومن کو بنا دیا جو ناری
تکفیر ہمارا ہی چلن تھا
زندیق، تو تکیۂ سخن تھا
دشمن کو نہ کر سکے موافق
مُومن کو بنا دیا مُنافق
گمراہ تو سیکڑوں بنائے
رستے پہ نہ ایک کو بھی لائے
خلقِ نبوی کی تھی یہ تصویر
آپس میں ہر اک گرمِ تکفیر

تصنیف میں گالیوں کی بھرمار
تحریر، کہ لعنتوں کا انبار
برپا تھے وہ مسجدوں میں فتنے
دیکھے نہ کبھی سُنے کسی نے
آپس میں نفاق کا یہ عالم
یہ اس سے خفا، وہ اس سے برہم
اللہ رے یہ وفورِ غفلت
سمجھے تھے رواج کو شریعت
باطل پہ فدا تو حق سے بیزار
تقلید پہ کس بلا کا اصرار
دیندار برائے نام تھے ہم
وابستہ رسمِ عام تھے ہم

تھے رسم و رواج پر فدا سب
تحقیق سے کچھ غرض نہ مطلب
سمجھے نہ ذرا کہ وقت کیا ہے
کس سمت زمانہ چل رہا ہے؟
نیرنگیوں پر نہ کچھ نظر کی
یعنی کہ ہوا ہے اب کدھر کی
کیا پیش ہے؟ کیسی صورتیں ہیں؟
کیا وقت ہے؟ کیا ضرورتیں ہیں؟
چھیڑے جو گئے نئے فسانے
نغمہ وہ رہا نہ وہ ترانے
سیارے ہیں اب نئی چمک کے
وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے

اب صورتِ ملک و دیں نئی ہے
افلاک نئے، زمیں نئی ہے
سب بھول گئے ہیں ماسبق کو
گردوں نے الٹ دیا ورق کو
دیکھی یہ روش تو پھر خردمند
ہوتے گئے طرزِ نو کے پابند
گرنے بھی نہ پائے تھے کہ سنبھلے
بدلا جو زمانہ، وہ بھی بدلے
لیکن نقشِ زمیں رہے ہم
بیٹھے تھے جہاں وہیں رہے ہم
گو غیر اب اہلِ انجمن ہیں
ہم گرمِ فسانۂ کہن ہیں
ہر چند وہ بزم ہے نہ احباب
ہم دیکھ رہے ہیں پر وہی خواب
اس گنجِ گہر پہ ہم ہیں نازاں
جس کا کوئی جوہری نہیں یاں
قائم جو وہ انجمن نہیں ہے
اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
اب عیب ہیں سب ہنر ہمارے
ہیں پوچ سے کم گہر ہمارے
ماتم تھا یہی کہ آئی ناگاہ
اک سمت سے اک صدائے جاں کاہ
اس شان سے تھی وہ آہِ دلگیر
پہلو میں اثر، بغل میں تاثیر
دل ہاتھ سے لینے میں بلا تھی
جادو تھی؟ فسوں تھی؟ جانے کیا تھی؟

جس سمت سے آئی تھی آواز
وہ جلوہ نمائے سحر و اعجاز
دیکھا تو وہاں بجاہ و تمکین
آیا نظر اک پیرِ دیریں
صورت سے عیاں جلالِ شاہی
چہرے پہ فروغِ صبحگاہی
وہ ریشِ دراز کی سپیدی
چھٹکی ہوئی چاندنی سحر کی
پیری سے کمر میں اک ذرا خم
توقیر کی صورت مجسّم
وہ ملک پہ جان دینے والا
وہ قوم کی ناؤ کھینے والا
لب پر ہے فغاں کہ اب بھی جاگو
اے خوابِ گراں کے سونے والو
ہو گردِ رہِ صفِ پسیں کیوں
اس بزم میں ہو خوار تمہیں کیوں
تادیر وہ قوم کا فدائی
وہ خضرِ طریقِ رہنمائی
افسانۂ غم سنا کے ٹھہرا
سوتوں کو جگا جگا کے ٹھہرا
باتوں میں اثر تھا کس بلا کا
اک بار جو رخ پھرا ہوا کا
خواہش کے بدل گئے ارادے
ہمت نے قدم بڑھائے آگے
تعلیم کے جابجا وہ جلسے
گھر گھر میں ترقیوں کے چرچے

دانشِ طلبانِ نکتہ داں نے
عیسیٰ نفسانِ خوش بیاں نے
ترتیب دیئے بکاوش و کد
تبیں رسالہائے مفرد
وہ نکتہ ورِ حقیقت آگاہ
یعنی مہدی علی ذی جاہ
سیّد اشرف علی ممتاز
مشتاق حسین نکتہ پرداز
ان کے قلمِ گہر فشاں نے
آئینِ گذارشِ بیاں نے
آسان کردی ہر ایک مشکل
ناطے شدہ رہ گئی نہ منزل
جو بحث تھی دلنشین کی تھی
ہر بات کی چھان بین کی تھی
تحقیق کے طے کئے مراحل
وا کر دیئے عقدہائے مشکل
القصّہ یہ بات کی تھی تسلیم
یعنی کہ علومِ نو کی تعلیم
تدبیرِ شفا جو ہے تو یہ ہے
اس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
سہتے ہیں جو یوں غم و تعب ہم
تدبیر یہی ہے بس کہ اب ہم
تقویمِ کہن سے ہاتھ اٹھائیں
تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وہ مطالبِ نو آئیں
یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقین

تہذیب کے وہ اصول نایاب
وہ طرزِ معاشرت کے آداب
وہ گنجِ گرانِ دانش و فن
وہ فلسفۂ جدید بیکن،
کیپلر کی وہ نکتہ آفرینی
نیوٹن کے مسائلِ یقینی،
اِس فیض سے ہم بھی بہرہ ور ہوں
ہم بھی اس کان کے گہر ہوں
قائم ہو باتفاقِ باہم
اک مدرسۃ العلوم اعظم
وہ کعبۂ آرزو ہمارا
ہر غم میں ہو چارہ جو ہمارا
وہ درس گہہ خجستہ انجام
ہو پشت و پناہِ قوم اسلام
رائیں ہوئیں متفق جو سب کی
اب قوم سے یاوری طلب کی
وہ کشتۂ قوم وہ فدائی
اُٹھالئے کاسۂ گدائی
کیا تلخ ملے جواب اس کو
کیا کیا نہ دیئے خطاب اُس کو

برگشتہ کہا کسی نے دیں سے
لعنت کا ملا صلہ کہیں سے
خود قوم کو ہو گئی تھی یہ کد
زندیق کہا، کسی نے مُرتد
جور اُس نے سہے کرم کے بدلے
لطف اس نے کئے ستم کے بدلے
یہ زحمتیں گو تھیں ساتھ اُس کے
پُر زور تھے پر جو ہاتھ اُس کے
آگے وہ بڑھا ہٹا کے سب کو
طے کر کے رہا رہِ طلب کو
ناکام رہے وہ جن کو تھی لاگ
خاشاک سے دب سکی نہ یہ آگ
باطل کو جو حق نے کر دیا پست
اب نیست نے پائی صورتِ ہست
ہونی تھی کہ قوم کے پھریں دن
نالے نہ رہے اثر کئے بن
آخر بہزار جاہ و اجلال
طالع ہوا آفتابِ اقبال
قائم ہوا یادگارِ ایام
وہ مدرسۃ العلوم اسلام

خالق سے دعا ہے اب کہ جاوید
روشن رہے یہ چراغ امّید
اِس چشمۂ فیض سے ہے سیراب
بنگال سے تا حدودِ پنجاب
افسوس تو اُن پہ ہے کہ اب بھی
ہیں گم شدۂ رہِ ترقی
جلوے جو دکھا رہا ہے ادبار
اوہامِ غلط میں ہیں گرفتار
گو قوم شکستہ حال ہو جائے
برباد ہو جائے پائمال ہو جائے
یہ سب ہو پر اُن کی ضد نہ جائے
حق بات کبھی نہ دل میں آئے
جلتے نہیں وہمِ باطل اُن کے
پتھر سے بنائے ہیں دل اُن کے
سیّد سے اگر ہے بغض للہ
وہ خادمِ قوم اگر ہے گمراہ
کچھ آپ ہی انتظام کرتے
اسلام کو نیک نام کرتے

سنّی مسلمان بھائیو! للہ! ایمان سے کہو۔ اگر یہ نیچریت نہیں تو تین خدا ماننا حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خدا کا بیٹا جاننا بھی نصرانیت نہ ہوگا۔ بدمذہبوں، بے دینوں پر احکام شرعیہ سنانے کو بات بات پر لڑنا اور تعصبات میں ڈوبا رہنا بتایا۔ کلمہ پڑھنے والے بدمذہب پر بحکم حدیث شریف ناری ہونے کا حکم دینے کو دینداری کے خلاف ٹھہرایا۔ مُسلمان کہلانے والا اگر کفریات بکے تو اسے بحکم شریعت منافق، کافر، زندیق، گمراہ کہنے کو خلقِ نبوی کے خلاف اور گالیوں کا طومار، لعنتوں کا انبار اور بدچلنی بے تہذیبی بنایا۔ مسلمانانِ اہلسنّت کی مسجدوں کو

بدمذہبوں، مرتدوں، بے دینوں، گمراہوں کی فتنہ انگیزیوں، مفسدہ پردازیوں سے محفوظ رکھنے پر فتنے اور نفاق کا حکم لگایا۔ مجانبت مبتدعین ومقاطعۂ مرتدین کے بداخلاقی ہونے کا اور سلفِ صالحین یعنی ساڑھے تیرہ سو برس کے بزرگانِ دین کے طریقۂ مرضیہ کی اتباع کے وفورِ غفلت ہونے کا اور تقلید ائمۂ مجتہدین کے باطل اور غیر مقلدی کے حق ہونے کا اور اجماعِ امّت کی پیروی کو رسمِ عام کی وابستگی کہکر اجماعِ امت کے ماننے والوں کے فقط برائے نام دیندار ہونے کا اور اگلے بزرگانِ اسلام کی سیرت کی پیروی کو رسم ورواج پر فدا ہونا ٹھہراکر تحقیق حق سے اُسکے مخالف ہونے کا گیت گایا۔ پھر آگے چل کر تو صاف کہدیا کہ اب وقت وہ نہ رہا، زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رُخ پھر گیا، نئی نئی نیرنگیاں پیش آگئیں، نئی نئی صورتیں، نئی نئی ضرورتیں سامنے آگئیں، نئے نئے افسانے چھیڑ دیئے گئے، نئی چمک کے ستارے نکل آئے، آسمانوں کے ٹھاٹھ بدل گئے۔ زمین بھی نئی ہے آسمان بھی نئے ہیں، زمانے نے ورق اُلٹ دیا ہے۔ لہٰذا اب اگلے نغموں پُرانے ترانوں کا وقت نہ رہا۔ ماسبق یعنی اگلی باتوں کو بھول جانے کا وقت آگیا۔ وہی لوگ عقلمند ہیں جو ایسے وقت میں پُرانے مذہب کو چھوڑ کر نئی روشنی کے پرستار بن گئے، نئی بادشاہت کے محکوم بننے کے ساتھ ساتھ دین بھی نیا اختیار کرلیا۔ لیکن جن لوگوں نے زمانے کے بدلنے پر بھی اپنا دین نہیں بدلا، پُرانے دین ومذہب پر ثابت ومستقیم رہے، محفل والے اگرچہ جدید ہوگئے، مگر وہ اُسی قدیم افسانے میں سرگرم ہیں۔ موتیوں کے جس خزانے کا اب کوئی قدر داں نہیں پھر بھی وہ اپنے اُسی پُرانے خزانے پر نازاں ہیں۔ نہ اسلامی سلطنت رہی، نہ اگلے زمانے کے سے دیندار مسلمان رہے، پھر بھی وہ اُسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دینِ اسلام مذہب اہلسنت کے خواب دیکھ رہے ہیں، اسلامی سکے کا اب چلن نہیں رہا پھر بھی وہ اُس پرانے سکے کو نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ جس قدر کمالاتِ اسلامیہ تھے وہ سب اس زمانے میں عیب بن گئے، پھر بھی وہ انھیں کے دلدادہ ہیں بحرِ اسلام کے جس قدر بے بہا موتی تھے وہ اگرچہ اس زمانے میں پوتھ یعنی کانچ کے جھوٹے موتیوں سے بھی بدتر ہوگئے پھر بھی وہ انھیں پر فدا ہیں۔ ایسے لوگ بے وقوف بے عقل ہیں۔ پھر آگے چل کر مرتد اکفر پیر نیچر کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے۔ حتیٰ کہ اُسے راہِ ہدایت کا خضر بھی بناڈالا۔ پھر نواب محسن الملک ونواب وقار الملک واشرف علی کی تحریری وتقریری تبلیغ نیچریت کی تعریف وتوصیف کرکے صاف کہدیا کہ مسلمان اسوقت جس قدر مشکلات ومصائب میں مبتلا ہیں ان سب کا واحد علاج باتفاق واجماع جملہ لیڈریان نیچریت صرف یہی ہے کہ جس طرح نیا سال آنے سے پُرانی جنتری بیکار ہوجاتی ہے اور نئی جنتری سے کام لیا جاتا ہے اسی طرح پُرانے دین ومذہب، پُرانے عقائد ومسائل کو چھوڑ کر ان سے ہاتھ اٹھا کر یوروپین تہذیب سیکھیں، یورپ کی ہی طرزِ معاشرت اختیار کریں۔ یورپ میں تہذیب ومعاشرت کے جو اصول تلقین کئے جارہے ہیں وہی نایاب

اور بہترین ہیں، انھیں پر عمل پیرا ہوں۔ بیکن کے جدید فلسفے، کیپلر کی نکتہ آفرینیوں، نیوٹن کے یقینی مسائل پر ایمان لائیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو نواب محسن الملک و شمس العلماء صاحبان کہہ چکے ہیں کہ دین اسلام میں جس قدر مسائل و عقائد سائنس و نیچر کے خلاف ہیں ان سب کو اسلام میں سے نکال کر پھینک دیا جائے۔ پھر آگے چل کر پیر نیچر کے قائم کردہ کالج کی ثناخوانی میں چند اشعار ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو قوم اسلام کا پشت و پناہ اور اپنی آرزوؤں کا کعبہ بھی کہہ ڈالا۔ پھر سید احمد علیگڑھی کے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ پر حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم نے جو فتاویٰ شرعیہ دیئے تھے کہ یہ اقوال سراپا کفر و زندقہ و ارتداد و بے دینی و ضلال اور باعث لعنت و وبال و نکال ہیں، اُن فتاویٰ کو جور و ظلم و ستم کہا۔ صرف اسی پر بس نہ کی بلکہ ان فتاویٰ شرعیہ کو باطل اور پیر نیچر کے عقائد کفریہ ملعونہ کو حق بھی کہدیا۔ پھر کالج نیچریت کے قائم ہونے کو قوم کے دن پھرنا کہا۔ آخر میں اس مرکز نیچریت، منبع دہریت کے قیام و بقا کی دعا کر کے پھر بک دیا کہ اب بھی جو مسلمانان اہلسنت پیر نیچر سے بیلتسمانہیں لیتے، ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہل سنت کو نہیں چھوڑتے یورپ کی تہذیب، یورپ کی معاشرت نیچری دھرم اختیار نہیں کرتے، وہ ترقی کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی بدنصیبی ان کو اپنے جلوے دکھارہی ہے، وہ غلط وہموں میں گرفتار ہیں۔ انکے دلوں میں کبھی حق بات نہیں آتی، اُن کے باطل وہم جانے والے نہیں ہیں۔ وہ قوم کو شکستہ حال و برباد و پائمال ہوتا ہوا دیکھکر بھی اپنی ضد پر اڑے ہیں۔ پرانے دین و مذہب، پرانی تہذیب و معاشرت سے ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔ یورپ کی نیچریانہ نئی روشنی کے اجالے میں نہیں آتے۔ پھر کچھ بس نہ چلتا دیکھکر پچھلے شعروں میں تو رو ہی دیئے۔ نہایت ہی کھسیانی ادا سے فرماتے ہیں کہ اے مسلمانان اہلسنت کے دینی پیشواؤ، مذہبی رہنماؤ! اگر سید احمد خاں پیر نیچر اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت گمراہ بے دین ہے اور آپ حضرات کی اس کے ساتھ عداوت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے تو پھر آپ ہی حضرات کچھ انتظام کریں، اسلام کو نیک نام کریں۔

ہر سُنی مسلمان کے نزدیک ایمان و قرآن کی روشنی میں یہ امر بدیہی ہے کہ آج مسلمانان عالم جن مصائب و آلام میں مبتلا ہیں، اُن کا واحد سبب شریعت مطہرہ کے احکام کے خلاف ورزی اور دین و مذہب کے معاملے میں وہن و مداہنت، بے حمیتی، سہل انکاری و بے غیرتی ہے۔ اور ان مصائب و آلام کا واحد علاج اسی سبب کو دور کرنا ہے۔ اور حضرات علمائے اہلسنت، اساطین دین و ملت کثرہم اللہ تعالیٰ و نصرہم بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تحریراً و تقریراً برابر اسی سبب کو دور کرنے میں مشغول و مصروف ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ نیچری لیڈروں نے ایمانی و قرآنی تدبیر شفا کے اختیار کرنے کو مرض بتادیا۔ اور بے دینی

ولا مذہبی قبول کرنے کو اپنے دکھ کی دوا ٹھہرایا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

ہماری اس کتاب کے مباحث کو جس نے غور وانصاف کے ساتھ پڑھ لیا ہے، اس پر شبلی اعظم گڈھی کے ان اشعار کا کفر یقینی وارتداد قطعی ہونا مہر نیمروز وماہ نیم ماہ سے بھی بڑھکر واضح وروشن ہے یہاں ہم صرف ایک ہی آیت کریمہ کی تلاوت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون ــــــ

اور (اے محبوب تم فرمادو کہ) یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کردیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (ترجمہ رضویہ)

آیت مبارکہ کا روشن فرمان ہے اور ہر سُنّی مسلمان کا اس پر اذعان وایمان ہے کہ قیامت تک کے پیدا ہونے والے تمام مکلفین جنّ وانس پر فرض ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو دین ومذہب دنیا والوں کے سامنے پیش کیا اسی پرانے دین، اسی قدیم مذہب کو قبول کر کے اسی کی پیروی، اسی کا اتباع کریں۔ اور جو شخص اس سے روگردانی کر کے کسی اور دین ومذہب کو اختیار کرے گا خواہ وہ یوروپ والوں کا ہو یا امریکہ والوں کا، ایشیا کا ہو یا افریقہ کا وہ کافر، مرتد، بے ایمان ہے۔ مگر نیچریوں کا یہ اعظمگڈھی ریفارمر کھلے لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ یوروپ کی تہذیب یوروپ کی معاشرت اختیار کرلی جائے۔ یعنی خود داڑھیاں منڈائیں، اپنی عورتوں کے سروں کے بال کتروائیں، خود بھی سینما تھیٹر دیکھیں اُن کو بھی دکھائیں، جوبلی پارک اور وکٹوریہ گارڈن وغیرہا باغوں بازاروں کی بے پردہ سیر اور دوستوں یاروں آشناؤں سے ملاقات اور تخلئے کی انکو خوشی اجازتیں عطا فرمائیں، تقریبوں اور دعوتوں کے موقع پر خود بھی ناچیں ان کو بھی نچائیں، ان کو فلم ایکٹرس بنائیں، خود بھی یورپین لباس پہنیں ان کو بھی میڈموں اور مسوں کا حیاسوز لباس جس سے سر، گردن اور دست وبازو اور سینہ وران اور پنڈلیاں قطعاً برہنہ رہیں پہنائیں، شادی کے قابل مردوں اور عورتوں کے ایک مدت تک نہایت آزادی وبے باکی کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے جلوت وخلوت میں میل جول رکھنے کی رسم کو یہاں کے مسلمانوں میں بھی جاری کرائیں۔ میز کرسی پر چھری کانٹے چمچے سے کھانا کھائیں۔ غرض سر سے پیر تک یوروپ کی تہذیب ومعاشرت کے گہرے رنگ میں رنگ جائیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یوروپ کی گڑھی ہوئی سائنس پر بھی ایمان لائیں۔ اور ساڑھے تیرہ سو برس کے قدیم دین اسلام ومذہب اہلسنت کو پرانی جنتری سمجھ کر اس سے یکسر ہاتھ اٹھائیں۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

کیا کسی سُنّی مُسلمان کو اپنے دین و مذہب کی رُو سے اِن کلماتِ ملعونہ کے قائل کے قطعی یقینی کافر و مرتد ہونے میں کچھ شک و شُبہ رہ سکتا ہے؟ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

الطاف حسین حالی نے ایک مسدّس لکھا، جس کا نام "مدّ و جزر اسلام" رکھا۔ نیچری لیڈروں صلحکلّی و اعظلوں نے اُسکی اشاعت میں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے۔ اس اپنی مسدّس (مطبوع بالکشن پریس آگرہ) کے دیباچے کے صفحہ ۳ و ۴ پر اپنے نیچری شاعر بن جانے کا سبب اِن لفظوں میں لکھا ہے۔

"بیس برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بیل کی طرح اسی ایک چکّر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہاں طے کر چکے۔ جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ جہاں سے چلے تھے ابتک وہیں ہیں۔ ہ

شکستِ رنگِ شباب و ہنوز رعنائی درآں دیار کہ زادی ہنوز آں جائی

نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو دائیں بائیں آگے پیچھے ایک میدانِ وسیع نظر آیا جسمیں بیشمار راہیں چاروں طرف کھُلی ہوئی تھیں اور خیال کے لئے کہیں عرصہ تنگ نہ تھا۔ جی میں آیا کہ قدم آگے بڑھائیں اور اس میدان کی سیر کریں۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ دو گز زمین میں محدود رہی ہو اُن سے اس میدان میں کام لینا آسان نہ تھا۔ اس کے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی گردش میں ہاتھ پاؤں چور ہو گئے تھے۔ اور طاقتِ رفتار جواب دے چکی تھی، لیکن پاؤں میں چکّر تھا، اسلیئے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ چند روز اسی تردّد میں یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا، دوسرا پیچھے ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ یعنی ڈاکٹر سر سید احمد خاں جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گذار راستے میں رہ نورد ہے۔ بہت سے لوگ جو اُس کے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے ابھی اس کے ساتھ افتاں و خیزاں چلے جاتے ہیں۔ مگر ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہیں، پیروں میں چھالے پڑے ہیں، دَم چڑھ رہا ہے، چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ لیکن اولوالعزم آدمی جوان سب کا رہنما ہے اسی طرح تازہ دم ہے۔ نہ اُسے رستے کی تکان ہے نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پرواہ ہے، نہ منزل کی دوری سے ہراس ہے اسکی چتونوں میں غضب کا جادو بھرا ہے۔ جسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھیں بند کرکے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اسکی نگاہ ایک اِدھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی۔ بیس برس کے تھکے ہارے خستہ و کوفتہ اسی دشوار گذار راستے پر پڑ لئے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہاں

جاتے ہیں، نہ معلوم ہے کہ کیوں جاتے ہیں، نہ طلب صادق ہے نہ قدم راسخ ہے، نہ عزم ہے نہ استقلال ہے، نہ صدق ہے نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لئے چلا جاتا ہے۔"

حالی نے اپنی اس عبارت میں یہاں سرسید کی چیتونوں میں صرف غضب کا جادو ہی بھرا ہوا بتایا لیکن شبلی نے تو اُسے جلوہ نمائے سحر و اعجاز ٹھہرایا، یعنی شبلی کے دھرم میں سید احمد جادوگر بھی تھا۔ اور معجزے بھی دکھاتا تھا مگر شبلی و حالی دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ اِن دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی اِن دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے والی وہی سید احمد خاں کولی علیگڈھی کی کافرانہ و ساحرانہ نگاہ تھی۔ سچ فرمایا ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کہ "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" یعنی بدمذہبوں سے دور رہو، اُن کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، وہ تم کو فتنے میں مُبتلا نہ کر دیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ ہم اسوقت اِسی مسدّس حالی کے چند بند پیش کر کے مُسلمانوں کے سامنے اسکی نیچریت بے نقاب کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۷ پر ہے ؎

"نصاریٰ کی مانند دھوکا نہ کھانا — کِسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مِری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا — بڑھا کر بہت تم نہ مجھکو گھٹانا
سب انسان ہیں واں جسطرح سرفگندہ — اُسی طرح میں بھی ہوں ایک اسکا بندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم — نہ کرنا میری قبر پہ سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم — کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی — کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور ایلچی بھی"

اُن چھ اشعار میں حالی نے صاف صاف کہدیا کہ اللہ تعالیٰ کے جیسے بندے ہم ہیں، ویسے ہی بندے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ جیسے ہم عاجز و مجبور ہیں ویسے ہی عاجز و مجبور رسول اللہ بھی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اور اس کے ایلچی بھی ہیں۔ یہ کفریاتِ ملعونہ تو وہی ہیں جو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی ناپاک کتاب "تقویت الایمان" میں بکے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان (مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی) کے صفحہ ۵، پر بکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔

"اور سب لوگوں سے امتیاز مجھکو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔"

اس عبارت میں اس نے صاف بتادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام احکام خداوندی سے واقف ہیں باقی لوگ غافل ہیں اور پھر غضب یہ کہ اس کفر کا افترا خود حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کردیا۔ پھر حدیث شریف میں صرف اس قدر تھا۔ "اَنَا مُحَمَّدُ بن عَبدِ اللّٰہِ عَبدُ اللّٰہِ وَرَسُولُہٗ"۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس میں حصر کا کوئی لفظ نہ تھا۔ لیکن امام الوہابیہ نے رسول کے معنی صرف اسی قدر گڑھے کہ "اللہ کے احکام سے واقف" جو ایک بے عمل عالم پر بھی صادق ہے۔ پھر "امتیاز یہی ہے" کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضائل وکمالات کا صرف اسی وصف میں حصر کردیا۔ اسی طرح یہی امام الوہابیہ اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۹ پر بکتا ہے۔

"سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار"۔

پھر اسی صفحہ پر سوا چھ سطر بعد بکتا ہے۔

"سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان"۔

ان عبارتوں میں امام الوہابیہ نے صاف بتادیا کہ اللہ تعالےٰ کے دوسرے تمام بندے جیسے عاجز ونادان ہیں، ویسے ہی عاجز ونادان تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، بلکہ خود حضور سیدنا الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بھی ہیں۔ حالی نے امام الوہابیہ کی شاگردی میں ان سب کفریات کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افترا کردیا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

حضور مالک دوعالم نائب رب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کو پیارے رب اکرم جل جلالہ نے اپنے کرم سے جو عظیم وجلیل و وسیع اختیارات عطا فرمائے ہیں ان کے جلوے دیکھنے ہوں تو حضور پرنور امام اہل سنت آقائے نعمت دریائے رحمت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی "الامن والعلیٰ لناعتی المصطفےٰ بدافع البلاء" کا مطالعہ کیا جائے۔ یہاں مختصراً صرف دو ہی آیات مبارکہ تلاوت کی جاتی ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ضرب الله مثلا عبدا مملوكا لا يقدر على شئ ومن رزقنه منا رزقا حسنا فهو ينفق منه سرا وجهرا هل يستون الحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون ○ وضرب الله مثلا	اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی۔ ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر،

رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شئ وھو کلٌّ علی مولٰہ اینما یوجھہ لا یات بخیر ھل یستوی ھو ومن یأمر بالعدل وھو علی صراط مستقیم ۝

کیا وہ برابر ہو جائیں گے۔ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ اُن میں اکثر کو خبر نہیں ــــ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی۔ دو مرد ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے، جدھر لُسے بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے، کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔

(ترجمۂ رضویہ)

اِن آیاتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دو قسم کے بندے بیان فرمائے۔ ایک وہ جو خود دوسرے کی ملک ہوں، آپ کچھ مقدور نہیں رکھتے، گونگے جو کچھ کام نہیں کر سکتے نہ اپنی کسی سے کہہ سکیں نہ دوسرے کی سمجھ سکیں اپنے آقا پر بوجھ ہوں ان کا آقا ان کو جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائیں اور کسی کام نہ آئیں۔ اور یہ مثال کافروں کی ہے۔ دوسرے وہ جنہیں ربّ کریم جلّ جلالہٗ نے اچھی روزی دی تو وہ اسمیں سے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور ظاہر میں بھی انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہ مثال مؤمنوں کی ہے۔ اور پھر صاف اِرشاد فرمایا کہ وہ کفار ہرگز اِن مؤمنوں کے برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ ہر سُنّی مُسلمان اپنے دین ومذہب کی روشنی میں بالبداہت دیکھ رہا ہے کہ اِن آیاتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کی جو یہ صفتیں بیان فرمائیں کہ ان کو اُن کے ربّ تبارک وتعالیٰ نے اچھا رزق عطا فرمایا ہے، وہ اس میں سے لوگوں کو چھپا کر بھی دیتے ہیں اور ظاہر میں بھی، وہ انصاف کا حُکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اِن صفات میں ساری مخلوقات تمام جہان سے افضل و اقدم واعلیٰ واعظم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے آقا ومولیٰ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ تو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی نے اولاً حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فضائل وکمالات کو صرف عبدیت ورسالت ہی میں حَصر کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تمام خصائصِ مبارکہ مثل سیادتِ مُطلقہ، محبوبیتِ کبریٰ، شفاعتِ عظمیٰ، ختمِ نبوت، معراج فوقِ سمٰوات وغیرہا سب سے کفر کیا۔

ثانیاً اللہ تعالیٰ کے سارے بندوں کو عاجزی وبے چارگی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے برابر کہہ کر اِن دونوں آیاتِ الٰہیہ کی صریح تکذیب کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالثاً حضرت امام ربّانی مجدّدِ الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ السبحانی اپنے مکتوبات شریف (جلد اوّل صفحہ ۲۲۴ مکتوب نمبر ۲۱) میں فرماتے ہیں۔

حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف کنم ـــــــ	یعنی حضور پُرنور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی شخص کو کچھ بدل دینے کی مجال نہیں مگر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا اختیار دیا ہے

کہ وہ قضا جو لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی طرح لکھی ہوئی ہے (اور لوح محفوظ میں نہ تو کسی امر پر معلق ہے نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہے صرف علم الٰہی میں اسکی تعلیق ہے) اگر میں چاہوں تو اس قسم کی قضائے مبرم میں بھی تغییر و تبدیل کر دوں ـــــــ

پھر یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات شریف کی اسی جلد کے صفحہ ۱۴۶ مکتوب نمبر ۳۱۰ میں فرماتے ہیں۔

ہر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہٗ خاص رُسل را اطلاع می بخشد ـــــــ	یعنی جو علم غیب اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اللہ عزوجل اُس پر خاص اپنے رسولوں کو مطلع فرما دیتا ہے ـــــــ

پھر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ الرضوان الرحمانی اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوم کے صفحہ ۲۰۱ مکتوب نمبر ۱۱۰ میں فرماتے ہیں۔

چوں بفضل اللہ سبحانہٗ از قید حصولِ ظلیت وارہد ہر ذرہ از ذرات موجودات چہ عرض وچہ جوہر وچہ آفاق وچہ انفس اورا دروازۂ غیب الغیب واگردد ـــــــ	یعنی جب عارف بفضل اللہ تعالیٰ حصولِ ظلیت کی قید سے چھوٹتا ہے تو عرض ہوں یا جوہر آفاق ہوں یا انفس غرض تمام موجوداتِ عالم کا ہر ذرّہ اس کیلئے غیب الغیب کا دروازہ بن کر کھل جاتا ہے ـــــــ

امامُ الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی کا دھرم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندے عاجزی وبے چاری اور بیخبری و نادانی میں معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے برابر ہیں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعاظم اولیائے امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ مثل حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بعطائے الٰہی ایسی عظیم قدرت، وسیع اختیار مانتے ہیں کہ وہ باذنِ خداوندی لوحِ محفوظ میں بھی تصرف کر سکتے ہیں۔ انبیاء و مرسلین تو انبیاء و مرسلین ہیں علیٰ سیدہم و علیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام عارفین کیلئے ایسا وسیع ومحیط علم عظیم مانتے ہیں کہ تمام کائنات، جملہ موجودات جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرہ نہ صرف یہ کہ ان پر منکشف ہی ہو جاتا ہے بلکہ غیب الغیب کے مشاہدے کیلئے ان کے حق

ہیں ایک کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ اور حضرات مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کیلئے وہ علم وسیع مانتے ہیں کہ جو علوم غیبیہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں ان پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اُن حضرات کو مطلع فرما دیتا ہے۔
سُنّی مسلمانو! امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی اِن ناپاک عبارتوں سے جو عقیدۂ کفریہ کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا اُس کے چیلے الطاف حسین حالی نے بکمال وقاحت خود حضور پر نور مختارِ کُل مالکِ دوعالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افترا کر دیا۔ اگر اس کے قائل کو مسلمان ایماندار فرض کیا جائے تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ مشرک، نصرانی، صنم پرست کہنا پڑے گا۔ اور اگر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ والغفران کے ان مُبارک اعتقادات کو حق مانا جائے تو اس بے دین قائل کو کافر مرتد ماننا پڑے گا۔ ہاں ہاں بولو! اب تمہارا ایمان وانصاف اِن دونوں شقوں میں سے کونسی شق کو قبول کرنے پر تمہیں مجبور کرتا ہے۔ اور توفیق اللہ عزّوجل کے ہاتھ ہے۔
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِن ارشادات مبارکہ سے مرتد اشرف علی تھانوی اور اس کے چیلے وہابی دیوبندی بھی سبق لیں۔ تھانوی مرتد تو اپنی ملعون رسالیہ "حفظ الایمان" میں یہ بتاتا ہے کہ "جو بعض علم غیب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا فرمایا اُس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے" والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مُرتد تھانوی کو تو خصوصیت نہیں سوجھی، لیکن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی نے آیت قرآنی عٰلم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا ۝ الا من ارتضیٰ من رسول ۝ اور آیت رحمانی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولٰکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ۝ کا مفاد ومقتضیٰ یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کے ساتھ جو غیوب مخصوص ہیں ان پر بھی وہ خاص اپنے رسولوں ہی کو مطلع فرما دیتا ہے۔ ہاں ہاں! اب مرتد اشرف علی تھانوی، حسین احمد اجودھیا باشی، شبیر احمد دیوبندی، مرتضیٰ حسن دربھنگی، ایڈیٹر "النجم" عبد الشکور کاکوروی، فرزند دیوبند منظور سنبھلی، کفایت اللہ شاہجہانپوری نائی عن الاسلام سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ خواہ مسٹر جناح کے پچھ لگوے ہوں یا کسی مرتد کے دُم چھلے ہوں، سب مل کر ایک بہرے سے بول چلیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اِن ارشادات مبارکہ کے مُطابق مصنفِ "حفظ الایمان" کافر، مرتد، بے ایمان ہے یا نہیں، مرتد رشید احمد گنگوہی و مرتد خلیل احمد انبیٹھی کے چیلے بھی حضرت مجدد الف ثانی کے ان ارشاداتِ مقدسہ کو بنظر انصاف ملاحظہ کر کے ملعون کتاب "براہین قاطعہ" کے اصل مصنف گنگوہی اور ظاہری مؤلف انبیٹھی کے کافر مرتد بے ایمان ہونے پر ایمان لائیں۔ گنگوہی وانبیٹھی مرتدوں کو تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علمِ اقدس کے وسیع

ہونے پر کوئی نص نہ سوجھا، بلکہ دل کے اندھوں ہیئے کی پھوٹوں کو برعکس ایسے نصوص اور وہ بھی قرآن و حدیث میں نظر آئے جن سے مرتدان گنگوہ وانبیٹھہ کے دھرم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کا وسیع نہ ہونا ثابت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ارے بے دینو! حضور اقدس تو حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، انبیاء و مرسلین تو انبیاء و مرسلین ہیں صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین، صحابۂ کرام و اہلبیت عظام۔ تو صحابۂ کرام و اہلبیت عظام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بندگان خاص و مقربان با اختصاص حضرات عرفائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ علم وسیع بیان فرمارہے ہیں کہ جوہر ہوں یا عرض، آفاق ہوں یا انفس، تمام موجودات، جملہ کائنات، جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرہ صرف اتنا ہی نہیں کہ ان پر منکشف ہوجاتا ہے، بلکہ ان کے حق میں غیب الغیب کے مشاہدے کیلئے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے ——— دیو کے بندو! ابلیس کے پجاریو! کیا اب بھی گنگوہی وانبیٹھی کے پیشوا ابلیس ملعون کی وسعت علم پر ایمان لانے سے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے تمام ماکان و مایکون کا علم محیط بعطائے الٰہی ماننے کو شرک بتانے سے توبہ نہ کروگے؟ ہاں ہاں سچے دل کے ساتھ کفر دیوبندیت سے توبہ کر کے سُنّی مسلمان بنکر اپنی ہڈیوں بوٹیوں کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی ابدی آگ سے بچاؤ۔ اللہ توفیق دے۔ آمین

صفحہ ۱۹ پر کہتا ہے۔

سکھائی انھیں نوع انساں پہ شفقت — کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسائے سے رکھتے ہیں وہ محبت — شب و روز پہونچاتے ہیں انکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں — وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر — نہ ہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جائے سر پر — پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر — خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر
ڈرایا تعصب سے اُن کو یہ کہکر — کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر — وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُس کے یاور
نہیں حق سے کچھ اس محبت کو بہرہ — کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرا

اِن نو اشعار میں حالی نے اسی ملعون صلح کلیت کا افترا حضور اقدس سید القاہرین علی اعداء رب

العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کیا ہے، جسکی تعلیم لیگیوں کے سیاسی پیغمبر مسٹر جناح نے اپنی سیاسی امت کو اپنے پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں دی ہے، کہ اپنا پڑوسی مسلمان ہو یا کافر، ذمی ہو یا حربی ہر ایک کے ساتھ محبت رکھنا، ہر ایک کو رات دن راحت پہنچانا ہی مسلمانوں کی علامت ہے۔ زمین پر جس قدر کفار و منافقین، مرتدو مشرکین، زنادقہ وملحدین بستے ہیں ان سب کے ساتھ محبت رکھنے، ان سب پر مہربانی کرنے ہی سے عرش عظیم کا مالک جل جلالہٗ مہربان ہوگا۔ اور یہ کہ دین حق کی محبت میں جو شخص ایسا اندھا، بہرا ہو جائے کہ دین حق کے خلاف نہ کوئی تحریر دیکھنا چاہے نہ کوئی تقریر سُننا چاہے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جماعت سے باہر ہے، تعصب میں گرفتار ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے اسلام وقرآن و دین وایمان و رسول و رحمٰن جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر منافقین و مرتدین ومشرکین وملحدین جس قدر چاہیں زبان درازیاں، دشنام طرازیاں کریں۔ مگر مسلمان ایسی ناپاک تقریریں ملعون تحریروں پر قطعاً دم سادھے رہیں۔ نہ اُن پر ردّ وطرد کریں نہ ان لوگوں سے علیحدہ و بیزار ہوں بلکہ ایسے ملعون گستاخوں کے ساتھ خوش خلقی، خندہ پیشانی، فراخ حوصلگی، سیر چشمی اور رواداری سے پیش آتے رہیں، یعنی مذہبی دیوث بن جائیں۔ یہ ہے حالی کی ریفارمری، یہ ہے شبلی کی اسپیکری۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ مسلمانوں کا پیارا رب عزوجل فرماتا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین ○

اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (ترجمۂ رضویہ)

اسی آیت مبارکہ میں ارباب فوج وسلطنت، اصحاب سطوت وشوکت، سلاطین اسلام پر پڑوسی کافروں سے جہاد کرنا فرض فرمایا۔ اور تمام مسلمانوں پر کفار و مشرکین کے ساتھ شدت وغلظت کا برتاؤ کرنا ضروری بتایا۔ یہ تو کفار و مشرکین کے متعلق حکم ہے ایمان والے مرد وعورت جو حدود شرعیہ کے مستحق ہوں، اُن کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ولیشھد عذابھما طائفۃ من المؤمنین ○

اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر۔ اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو ——— (ترجمہ رضویہ)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم ایٰت اللّٰہ یکفر بہا ویستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم ان اللّٰہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جہنم جمیعا ○

اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اُتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ اُن کا انکار کیا جاتا ہے اور اُن کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں۔ ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو۔ بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا ——— (ترجمہ رضویہ)

اِن آیات مبارکہ کی روشنی میں حدیث شریف احسن الی جارک تکن مومنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما (یعنی اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کر کہ یہ تیرے ایمان کی خوبی ہے اور لوگوں کیلئے وہی چیز پسند کر جو اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے کہ یہ تیرے اسلام کی شان ہے) وحدیث شریف لا یرحم اللّٰہ من لا یرحم الناس (یعنی جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اُس پر اللہ رحم نہیں کرے گا) وحدیث شریف الراحمون یرحمہم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (یعنی جو لوگ رحم کرنے والے ہیں ان پر رحمٰن رحم کرے گا زمین والوں پر رحم کرو تو آسمانوں کا مالک تم پر رحم فرمائیگا) رواہ ابوداؤد والترمذی عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما وحدیث شریف لیس منا من دعا الی عصبیہ لیس منا من قاتل عصبیۃ لیس منا من مات علی عصبیۃ (یعنی جو حق پر نہ ہو اسکی حمایت کرنے والا ہم میں سے نہیں جو ناحق کی طرفداری میں جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں، جو ناحق کی حمایت پر مرے وہ ہم میں سے نہیں (رواہ ابوداؤد عن جبیر بن معطم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ) کے صحیح مطالب ومعانی واضح وروشن ہیں۔ کہ اِس "پڑوسی" سے مراد مسلمان یا ذمی پڑوسی ہے۔ ورنہ اہل حرب پڑوسیوں سے تو جہاد کرنا سلاطینِ اسلام پر فرض فرمایا۔ اور لوگوں کیلئے اسی چیز کے پسند کرنے سے جو اپنی ذات کیلئے پسند کرے اُن میں اسلام کی تبلیغ اور سُنیت کی اشاعت اور ہر قسم کی بد مذہبی لامذہبی بددینی وبے دینی سے قطعًا دور ونفور رہنے کی موعظت اور اوامر شرعیہ بجالانے اور نواہی شرعیہ سے بچنے اور باز رہنے کی نصیحت مُراد ہے کہ ہر مسلمان کو دنیا کی ہر محبوب ترین چیز سے زیادہ انھیں اُخروی نعمتوں کی محبت ہے اور جن لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ عظیم وجلیل نعمتیں حاصل ہو چکیں اُن کیلئے دنیوی نعمتوں میں سے بھی وہی پسند کرے جو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرے۔ اور زمین والوں پر سب سے بڑا رحم وکرم یہی ہے کہ اُن کو مسلمان کر کے ابدی عیش وراحت اور دوامی حقیقی صحیح ومفید واقعی نعمت آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنا دیا جائے۔ اور اگر اغوائے شیطانی اور اپنی بدعقلی سے

خود اپنی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج رووں کی کج روی کا ضرر دوسرے بے قصور فرماں برداروں پر پہنچنے سے روک دینے کیلئے ان پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنت اسلامی کو جزیہ دیکر ذلیل و مقہور ہو کر رہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ منافقین و مرتدین اور کفار حربیین اسلام کی بیخ کنی اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ دشمنی برابر کرتے رہیں۔ اور مسلمان اسکی کچھ نہ پرواہ کرتے ہوئے ان پر رحم کریں، ترس کھائیں۔ یہ تو ہر عقلمند جانتا ہے کہ ؎

نکوئی با بداں کردن چنانست　　　کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یعنی بدمعاشوں کے ساتھ نیکی کرنا درحقیقت نیکوں پر ظلم کرنا ہے۔ کفار و مرتدین تو کفار و مرتدین ہیں، قرآن عظیم تو فرما چکا کہ جو مسلمان مرد و عورت حدود شرعیہ کے مستحق ہوں اُن کو شرعی سزا دینے کے متعلق اُن پر ترس کھانا، رحم کرنا حرام ہے، تو رحم و کرم کی اِن مبارک حدیثوں میں ایسا ہی رحم و کرم کرنا مراد ہے جس میں شریعتِ مطہرہ کے کسی حکم کے خلاف ورزی اور کسی حقِ شرعی کی پامالی نہ ہوتی ہو۔ اسی طرح حدیث شریف میں جس تعصب کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے اس سے بھی صرف باطل کی بے جا طرف داری ہی مراد ہے۔ اور دینِ حق و مذہبِ حق کی حمایتِ حقہ کا بقدرِ قدرت و بشرطِ استطاعت فرض اہم ہونا تو ضرورتِ دینیہ سے روشن اور قرآن و حدیث میں مبرہن ہے۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ع "تولا بے تبرا نیست ممکن"، یعنی جب تک خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اسوقت تک خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ —— "دینی معاملے میں چشم پوشی کرنا اور جو باتیں شرعاً جائز و ناپسند ہیں اُن کو دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کرنا اور اپنے دین کے معاملے کو اہمیت نہ دینا اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اُس سے درگزر کرنا ہی مداہنت ہے"۔ اور خود قرآنِ پاک فرما چکا کہ جب دیکھو کہ ہماری آیتوں سے کفر کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ اگر تم ان کی صحبت سے علیحدہ و بےزار نہ ہوئے اور ہماری آیتوں کی توہین و تحقیر سُن کر وہاں سے اُٹھ کر چلے آنے کی قدرت و استطاعت رکھتے ہوئے بھی وہیں بیٹھے رہے تو تم بھی انھیں کی طرح کافر ہو۔

حدیث شریف میں ارشاد ہوا حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ یعنی کسی چیز کی محبت تجھکو اندھا، بہرا بنا دیتی ہے۔ یعنی حق کی محبت باطل باتوں کو دیکھنے سُننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ اور باطل کی محبت حق باتوں کے دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے —— تو مطلب یہ ہوا کہ باطل کی محبت اپنے

دِلوں سے نِکال دو کہ وہ تمہیں حق باتوں کے دیکھنے سُننے سے محروم کر دے گی۔ اور حق کی ایسی محبت اپنے قلوب میں جماؤ کہ باطل باتوں کو نہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں نہ تمہارے کان سُن سکیں۔ رواہ ابو داؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ لیکن حالی نے دینِ حق کے ساتھ بھی ایسی محبت رکھنے والے کو کر دینِ حق کے خلاف کسی بات کو نہ سُنے نہ دیکھے بکمالِ دریدہ دہنی حق کی محبت سے قطعًا بے بہرہ اور محروم ٹھہرا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

اِسی طرح جو تعصب شرعًا بُرا ہے اسکی تعریف حدیث شریف میں بیان فرما دی گئی ہے ـــ ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من نصر قومہ علیٰ غیر الحق فھو کالبعیر الذی ردی فھو ینزع بذنبہ ـــــ جس شخص نے ناحق پر اپنی قوم کو مدد دی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر گیا ہو اور اُس کی دُم پکڑ کر اسے کھینچا جا رہا ہو۔ رواہ ابو داؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسری حدیث میں ہے، واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قلت یا رسول اللہ ما العصبیۃ۔ میں نے عرض کی یا رسول عصبیت کیا ہے؟ قال ان تعین قومك علی الظلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، عصبیت (اور تعصب) کی تعریف یہ ہے کہ تو اپنی قوم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھکر بھی ان کی اعانت کرے رواہ ابو داؤد عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری حدیث میں ہے عبادہ بن کثیر شامی ایک بی بی سے روایت کرتے ہیں جو فلسطین کی رہنے والی ہیں، جن کا نام فسیلہ ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سُنا۔

سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فقلت یارسول اللہ امن العصبیۃ ان یحب الرجل قومہ قال لا ولکن من العصبیۃ ان ینصر الرجل قومہٗ علی الظلم ـــــ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سوال کیا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا یہ بات تعصب میں داخل ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے فرمایا نہیں لیکن یہ بات عصبیت میں داخل ہے کہ انسان ظلم و ناحق پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ رواہ الامام احمد وابن ماجۃ۔

اِسی طرح حدیث شریف احب للناس ما تحب لنفسك کی یہ مراد بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں بیان فرمائی کہ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ یعنی اسکی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ مُومن کامل نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے نفس کیلئے پسند کرتا ہے۔ رواہ البخاری و

مسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من حمی مؤمنا من منافق بعث اللہ ملکا یحمی لحمہ یوم القیمۃ من نار جہنم و من رمی مسلما بشیئ یرید بہ شینہ حبسہ اللہ علی جسر جہنم حتی یخرج مما قال۔ یعنی جو شخص کسی منافق کی بدگوئی سے کسی مسلمان کو بچائیگا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی گفتگو سے حملہ کرے گا جس سے اس کی عیب گوئی چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ کے پل پر روک رکھے گا یہانتک کہ وہ اپنی اس گفتگو کے گناہ سے پاک ہوجائے۔ رواہ ابوداؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی یعنی مومن کے سوا کسی اور کی صحبت میں مت بیٹھ اور متقی کے سوا تیری دعوت کا کھانا کوئی اور نہ کھائے۔ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــ اور حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فرمایا۔ یاباذر ای عری الایمان اوثق۔ اے ابوذر ایمان کے کڑوں میں سے کونسا کڑا سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ قال اللہ ورسولہ اعلم۔ انھوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے قال الموالاۃ فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ فرمایا کہ اللہ کے بارے میں باہم ایکدوسرے کی مدد کرنا اور اللہ کیلئے محبت کرنا اور اللہ کیلئے دشمنی رکھنا۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اور حدیث شریف میں ہے المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہرایک دیکھ بھال کرلے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی رکھتا ہے رواہ الامام احمد والترمذی وابوداؤد والبیھقی فی شعب الایمان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ــــ اور حدیث شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم قال اتدرون ای الاعمال احب الی اللہ تعالیٰ قال قائل الصلوۃ والزکوۃ وقال قائل الجہاد قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ ــ یعنی رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہم پر جلوہ فرما ہوئے، فرمایا کیا تمہیں خبر ہے کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے

زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے نے عرض کی نماز وزکوٰۃ، کسی کہنے والے نے عرض کی جہاد۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک تمام اعمال میں اللہ تعالےٰ کو سب سے زائد محبوب عمل اللہ کیلئے محبت رکھنا اور اللہ کیلئے عداوت رکھنا ہے۔ رواہ الامام احمد وروی ابوداؤد الفصل الاخیر ــــــ

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت ابوزرین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرماتے ہیں۔

الا ادلك علی ملاك هٰذا الامر الذی تصیب به خیر الدنیا والآخرة علیك بمجالس اهل الذکر واذا خلوت فحرك لسانك ما استطعت بذکر الله وَاَحِبَّ فی الله وابغض فی الله یَا اَبَا زَرِیْن هل شعرت ان الرجلَ اذا خرج من بیته زائرا اخاه شیعه سبعون الف ملك کلهم یصلون علیه ویقولون ربنا انه وصل فیك فصله فان استطعت ان تعمل جسدك فی ذالك فافعل ــــــ

یعنی کیا میں تجھکو وہ بات نہ بتادوں جس پر اس دین کا دار ومدار ہے۔ جسکے ذریعے سے تو دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرے گا۔ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر کرنے والوں کی مجلسوں کو لازم پکڑلے اور جب تنہائی میں ہو تو تجھ سے جس قدر ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں حرکت دے اور اللہ کے واسطے محبت رکھ۔ اور اللہ کے واسطے عداوت رکھ۔ اے ابوزرین کیا تجھے خبر ہے کہ مسلمان جب اپنے گھر سے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کیلئے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہولیتے ہیں وہ سب اس پر درود بھیجتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! بیشک اس مسلمان نے تیری محبت میں رشتہ جوڑا تو تو بھی اپنے کرم وفضل کو اس سے متعلق فرمادے۔ تو اے ابازرین اگر تو اپنے بدن کو اس کام میں لاسکے تو کر۔ رواہ البیهقی فی شعب الایمان ــــــ

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ــــــ

قالَ اللهُ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی ــــــ یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میرے ذمۂ کرم پر واجب ہوچکا کہ میں ان لوگوں سے محبت رکھوں جو میرے لئے آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں اور ان لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے والے ہیں اور اُن لوگوں سے جو میرے لئے آپسمیں ایکدوسرے کی ملاقات کرنے والے ہیں۔ اور اُن لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایکدوسرے پر مال خرچ کرنے والے ہیں۔ رواہ الامام مالك عن معاذ بن جبل رضی الله تعالیٰ عنه۔

ایک اور روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میری عزت وبزرگی کیلئے آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں ان کے (بیٹھنے کے) لئے (قیامت کے دن) نور کے ممبر ہوں گے، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی تعریف وتوصیف فرمائیں گے۔ رواہ الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــــ

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

ان من عباد اللہ لاُناساً ماھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیٰمۃ بمکانھم من اللہ ــــــ یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے ضرور کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اللہ کی طرف سے جو مرتبت ومنزلت اُنکو ملے گی اُس کے سبب ان کی ثناء وستائش حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی فرمائیں گے ــــــ قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من ھم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر دیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور وانھم لعلیٰ نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرء ھٰذہ الاٰیات اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ــــــ حضور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے نہ اپنے آپس کے رشتوں کو بنا پر نہ ان مالوں کے سبب سے جن کا آپس میں لین دین کرتے ہوں بلکہ صرف کتاب اللہ اور محبت الٰہی کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے کیساتھ محبت رکھی۔ تو خدا کی قسم بے شک ضرور ان کے چہرے نور ہوں گے اور بے شک ضرور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ وہ لوگ نہ ڈریں گے جب لوگ ڈرتے ہوں گے اور نہ انکو کچھ رنج وغم ہوگا جب لوگ رنج وغم میں مبتلا ہوں گے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ یعنی سُن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم رواہ ابوداؤد عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ○

ایک اور حدیث شریف میں ہے، حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

للمسلم علی المسلم ست بالمعروف یسلم علیہ اذا لقیہ ویجیبہ اذا دعاہ ویشمتہ اذا یعنی مسلمان کیلئے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ معروف کے ساتھ (یعنی ان کو شریعت مطہرہ کی پہچانی ہوئی حدوں

عطس ویعودہ اذا مرض ویتبع جنازتہ اذا مات ویحب له مایحب لنفسہٖ ـــــ کے اندر رہتے ہوئے ادا کیا جائے) اسکو سلام کرے جب اس سے ملاقات کرے اور اسکو جواب دے (یعنی اس کے بلاوے کو قبول کرے) جب وہ اس کو بلائے اور اس کو یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے جب وہ چھینکے اور اسکی عیادت کرے، جب وہ بیمار ہو اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے جب وہ مرجائے اور اس کیلئے وہ بات پسند کرے جو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے۔ رواہ الترمذی والدارمی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ ایک[۱۶] اور حدیث شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا کہ افضل ترین ایمان کیا ہے۔

قال ان تحب للہ وتبغض للہ وتعمل لسانك فی ذکر اللہ ـــــ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کے واسطے محبت رکھے اور اللہ کے واسطے عداوت رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے ـــــ قال وماذا یارسول اللہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ اس کے بعد پھر میں کیا کروں؟ قال وان تحب للناس ما تحب لنفسك وتکرہ لھم ماتکرہ لنفسك حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اور یہ کہ تو لوگوں کیلئے تو وہ پسند کرے جو تو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے اور ان کیلئے وہ پسند نہ کرے جو تو خود اپنی ذات کیلئے ناپسند کرتا ہے۔ رواہ الامام احمد

ایک[۱۷] اور حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ یعنی تمام عملوں میں سب سے افضل عمل اللہ عزوجل کے واسطے دوستی رکھنا اور اللہ عزوجل کے واسطے دشمنی رکھنا ہے۔ رواہ ابوداؤد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ ایک[۱۸] اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ـــــ من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت رکھی اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عداوت رکھی اور اللہ کے واسطے دیا اور دینے سے انکار بھی اللہ کے واسطے کیا تو بیشک اس نے ایمان کو کامل کرلیا۔ رواہ ابو داؤد عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ

ایک[۱۹] اور حدیث شریف میں ہے، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اعطی للہ ومنع للہ واحب للہ وابغض للہ فقد استکمل ایمانہ ـــــ یعنی جس نے دیا اللہ کے واسطے اور دینے سے انکار کیا اللہ کے واسطے اور دوستی کی اللہ کے واسطے اور

دشمنی رکھی اللہ کے واسطے تو بے شک اس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔ رواہ الترمذی عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت علامہ سید اسمٰعیل بن حافظ کتب سید خلیل حافظ کتب الحرم المکی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الملکی اپنی تصدیق "فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین" میں ایک اور حدیث شریف لکھتے ہیں۔

الشرک اَخفیٰ من دبیب النمل علی الصَّفا فی اللیلۃ الظَّلماء وادناہ ان تحب علیٰ شئ من الجور وتبغض علیٰ شئ من العدل وھل الدین الا الحب والبغض ــــــ

یعنی شرک اس سے بھی زیادہ پنہاں ہے جیسے چکنی چٹان پر اندھیری رات میں چیونٹی کی چال۔ اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ تو کسی قدر ظلم وخلاف حق پر محبت اور کسی قدر عدل پر عداوت رکھے اور دین ہے کیا؟ اسی حب وبغض کا تو نام ہے۔ رواہ الحاکم وصححہ۔

یہ احادیث کریمہ جو ہم نے یہاں تلاوت کیں، ان میں سے حدیث ۱، حدیث ۲، حدیث ۳، حدیث ۴، حدیث ۷، حدیث ۸، حدیث ۹، حدیث ۱۰، حدیث ۱۱، حدیث ۱۶، حدیث ۱۷، حدیث ۱۸، حدیث ۱۹، حدیث ۲۰ یہ چودہ حدیثیں ہم نے اُسدُ الملّۃ وصاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مفتی اعظم ریاست پٹیالہ ادامہم اللہ تعالیٰ بالفضل والنبالہ کی مرتب فرمائی ہوئی چہل حدیث مسمّٰی بنام تاریخی "اربعین تشدّدات" سے نقل کی ہیں۔ مسلمان بنگاہ ایمان دیکھیں کہ حدیث ۲، حدیث ۳ وحدیث ۴ اور حدیث ۶ نے صاف وروشن طور پر فرمادیا کہ حق وصدق وعدل وانصاف کو پسند کرنا، اس کی حمایت وطرفداری کرنا ہرگز تعصب مذموم نہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی منافق، کوئی بدمذہب کسی سُنّی مسلمان کی بدگوئی کر رہا ہو، اس کو بُرا کہہ رہا ہو تو جو شخص اس سنّی مسلمان کو اپنا دینی مذہبی بھائی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اس کی حمایت وطرفداری کرے گا، اُسکی بدگوئی کرنیوالے اس منافق بدمذہب کا منھ بند کردے گا تو قیامت کے دن اللہ عزّوجل اُس کے گوشت پوست کو جہنم کی آگ سے بچانے کیلئے اپنے نورانی معصوم فرشتے بھیجے گا۔ وللہ الحمد۔

بلکہ جس تعصب کو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مذموم اور بُرا فرمایا اس کے معنی صرف یہی ہیں کہ باطل وکذب وجور وظلم کی طرفداری وحمایت کی جائے۔ لیکن دینِ حق کی نصرت واعانت، مذہب حق کی حفاظت، اہلِ حق کی حمایت، اَمرِ حق کی طرفداری واشاعت ــــ اسی طرح دینِ باطل کی اہانت، مذہب باطل کی نکایت، اہل باطل کی اہانت، اَمرِ باطل کی مخالفت ہرگز تعصب مذموم نہیں۔ بلکہ یہی وہ تعصب محمود ہے جسکو علمائے اہلسنّت کی اصطلاح میں "تَصَلُّب" کہا جاتا ہے۔

حدیث ۱۱، ۱۲ اور حدیث ۱۳ سے "کالشمس فی نصف النہار" روشن و آشکار کہ جو لوگ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا کیلئے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہٖ وسلم پر صحیح ایمان رکھنے والوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لئے ان کی ملاقات کو جاتے ہیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کیلئے ان کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لئے اُن پر مال خرچ کرتے ہیں، وہی لوگ اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں، انھیں کو قیامت کے دن نہ کچھ خوف ہوگا نہ کوئی غم، انہیں کے چہرے نور علیٰ نور ہوں گے، قیامت کے دن اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں ان کی عزت و منزلت دیکھ کر انبیاء و شہداء علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام والثناء بھی ان کی مدح وستائش فرمائیں گے، قیامت کے دن اُن کو نور کے ممبروں پر بٹھایا جائے گا۔ انہیں میں کا کوئی شخص جب اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کیلئے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کو اپنے گھر سے چلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس پر درود بھیجتے ہوئے اس کے ہمراہ ہو لیتے ہیں۔

لیکن شاعر نیچریت مسٹر حالی نے قرآنِ عظیم کی آیاتِ بینات اور احادیثِ مبارکہ کے ارشاداتِ واضحات سب کو یکسر پیٹھ دے کر تمام کافروں، مشرکوں، مرتدوں، منافقوں، بدمذہبوں گمراہوں اور بے دینوں کے ساتھ بھی محبّت والفت وشفقت رکھنے کو ان کے کفریات وضلالات بخندہ پیشانی سُننے، دین، قرآن، رسول ورحمٰن جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ان کے گندے، گھنونے حملے دیکھتے ہوئے بھی اپنی پیشانی پر بَل تیور پر میل نہ آنے دینے کو، بلکہ ان کے عقائد کفر وضلال پر اطلاع رکھتے ہوئے بھی اُن کے ساتھ دوستانے، یارانے منانے کو، ان کے ساتھ مہربانی، شفقت والفت ومحبت کے پینگ بڑھانے کو اسلامیوں کی علامت ٹھہرادیا۔ اور جو مسلمان ایسا نہ کریں قرآنِ عظیم وحدیث کریم کی پیروی وفرمانبرداری میں ان حرکاتِ ملحدانہ وافعال صُلحکلیانہ سے پرہیز رکھیں، ان سب کو خدا کے رحم وکرم سے محروم اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جماعت سے باہر اور مُتعصِّب اور محبّت حق سے بے نصیب بنادیا۔ ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلیّ العظیم۔

حدیث ۷ میں اسکی صحبت میں بیٹھنے سے قطعاً منع فرمادیا۔ جو مومن نہ ہو ایسے شخص کو کھانا کھلانے سے مطلقاً منع فرمادیا، جو بدمذہبی وبدعقیدگی سے مُجتنِب ومُحتَرِز نہ ہو۔

حدیث ۹ میں بددین اور بے دین سے دوستی کرنے کو حرام فرمادیا۔

حدیث نمبر آٹھ، دس، گیارہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ، انیس اور بیس میں خدا ورسول جل جلالہٗ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنے اور خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی ونفرت رکھنے کو ایمان کے کڑوں میں سب سے زیادہ مضبوط کڑا اور اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال سے زائد محبوب عمل اور اسی کو دین اسلام کی بنیاد و اساس اور اسی کو افضل ترین ایمان، اسی کو افضلِ اعمال، اسی کو کمالِ ایمان بلکہ اسی کو عینِ دین فرمایا گیا۔ مگر اس شاعرِ نیچریت مسٹر حالی نے اس عمل کو جہالت وتعصّب ٹھہرایا۔ اور اس حُبّ فی اللہ وبغض فی اللہ کو رحمتِ الٰہی سے محروم اور اسلامی جماعت سے خارج ہوجانے کا سبب اور محبتِ حق سے بے نصیب کردینے والا بتادیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر اسی مُسدّس کے صفحہ ۴۲ پر لکھتا ہے۔

زمانے کا دن رات ہے یہ اشارا کہ ہے آشتی میں مری یاں گذارا
نہیں پیروی میری جس کو گوارا مجھے اُن سے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

اس بند میں شاعرِ نیچریت حالی صاحب نے اُسی مضمون کو پیش کیا ہے جسے متکلم نیچریت شبلی صاحب اپنی مثنوی "صبحِ امید" میں پیش کرچکے ہیں کہ اب زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رُخ پھر گیا لہٰذا پرانے دین ومذہب، پرانے عقائد ومسائل اور پرانی تہذیب ومعاشرت کو چھوڑ دو، اس وقت جس طرف کی ہوا چل رہی ہے، اسی طرف کو چلو۔ یعنی یورپی تہذیب سیکھو، یورپی معاشرت اختیار کرو، بیکن کے جدید فلسفے، کپلر کی نکتہ آفرینیوں نیوٹن کے مسائل پر جو یقینی ہیں، ایمان لاؤ۔ ان اشعار کا منافی اسلام ہونا ہمارے بیاناتِ سابقہ سے واضح وروشن ہے۔ یہاں اختصاراً صرف ایک ہی ارشادِ الٰہی پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ سبحنہٗ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل اطیعوا اللہ والرّسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکٰفرین — (اے محبوب) تم فرماؤ کہ حکم مانو تم اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منھ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (ترجمہ رضویہ)

آیتِ کریمہ نے صاف بتادیا کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان واسلام ہے۔ اور اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منھ پھیرنا ہی کفر و ارتداد ہے۔ اور اس میں زمانے کی یا زمانے کی ہوا کی مخالفت وموافقت کی کوئی قید ہرگز نہیں۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ جس وقت زمانہ تمہارا دوست اور ہوا تمہارے موافق ہو اس وقت تو خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حکم مانو۔ اور جب زمانہ تمہارا دشمن اور ہوا تمہارے خلاف ہو اس وقت خدا و

رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے منھ پھیر لو۔ بلکہ بلا کسی قید کے صاف و واضح طور پر علی الاطلاق فرمادیا کہ زمانہ تمہارا دوست ہو یا دشمن، زمانے کی ہوا تمہارے موافق چل رہی ہو یا تمہارے خلاف، ہر حال میں خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان واسلام ہے اور اسی پر بقدرِ قدرت و بشرطِ استطاعت عمل کرنا فرض ہے۔ جو شخص باوجود قدرت و باوصفِ استطاعت زمانے کی دشمنی کا حیلہ، ہوا کے ناموافق ہونے کا بہانہ پیش کر کے خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے منھ پھیرے وہ کافر ہے، خدا اس کا دشمن ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ ——— پھر اسی مسدّس کے صفحہ ۴۹ پر لکھا ہے۔

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدیٰ کا — کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا — خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں — کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں
عمل جن کا تھا اس کلام متیں پر — وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفوق ہے اُنکو کہیں و مہیں پر — مدار آدمیت کا ہے اب انہیں پر
شریعت کے ہم نے جو پیمان توڑے — وہ لیجا کے سب اہلِ مغرب نے جوڑے

پھر اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے "اس جگہ اہلِ مغرب سے یورپ کی مہذب قوم مراد ہے" ——— مسٹر حالی نے ان اشعار میں عبادت اور دین و ایمان صرف اسی کا نام رکھا کہ دنیا میں ایک انسان دوسرے انسان کے کام آئے۔ اور صاف کہدیا کہ جو شخص مومن ومسلم کافر مرتد منافق وملحد کے ساتھ غرض دنیا کی ہر ایک مخلوق کے ساتھ محبت رکھتا ہے، بس وہی خالقِ دوسرا عزّ وعلا کا دوست ہے۔ پھر صاف بک دیا کہ یورپ کی مہذب قوموں کا اسی پر عمل ہے۔ اسی لئے یورپ کے لوگ دنیا میں سرسبز ہیں اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر فائق ہیں اور اب وہی لوگ آدمی وانسان ہیں۔ اُن کے سوا تمام لوگ جانور ہیں۔ پھر صاف بک دیا کہ مسلمانوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو توڑ دیا لہٰذا جتنے اہلِ اسلام ہیں وہ نہ تو خدا کی عبادت کرتے ہیں نہ دین رکھتے ہیں نہ ایمان۔ یعنی بے دین اور بے ایمان ہیں۔ اور یورپ کے لوگوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو جوڑ لیا، ان پر عمل پیرا ہو گئے اس لئے وہی یورپ والے ہی اسوقت عبادت گذار اور دیندار وایمان دار ہیں۔ یہ وہی کفر ملعون ہے جسکو مرتدِ اعظم عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرہ ملعونہ میں بیسیوں جگہ بکا ہے۔ چنانچہ اپنے تذکرہ ملعونہ کے عربی انتتاحیے کے صفحہ ۴۶ پر بکتا ہے۔

فواللہ ما جاھد قوم قط فی ھذہ الدنیا مثل — یعنی خدا کی قسم اس دنیا میں کبھی کسی قوم نے ایسا

ماجاھد الغرب فی زماننا ھٰذا ولم یعرفوا اللہ مثل ماعرفوہ ولم یقدروہ مثل ما قدروہ فکیف لایؤدّ اللہ اجورھم ویوفیھم حق عبادتھم فی الدنیا ویتم نعمتہ علیھم اَن کانوا شاکرین وکیف لا یستخلف فی الارض الذین اٰمنوا باللہ بالحق وعملوا الصّٰلحٰت انہ شکور حلیم فالملٰئکۃ اکثرھم یسجدون لھٰذا القوم

جہاد نہ کیا جیسا جہاد ہمارے اس زمانے میں یورپ والوں نے کیا۔ اور کسی قوم نے کبھی خدا کو ایسا نہ پہچانا جیسا یورپ والوں نے اسے پہچانا اور کسی قوم نے کبھی خدا کی ایسی قدر نہ کی جیسی یورپ والوں نے اسکی قدر کی تو اللہ ان کا ثواب کیونکر اُن کو نہ دے اور اُنکی عبادت کا حق ان کو دنیا میں کیوں کر بھرپور نہ دے اور کیونکر اپنی نعمت ان پر تمام نہ کرے اسلئے کہ وہی لوگ شکر گذار ہیں اور اللہ کیونکر ان کو زمین میں اپنا خلیفہ نہ بنائے جو اللہ پر حق کے ساتھ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے۔ بے شک وہ قدر کرنے والا، درگذر فرمانے والا ہے۔ تو اکثر فرشتے ان یورپ والوں کو سجدہ کرتے ہیں۔

پھر صفحہ ۴۸ پر بکتا ہے " فالحق انہ ما فیکم من الاسلام من شیٔ وانھم ھم المسلمون" یعنی تو حق بات یہ ہے کہ اے مسلمانوں تم میں تو کچھ بھی اسلام نہیں اور بیشک وہ یورپ والے ہی سچے اسلام والے ہیں ـــــــ الغرض تمام مسلمانوں کو یکسر کافر بنانے اور اپنے خداوندوں اہل یورپ کو ایماندار ٹھہرانے میں مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں ایک ہی قسم کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

فرق اتنا ہے کہ مرتد مشرقی کو کوئی حدیث نہیں ملی تو اس نے حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر " عبادت بجز خدمتِ خلق نیست ٭ بہ تسبیح وسجّادہ ودلق نیست" پیش کر کے توحیدِ خدا ورسالت رُسُل وحقانیت اسلام وغیرہا جملہ عقائد ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو یکسر پیٹھ دے کر کہہ دیا کہ عبادت اور اسلام صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مؤمن وکافر ہر مخلوق کی خدمت کی جائے۔ اور چونکہ یورپ والے خدمتِ خلق کر رہے ہیں اور مسلمان اس سے محروم ہیں لہٰذا مسلمان توسب کے سب قطعًا کافر وبے دین ہیں اور یورپ والے ہی ایماندار اور دیندار ہیں۔ مگر مسٹر حالی نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے ایک حدیث بھی پیش کردی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من اَحسَن اِلیٰ عیالہ۔

یعنی ساری مخلوق کی پرورش اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے تو ساری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زائد محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن انس وعبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ اور اِس حدیث شریف کو سناکر توحید خداوندی ونبوّت انبیاء و

رسالت مرسلین وحقانیت اسلام وقرآن وغیرہا تمام مسائل ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو قطعاً بے کار و باطل ٹھہراکر کہہ دیا کہ عبادت اور دین وایمان صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مؤمن وکافر ہر مخلوق پر احسان کیا جائے۔ ہر مخلوق کے ساتھ محبت رکھی جائے۔ اور چونکہ یورپ والے ایسا ہی کر رہے ہیں اور مسلمان ایسا نہیں کرتے اس لئے مسلمان تو سب بے دین وبے ایمان ہیں اور یورپ والے دیندار واہل ایمان۔ والعیاذ باللہ الملک الدیّان۔

ہم ابھی آیاتِ قرآنیہ واحادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ سے کالشمس فی نصف النہار روشن وآشکار کر چکے کہ مخلوقاتِ الٰہی پر سب سے بڑا احسان اور ان کی سب سے بڑی اور اصلی وحقیقی خدمت یہی ہے کہ ان کو اسلام وایمان کی دولت سے مالا مال کر کے ابدی عیش وراحت اور دوامی وحقیقی ومفید نعمت، آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنا دیا جائے۔ اور جو لوگ اغوائے شیطانی اور اپنی بدعقلی سے خود اپنی سچی حقیقی ابدی منفعت کو ٹھکرادیں تو ایسے کج رؤوں کی کج روی کے ضرر کو دوسرے بے قصور فرمانبرداروں پر پہونچنے سے روک دینے کیلئے اور ان پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنتِ اسلامی کو جزیہ دے کر مغلوب ومقہور ہو کر رہیں اور خودسر معاندوں، سرکش دشمنوں پر اسلامی سلطنتیں محض اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد وقتال کریں۔

ان مسائل کی تصریحات سے آیاتِ الٰہیہ کے سمندر چھلک رہے ہیں اور احادیثِ مبارکہ کے آفتاب دمک رہے ہیں۔ یہ اس تقدیر پر کلام تھا کہ الخلق میں استغراق مراد لیا جائے۔ اور اگر عہد مراد ہو جب تو ملحدین کا وسوسۂ شیطانیہ اور زائد واضح وروشن طور پر فی النار ہے۔ ہم ابھی احادیث مبارکہ سے بیان کر آئے کہ اس مضمون کی احادیثِ شریفہ میں الناس اور الخلق سے مراد صرف مؤمنین ومسلمین ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من قضیٰ لاحد من امتی حاجۃ یرید ان	یعنی جو شخص میرے کسی امتی کی کوئی حاجت اس ارادے
یسرہ بہا فقد سرنی ومن سرنی فقد سر	پوری کردے کہ اس کو اس حاجت کے پوری کر دینے سے خوش کرے
اللہ ومن سر اللہ ادخلہ اللہ الجنۃ	تو بیشک اس نے مجھکو خوش کیا اور جس نے مجھکو خوش کیا

تو بے شک اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ عزوجل اسکو جنت میں داخل فرمائے گا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس حدیث شریف نے اس حدیث کریم کی تفسیر فرمادی کہ الخلق عیال اللہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سب امتی اللہ عزوجل کی آغوشِ رحمت کے پرورش یافتہ ہیں۔ تو جو شخص آغوشِ رحمت خداوندی کے ان پرورش یافتہ لوگوں کے ساتھ احسان کرے گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ وللہ الحمد۔

دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں خدمتِ خلق کی مفصل توضیح رسالہ "مشرقی کا غلط مذہب" نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو۔ بہرحال حالیؔ وشبلیؔ کا محض خدمتِ خلق واحسان الی الخلق کے حیلۂ مکذوبہ وبہانۂ کاذبہ کی بناپر تمام مسلمانوں کو قطعًا کافر بے دین بنانا اور یورپ کے تمام کافروں مشرکوں زندیقوں دہریوں کو ایماندار و دیندار بتانا قطعی کفر وارتداد ہے اور یقینی زندقہ والحاد۔ والعیاذ باللہ رب العباد۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتیٰ اذا جاءہ لم یجدہ شیئًا ووجد اللہ عندہ فوفّٰہ حسابہ واللہ سریع الحساب ۝

یعنی اور جو کافر ہوئے (مجوس ہوں یا ہنود نصاریٰ ہوں یا یہود یا اور مشرکین وکفار عنود) ان کے کام (خدمتِ خلق واحسان الی الخلق ورحمت وشفقت علی الخلق وغیرہ سب) ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے (ترجمۂ رضویہ)

پھر اسی مسدّس کے صفحہ ۱۰۰ پر سائنس یورپ کی تحقیقاتِ جدیدہ کی منقبت خوانی کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"کیا کوہساروں کو مسمار اس نے | بنایا سمندر کو بازار اس نے
زمینوں کو منوایا دوّار اس نے | ثوابت کو ٹھہرایا سیّار اس نے
لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا | دیا پتلیوں کو سکت آدمی کا
یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا | جہازوں کو خشکی پہ چلوانے والا
صداؤں کو سانچے میں ڈھلوانے والا | زمیں کے خزانے اگلوانے والا
یہی برق کو نامہ بر ہے بناتا | یہی آدمی کو ہے بے پر اڑاتا"

یہ وہی کفری مضمون ہے جو مرتد عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرۂ ملعونہ میں جابجا بکا ہے۔ چنانچہ اس کے افتتاحیۂ عربیہ کے صفحہ ۴۶ پر بکتا ہے۔

والمغربون کلھم قد عملوا اصلاتھم وخطفوا | یعنی یورپ کے لوگ سارے کے سارے اپنی نماز

الارض من فوقہا ومن تحتہا واتخذوا بیوتا من سہلہا وصخرہا وبنوا مساکن ومراکب فی برہا وبحرہا یسبحوا اللہ ویحمدوہ وہم الذین ھدوا الی الصراط المستقیم صراط الذین انعم اللہ علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ــــ

کو معلوم کر چکے ہیں۔ اور زمین کو اس کے اوپر اس کے نیچے سے انھوں نے اُچک لیا ہے اور اس کے نرم اور سخت حصّوں میں مکانات انہوں نے بنائے ہیں اور انھوں نے زمین کی خشکی و تری میں کوٹھیاں اور جہاز بنائے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کی تسبیح وحمد کریں (یعنی یورپ والوں کا سائنس میں یہ ترقیاں کرنا ہی خدا کی تسبیح وحمد ہے) اور وہی وہ لوگ ہیں جن کو صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے کی ہدایت فرمائی گئی ان لوگوں کے راستے جن پر اللہ تعالےٰ کا انعام ہے ان یورپ والوں پر نہ تو غضب ہے نہ وہ گمراہ ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

حالانکہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ یہ دنیوی ترقیاں اگر اشاعتِ اسلام و تبلیغِ سنّیت و اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ہوں تو بے شک ثواب ہیں اور اگر ان کا مقصد کوئی دینی اسلامی مقصد نہ ہو تو یہ باتیں اسلامی کمالات تو درکنار انسانی کمالات بھی ہرگز نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

لا یغرنك تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماْ ونھم جھنم وبئس المھاد

یعنی اے سننے والوں کافروں کا شہروں میں اُلّے گُلّے پھرنا تجھے دھوکا نہ دے تھوڑا برتنا پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لا نفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین

یعنی اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انھیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کیلئے بھلا ہے ہم تو اسی لئے انھیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

مگر مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں نے عقائدِ اسلامیہ پر ایمان لانے اور احکامِ اسلامیہ پر عمل کرنے کو بیکار ٹھہرا کر صاف صاف بکدیا کہ کمالِ اسلام و حقیقتِ اسلام صرف اسی قدر ہے کہ سائنس کی تحقیقاتِ جدیدہ کے ذریعے سے پہاڑوں کو ڈھا دیا جائے، سمندروں کو بازار بنا دیا جائے، بھاپ سے لشکرکشی کا کام لیا جائے، بے جان تیلیوں کو مشینوں کے ذریعے سے آدمیوں کی طرح چلتا پھرتا بنا دیا جائے، پتھروں کو ایندھن کی طرح جلایا جائے، خشکی میں جہاز (یعنی ریل کو) چلایا جائے، آوازوں کو سانچوں میں بند کر لیا جائے یعنی فونوگراف بنایا جائے، بجلی کے ذریعے پیغام بھیجا جائے یعنی ٹیلیفون و ٹیلیگراف وریڈیو وغیرہ ایجاد کئے جائیں، ہوائی جہازوں میں بیٹھکر فضا میں اڑا جائے بس ایمان اسی کا نام ہے۔

اور یہی حقیقت اسلام ہے۔ اور چونکہ مسلمان ان باتوں میں یورپ والوں سے پیچھے ہیں اسلئے مسلمان تو سب کے سب گمراہ ہیں، غضب الٰہی میں گرفتار ہیں۔ مگر یورپ کے سائنسداں لوگ سارے کے سارے صراط مستقیم پر ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

اس کفر ملعون میں حالی ومشرقی دونوں متحد ومشترک ہیں۔ مگر حالی نے یورپی سائنس کی کاسہ لیسی کرتے ہوئے زمین کو آفتاب کے گرد متحرک بھی مان لیا، گھومنے والا بھی مان لیا۔ حالانکہ زمین قطعاً ساکن ہے۔ سورج اور چاند اور دوسرے سب سیارے اس کے گرد بحکم الٰہی گھوم رہے ہیں۔ اس مسئلے کا روشن ومبرہن بیان اور فلسفہ وسائنس کے اوہام وہذیانات کا بطلان حضور پرنور اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا شاہ عبد المصطفٰے محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی "الكلمة الملهمة فی الحكمة المحكمة لوهاء فلسفة المشئمة" (۱۳۳۸ھ) وکتاب کامل النصاب مسمّٰی بنام تاریخی "فوز مبین در رد حرکت زمین" (۱۳۳۸ھ) ورسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان" (۱۳۳۹ھ) میں ملاحظہ ہو۔ یہاں ہم رسالۂ مبارکہ "فوز مبین در رد حرکت زمین" کا مختصر اقتباس پیش کریں۔

اوّلاً: آفتاب کی مرکزیت اور زمین کی اس کے گرد حرکت دونوں باطل ومطرود اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہیں۔ نہ آفتاب مرکز ہے نہ کواکب اس کے گرد متحرک۔ بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم ہے اور سب ستارے اور خود آفتاب اس کے گرد دائر۔

(۱) اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

والشمس والقمر بحسبان ۝ — یعنی سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے۔

والشمس تجری لمستقر لها ذالك تقدير العزيز العليم ۝ — یعنی سورج چلتا ہے اپنے ٹھہراؤ کے لئے یہ سادھا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

(۳) اور فرماتا ہے

کل فی فلك يسبحون ۝ — یعنی چاند سورج ایک ایک گھیرے میں پیر رہے ہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے

وسخر لكم الشمس والقمر دائبين ۝ — یعنی اللہ نے تمہارے لئے چاند سورج مسخر کئے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

(۵) اور سورۂ رعد میں فرماتا ہے۔

وسخر لکم الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی ۝ یعنی اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج ہر ایک ٹھہرائے وقت تک چل رہا ہے

بعینہ اسی طرح سورۂ لقمٰن وسورۂ ملئکہ وسورۂ زمر میں فرمایا۔ اس پر جو جاہلانہ اختراع پیش کرے اس کے جواب کو یہ آیۂ کریمہ تمہیں تعلیم فرمادی ہے۔

الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر یعنی کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار۔

آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائر ماننا تو صراحۃً آیاتِ قرآنیہ کا صاف انکار ہے ہی ہیأتِ یونان کا مزعوم کہ آفتاب مرکزِ زمین کے گرد دائر تو ہے مگر نہ خود بلکہ حرکتِ فلک سے آفتاب کی حرکت عرضیہ ہے۔ جیسے جالسِ سفینہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآنِ کریم کے خلاف ہے۔ بلکہ خود آفتاب متحرک ہے، آسمان میں پیرتا ہے۔ جس طرح دریا میں مچھلی۔ قال اللہ تعالیٰ وکل فی فلک یسبحون ۝

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود صاحب سِرِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حضور حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مذکور ہوا کہ آسمان گھومتا ہے۔ دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا۔

کذب کعب ان اللہ یمسک السمٰوات و الارض ان تزولا۔ یعنی کعب نے غلط کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمینوں کو روکے ہوئے ہے کہ سرکیں نہیں۔

زاد ابن مسعود وکفیٰ بھا زوالا ان تدور رواہ عنہ سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وعن حذیفہ عبد بن حمید۔

اس آیت میں اگرچہ تاویل ہو سکے۔ صحابۂ کرام خصوصًا ایسے اجلّہ اعلم بمعانی القرآن ہیں اور ان کا اتباع واجب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ثانیًا:

جاذبیت پر ایک سہل سوال اوج وحضیضِ شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے۔ نقطۂ اوج پر کہ اس کا وقت تقریبًا سوم جولائی ہے۔ آفتاب زمین سے غایت بُعد پر ہوتا ہے۔ اور نقطۂ حضیض پر کہ تقریبًا سوم جنوری ہے۔ غایت قرب پر۔ یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے کہ تفتیشِ جدید میں بُعد اوسط نو کروڑ انتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے۔ اور ما بین المرکزین دو درجے پینتالیس ثانیے یعنی ۰۱۶۷۱۲ ہے۔ تو بُعد ابعد نو کروڑ چوالیس لاکھ اٹھاون ہزار چھبیس (۹۴۴۵۸۰۲۶) میل ہوا

اور بُعدِ اقرب نو کرور تیرہ لاکھ اکتالیس ہزار نو سو چوہتر میل (۹۱۳۴۱۹۷۴) اور تفاوت اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل۔ اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدارِ بیضی پر گھومتی ہے جس کے فوکزِ اسفل میں آفتاب ہے جیساکہ ہیئاتِ جدیدہ کا زعم ہے۔ جیساکہ اس شکل سے واضح ہے۔

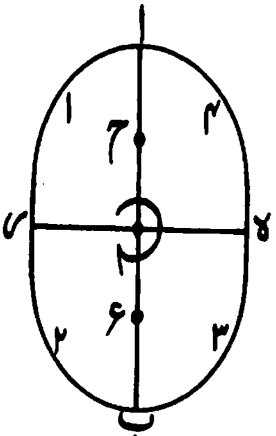

ا ہ ب ء بیضیٔ مدارِ زمین ہے ا ہ، ہ ب، ب ء، ء ا چاروں نطاق ہیں۔ ا ب قطرِ اطول ہے اس کے دونوں کناروں پر مرکز ہ سے پورا بُعد ہے۔ ء ہ قطرِ اقصر اس کے دونوں نقطوں پر ہ سے بعد اقرب ح، ۶ دونوں فوکز یعنی محترق ہیں۔ جن کے اسفل ۶ پر شمس مستقر ہے۔ ا نقطۂ اوج شمس سے غایتِ بُعد پر ہے۔ اور ب حضیض غایتِ قرب پر۔ زمین ا پر مرکز و شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے یہاں سے چلتے ہی ا ہ نطاقِ اول میں دونوں سے قریب ہوتی ہے یہاں تک کہ ہ پر مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے۔ ہ ب نطاقِ دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن شمس سے اب بھی قرب ہی بڑھاتی ہے۔ یہاں تک کہ ب حضیض پر مرکز سے دوبارہ غایت بُعد پر ہو جاتی ہے اور شمس سے نہایت قرب پر آتی ہے۔ اِس نصفِ حضیضی ا ہ ب میں شمس سے قرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متزاید رہتی ہے۔ تیزی کی انتہا نقطۂ ب پر ہوتی ہے۔ پھر انہیں قدموں پر سُست ہو جاتی ہے۔ ب ء نطاقِ سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ء پر دوبارہ مرکز سے کمال قرب پر آجاتی ہے۔ ء ا نطاقِ چہارم میں مرکز و شمس دونوں سے دور ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ا پر دونوں سے کمالِ بُعد پاتی ہے اِس نصف اوجی ب ء ا میں شمس سے بُعد ہی بڑھتا اور چال برابر متناقص رہتی ہے۔ سُستی کی انتہا نقطۂ ا پر ہوتی ہے۔ پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ اِس میں اگر شمس کی جگہ زمین اور زمین کی جگہ شمس کہا جائے اور مدارِ شمس کو بیضی مان لیا جائے تو ہمارے نزدیک بھی یہ سب باتیں یوہیں ہیں ——— اب اللہ عزوجل کی قدرت پر تو ان سائنس پرستوں کا ایمان نہیں ہے۔ لہٰذا کہتے ہیں کہ آفتاب زمین کو کھینچتا ہے۔ زمین آفتاب سے بھاگتی ہے۔ اِس جاذبیت شمس و

نافریتِ ارض کی کھینچا تانی کے سبب آفتاب کے گرد زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی مدارِ بیضی پر دورہ کرتی ہے۔

اولاً ـــــ نافریتِ ارض کو جاذبیتِ شمس سے کیا نسبت کہ آفتاب حسبِ بیانِ اصولِ علم الہیأۃ ہئیاتِ جدیدہ بارہ لاکھ بیناالیس ہزار ایک سو تیس زمینوں کے برابر ہے۔ اور حضور پر نور اعلیٰحضرت قبلہ امام اہلسنت عظیم البرکت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بر بنائے مقرراتِ تازہ[1] اصل کروی پر حساب فرمایا تو اس سے بھی زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر وہ جرم (یعنی زمین) کہ اس (آفتاب) کے بارہ تیرہ لاکھ حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس (آفتاب) کی کیا مقاومت کر سکتا ہے۔ تو گرد دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن (زمین کو) کھینچ کر اس (آفتاب) میں مل جانا (چاہئے) تھا۔ کیا بارہ لاکھ آدمی مل کر ایک (آدمی) کو کھینچیں (اور ان بارہ لاکھ آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کی قوت وطاقت اسی ایک آدمی کی طاقت وقوت کے برابر ہو اور وہ بارہ لاکھ آدمی اپنی مجموعی قوتوں سے کامل اتفاق کے ساتھ اس کو کھینچیں) تو وہ کھینچ نہ سکے گا؟ بلکہ ان کے گرد گھومے گا؟

ثانیاً ـــــ جب نصف دورے میں جاذبیتِ شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصفِ دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی۔ حالانکہ قرب موجبِ قوتِ اثرِ جذب ہے تو حضیض پر لا کر جاذبیتِ شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہو جانا لازم تھا۔ نہ کہ نہایت قرب پر اسکی قوت سست پڑے اور زمین اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے۔ شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے۔ اور جنوری سے جولائی تک پھر بھوکا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ۔ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے بارہ لاکھ امثال سے بڑا ہے اُسے کھینچ کر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ قریب کرے اور عین شبابِ اثرِ جذب کے وقت سُست پڑ جائے اور اِدھر ایک اُدھر بارہ لاکھ سے زائد پر غلبہ ومغلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف انقسام پائے۔ اس پر یہ مہمل عذر پیش ہوتا ہے کہ نقطۂ حضیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ زمین کو آفتاب کے نیچے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔

---

[1] وہ مقرراتِ تازہ کتاب مبارک "فوزِ مبین در ردِ حرکتِ زمین" (۱۳۳۸ھ) میں اور دو اصل کروی رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "الھنیئ النمیر فی الماء المستدیر" (۱۳۳۴ھ) میں ملاحظہ ہو۔

اقول: یہ ہارے کا حیلہ محض بے سروپا ہے۔ اول یہ کہ جاذبیت و نافریت کا گھٹنا بڑھنا متلازم ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہرحال مساوی رہیں گی۔ یہاں اگر نافریت بدرجۂ غایت ہے کہ چال سب سے زیادہ تیز ہے تو جاذبیت بھی بحدِ کمال ہے کہ قربِ شمس سب جگہ سے زائد ہے۔ نافریت جاذبیت سے چھینے تو جبکہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی۔ دوسرے یہ کہ اگر نافریت ہی میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ بحالِ مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات تو روزِ اول سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی، نافریت کی غالبیت و مغلوبیت کیلئے خاص انھیں نقطوں کا تعین کیوں ہے۔ تیسرے یہ کہ ہر سال انھیں پر غلبہ و مغلوبیت کی کیا وجہ ہے۔ بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکزِ عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے۔ اگر مرکز متحد ہوتا زمین سے آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا ـــــ مگر بوجہ خروجِ مرکز جب آفتاب نقطۂ ا پر ہوگا مرکزِ زمین سے اس کا فصل اج ہوگا۔ یعنی بقدر اب نصف قطرِ مدارِ شمس + ب ج مابین المرکزین اور جب نقطۂ ء پر ہوگا اس کا فصل ج ء ہوگا یعنی بقدرِ ب ء نصف قطرِ مدارِ شمس ب ج مابین المرکزین دونوں فصلوں میں بقدر دوچند مابین المرکزین فرق ہوگا یہ اصل کروی پر ہے۔ لیکن وہ بعدِ اوسط اصل بیضی پر لیا گیا ہے اس میں بُعدِ اوسط منتصف مابین المرکزین پر ہے۔ تو بُعدِ اوسط + نصف مابین المرکزین = بُعد البعد، نصفِ مذکور = بعدِ اقرب لاجرم بقدر مابین المرکزین فرق ہوگا اور یہی نقطے اس قرب و بُعد کیلئے خود ہی متعین رہیں گے۔ کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا نہ نافریت کا بکھیڑا

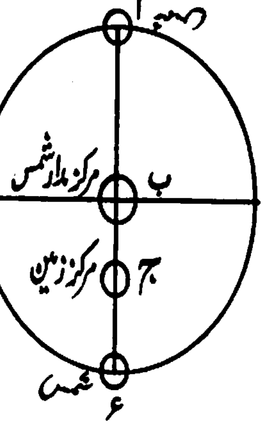

ذٰلک تقدیر العزیز العلیم یہ سادھا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا۔ جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا واٰلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ وبارک وسلم

ثالثاً ـــ جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہدِ عدل قمر ہے۔ ہیأت جدیدہ میں قرار پاچکا ہے کہ اگرچہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے۔ مگر جرمِ شمس لاکھوں درجے جرمِ زمین سے بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے ۲ ۱/۵ گنی ہے۔ یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل۔ اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے مستمر ہے۔ تو کیا وجہ کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جا ملا؟ یا کم از کم ہر روز یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ اور آفتاب سے کم ہوتا جاتا۔ مگر مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل و مہمل خیال ہے۔ اور یہاں یہ عذر کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے عجب صدائے بے معنی ہے۔ زمین کو کھینچنے سے قمر پر اسکی کشش کیوں کم ہوگئی۔ ایک اور ۱۱/۵ اسی حالتِ موجودہ ہی پر تو مانی

گئی ہے۔ جس میں شمس زمین کو بھی جذب کر رہا ہے۔ پھر اس قرار یافتہ مسلّم کا کیا علاج ہوا۔

رابعًا۔ لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب تر ہو جاتا ہے اور مقابلے کے وقت دُور تر حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ ۱۱/۱۶ ہے صرف ۵/۱۶ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس و ارض کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف ۵ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف ۱۱ حصے تو بقدر فضل جذب شمس ۶/۱۶ جانب شمس کھنچا۔ اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب سولہ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں۔ غرض وہاں تفاضل کا عمل تھا یہاں مجموع کا اس کے سہ چند کے قریب ہے تو واجب کہ وقت مقابلہ قمر شمس سے بہ نسبت وقت اجتماع قریب تر آجائے۔ حالانکہ عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ سائنس کے پرستاروں کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے چھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مقابل شمس آتا ہے اور اس وقت شمس و زمین دونوں اسے ایک طرف کھینچتے ہیں تو آفتاب سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا ہے۔

اقول: کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیّرین کے بیچ ہی میں رہتی ہے کہ آفتاب سے قریب کرنے کا وہ سلسلہ مسلسل رہتا ہے یا زمین تو مقابلے کے بعد ایک کنارے کو ہو گئی اور جب سے اجتماع ہونے تک جہت خلاف شمس کھینچتی رہی۔ اور اس کا اثر جذب اثر جذب شمس سے بدرجہا زائد ہے (ملاحظہ ہو کتاب "فوز مبین" میں جاذبیت کا ردِّ پنجم) پھر بھی چاند ہے کہ شمس ہی کی طرف کھنچا ہے۔ شاید مقابلے کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ اب چاہے میں کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں۔ اور کتنے ہی غالب زور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر رہنا۔ اور آفتاب ہی سے قریب ہوتا جانا میری ایک نہ ماننا کیونکہ وہ بڑا بوڑھا ہے، اس کا لحاظ واجب ہے اور چاند ایسا سعادت مند کہ اسی پر کاربند ـــــ جب کھنچتے کھنچتے وہ آفتاب کی گود کے پاس پہنچا یعنی اجتماع میں آتا ہے اس وقت زمین اپنی نصیحت پر پشیمان ہوتی ہے۔ اور بڑھ کر وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ شمس کی گود سے اسے چھین کر آدھے دَورے میں نہایت دوری پر لے جاتی ہے۔ یہاں آکر پھر بھول جاتی ہے اور وہی اکھڑ بھر چاند کے کان میں پھونکتی ہے۔ ایسی پاگل زمین ہیأت جدیدہ میں ہوتی ہوگی۔

غرض دنیا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول ہوتا ہے۔ اور وہ فنا ہو کر علت خلاف پیدا ہو تو فورًا خلاف ہو جاتا ہے۔ لیکن ہیأت جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہوئے مدّتیں گزریں اور خلاف کی علتیں برابر روزانہ ترقی پر ہیں۔ مگر معلول اسی مُردہ علت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا

ہے۔ یعنی اُدھر تو علت معدوم اور معلول قائم۔ اِدھر علتیں موجود و مترقی اور معمول معدوم وتوفیق الاهتداء الی الحق من الملك الحی القیوم

خامساً ــــ طرفہ یہ کہ اس بیچارے صغیر الجثہ چاند کو صرف شمس ہی نہیں اس کے ساتھ زہرہ و عطارد بھی جانب شمس کھینچتے ہیں۔ اور اِدھر سے ارض اپنی طرف گھسیٹتی ہے۔ خصوصًا ان تینوں کا ایک درجے سے بھی کم فاصلے میں ہزاروں بار قران ہو چکا ہے۔ نہ ان تینوں کی مجموعی کشش جذب زمین پر غالب آتی ہے نہ اِس (مقناطیسی لہروں کی) ستم کشاکش میں قمر کو کوئی زخم پہنچا ہے نہ وہ ہسپتال جاتا ہے نہ سول سرجن کا معائنہ ہوتا ہے۔ آفتاب چھ کروڑ چاند سے بھی لاکھوں حصے بڑا ہے کہ چھ کروڑ چوالیس لاکھ اناسی ہزار چھ سو سڑسٹھ قمر کے برابر ہے۔ قمر بے چارے کی کیا ہستی یہ تو اس کھینچ تان میں پرزے پرزے ہو جاتا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر حرف آنا درکنار، اس کی منضبط چال میں اصلاً فرق نہیں آتا۔ تو سائنس کے اوہام وخرافات اور جاذبیت کے تخیلات و مزخرفات سب باطل ہیں۔

سادساً۔ ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے۔ اور جذب جمیع جہاتِ شمس سے یکساں۔ اور جتنا جذب اتنی ہی نفرت۔ تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو۔ اور جتنی نافریت اتنا ہی بُعد۔ تو لازم کہ سب طرف شمس سے یکساں ہو۔ آفتاب عین مرکزِ مدار پر ہو۔ لیکن وہ مرکز سے اکتیس لاکھ میل فاصلے پر فوکزِ اسفل میں ہے تو نافریت باطل ہے کہ وہ ایسی چیز چاہتی ہے جو امر واقع وثابت کے خلاف ہے۔

فائدہ : اسی دلیل سے بیضیت رد ہو سکتی ہے کہ جب ہر طرف بُعد برابر تو ضرور مدار دائرہ تامہ ہوگا نہ بیضی۔ لیکن نہ وہ بیضیت سے انکار کر سکتے ہیں نہ کوئی عاقل شمس کو عین مرکز پر مان سکتا ہے کہ مشاہدہ ہر سال سے باطل ہے۔ لاجرم نافریت وحرکتِ زمین کو رخصت کرنا لازم۔

سابعاً ــــ یہاں بُعد کی کمی بیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ مرکز سے نطاقِ اول میں کم ہوتا گیا دوم میں زیادہ سوم میں پھر کم۔ چہارم میں پھر زیادہ۔ اور شمس سے نصفِ حضیضی میں کم ہوتا گیا۔ نصفِ اوجی میں زیادہ۔ کیا وجہ ہے کہ نافریت یہ مختلف ثمرے لاتی ہے۔ وہ قوتِ شاعرہ نہیں کہ تم سے مشورے لیکر جس نطاق میں جیسا تم کہو ویسا مختلف کام کرے۔ اور اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر کہیئے کہ نطاقِ اول وسوم میں نافریت ضعیف ہوتی جاتی ہے اس کا اثر کہ بعید کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطاقِ دوم وچہارم میں قوی ہوتی جاتی ہے اس کا عمل بڑھتا جاتا ہے۔

اقول: یہ محض ہوس ہے۔ اوّل: یہ کہ اس کے اِس اختلافِ ضعف وقوت کا کیا سبب ہے۔ دوسرے یہ کہ انھیں نطاقوں پر اس کا تعین کیوں منتظم مرتب ہے۔ تیسرے یہ کہ نطاقِ دوم میں مرکز سے

بعد بڑھتا ہے اور شمس سے قرب۔ کیا وہی نافریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی ہے اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے۔ جو تمہارے طور پر دلیل قوت نافریت ہے۔ چوتھے یہ کہ نطاق سوم میں مرکز سے قرب بڑھتا ہے اور شمس سے بُعد۔ کیا وہی نافریت اب یہاں اُلٹی ہوکر مرکز کے حق میں کمزور پڑتی — اور شمس کیلئے تیز ہوجاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر سُست پڑتی جاتی ہے۔ جو دلیل ضعف نافریت ہے۔ مگر یہ کہیے کہ نافریت ایک ذی شعور اور سخت احمق ہے۔ اسے مرکز و شمس دونوں سے نفرت ہے۔ لیکن وہ اپنی حماقت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے۔ اور جب سر پر آ لگتی ہے اس وقت جاگتی ہے۔ مگر پھر بھی غالباً ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی زد سر پر آ لگی دوسری آنکھ سے اسوقت بھی سوتی رہتی ہے۔ یوں آپ کا نظام انتظام پائیگا۔

نقطۂ ا یعنی اوج پر نافریت دونوں آنکھوں سے سوتی پڑی غافل خراٹے لے رہی ہے۔ اور اُسکی دشمن جاذبیت اپنا کام کررہی ہے۔ زمین کو چُپکے چُپکے مرکز و شمس دونوں سے قریب لارہی ہے۔ سیدھا یوں نہیں کھینچتی کہ نافریت جاگ اُٹھے گی۔ لہٰذا بچتی کتراتی میر بحری بچاتی لارہی ہے۔ یہاں تک کہ نقطۂ ز یعنی ایک کنارۂ قطر اقصر پر لے آئی۔ جہاں مرکز سے غایت قرب ہے۔ اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف ہے کھلی، کہ اسی طرف سے زد آئی تھی۔ زمین کو قرب مرکز سے لیکر بھاگی اور دور کرنا شروع کیا۔ مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب بھی سو رہی ہے۔ اسے خبر نہیں کہ ایک دشمن سے دور کرتی ہوں دوسرے سے تو قریب کررہی ہوں۔ اسے تو یہ مدار چھوڑ کر سیدھا جنگل کو بھاگنا تھا کہ دونوں سے بچتی۔ جاذبیت کسی وقت غافل نہیں۔ وہ اب بھی اپنا کام کررہی ہے۔ یہاں تک کہ زمین کو کھینچکر نقطۂ ب پر لائی۔ جہاں شمس سے غایت قرب ہے۔ اب ادھر کی آنکھ کھلی۔ اور آفتاب سے دور لیکر بھاگی۔ مگر ساتھ ہی دوسری طرف کی آنکھ سے سو گئی۔ اسے خبر نہیں کہ شمس سے دور کرتی تو مرکز سے قریب لارہی ہوں۔ یہاں تک کہ نقطۂ ط پر دوبارہ مرکز سے غایت قرب میں آئی۔ البتہ اب اس کی دونوں آنکھیں کھلیں۔ اور زمین کو دونوں سے دور لے کر بھاگی۔ یہاں تک کہ پھر نقطۂ ا پر پہنچی۔ کھینچ تان کی محنت بہت اٹھائی تھی۔ سال پورا دوڑتے دوڑتے ہوگیا۔ یہاں آ کر چاروں شانے چت دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی۔ اور پھر وہی دورہ شروع ہوگیا۔ یہ فسانۂ عجائب یا بوستان خیال تم تسلیم کرو۔ کوئی عاقل تو بے دلیل اسے مان نہیں سکتا۔ ان دلائل کی تکمیل اور ان کے علاوہ کثیر ادلۂ جلائل کی تفصیل اور ہیئات جدیدہ کے غوائل کا ردِ جلیل اسی کتاب مبارک "فوز مبین" میں ملاحظہ ہو۔

یہ مختصر نمونہ ہے سائنس کی حقیقت کا۔ جس پر ایمان لاکر پیر نیچر و مولوی شبلی و مولوی حالی صاحبان وغیرہم متکلمین نیچریت نے آسمانوں کے وجود کا انکار کیا، آیات الٰہیہ کی تکذیب کی، مسائل ضروریۂ دینیہ

کی تحریف کی۔ یہ نیوٹن کے وہی یقینی مسائل ہیں جن پر مسلمانوں کو ایمان لانے کا حکم کیا جارہا ہے۔ یہ کپلر کی وہی نکتہ آفرینیاں ہیں جن کو ماننے کا اور نیا دین قبول کرنے کا لیکچر دیا جارہا ہے، یہی سائنس کی وہ ترقیاں ہیں جن کو دیکھ کر مولوی حالی صاحب کے منہ میں پانی بھرا چلا آرہا ہے، یہی سائنس کی وہ ایجاداتِ نو ہیں جن کی بنا پر مرتدِ اعظم عنایت اللہ مشرقی تمام مسلمانوں کو کافر مشرک اور یورپ کے انگریزوں جرمنوں وغیرہم سائنسداں کافروں کو ایماندار اور خدا کا پیارا بتارہا ہے۔

بالجملہ جو شخص سائنس کے وسوساتِ کاذبہ وہوساتِ عاطلہ پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے اور ان پر بھروسہ کر کے ارشاداتِ الٰہیہ کو جھٹلائے وہ بحکمِ شریعتِ مطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مسٹر حالی کے اس مسدس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں۔ اور ہزاروں ضلالات کے طومار۔ وفیماذکرنا کفایۃ لاولی الالباب والانظار والعیاذ باللہ الواحد القہار۔

صلحکلی فرقے کے وہ لوگ جو مسلمانوں کے مولوی بن گئے ہیں جو حقیقۃً جاہل ہیں۔ یا پڑھ لکھ کر بحکم اضلہ اللہ علی علم جاہل بن گئے ہیں۔ وہ اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو یوں بہلاتے ہیں کہ "حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو کافروں پر بھی مہربان تھے، حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے تو کبھی کافر کو بھی کافر نہیں کہا۔ اور بھائی بات بھی یہی ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے شاید وہ کسی وقت مسلمان ہوجائے۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے تو اپنے کسی دشمن کو بھی برا نہیں کہا پھر ہم کیوں کسی کو برا کہیں۔ قرآن نے تو فرمادیا ہے کہ کافروں سے کہدو لکم دینکم ولی دین ○ یعنی تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ اور یہ کہ "لا اکراہ فی الدین ○ یعنی دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں۔ پھر ہم کسی کا رد کرے کسی کو کافر بدمذہب کہکر دین کے بارے میں خواہ مخواہ اس سے کیوں جھگڑا کریں۔ کسی کے ساتھ خواہ وہ کیسا ہی ہو غلظت وشدت کرنا خلقِ عظیم کے خلاف اور بدخلقی ہے"۔

ان صلحکلی واعظوں میں جو سب سے ملکے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ" قرآن نے تو فرمایا ہے "ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلهم بالتی هی احسن"۔ یعنی اپنے ربّ کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور اُن سے اس طریقے پر مجادلہ کر جو بہترین ہو۔ کسی فرقے کے عقائدِ کفریہ کا کھلم کھلا ردّ و ابطال کرنے سے لوگ مشتعل ہوجاتے ہیں۔ ان کو نرمی و آشتی کے ساتھ سمجھا بجھا کر سچائی کی طرف پالیسی کے ساتھ لانا چاہیئے۔ اب ان شیاطین خرس سے کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں۔ پھر ایک سنّی عالمِ دین

نیابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مُسند پر بیٹھ کر کیوں گالیاں بکے گا؟ کس طرح مسلمانوں میں اشتعال انگیزی کرے گا ان ھذا الا بھتان عظیم ٥ یہ تو کھلا ہوا بہتان عظیم ہی ہے۔ حق گو حضرات علمائے اہلسنت کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں، ملحدوں کے ناپاک اقوالِ کفریہ کی شناعت وخباثت خوب اچھی طرح اصولِ شریعت مطہرہ کی روشنی میں دکھا دیتے اور ان قائلین پر حکم شرعی صاف صاف سُنا دیتے ہیں۔ اور طبیب کا فرضِ منصبی ہی یہ ہے کہ وہ مریض کو اس کا اصلِ مرض صاف صاف بتا دے تاکہ وہ اپنے مرض کے علاج کیطرف پورے طور پر متوجہ ہوجائے۔ بدقسمتی اس بیمار کی جو اپنے شفیق ومہرباں معالج کی تشخیص وتجویز کا شکریہ ادا کرنے کے بدلے اُلٹا اس پر مشتعل ہوجائے وللہ الحجۃ البالغۃ۔

عوام اہلسنت اگر بدمذہبوں لامذہبوں بددینوں بے دینوں کی صحبتوں میں بیٹھیں گے، اُنکے جلسوں میں شریک ہوں گے، اُن کی تقریریں سُنیں گے تو اگر معاذ اللہ اُن کے ضلالات کو قبول کرلیں گے تو خود بھی بدمذہب یا مرتد ہوجائیں گے اور اگر قبول نہ کریں لیکن ان کفریات وضلالات پر ردّ وطرد کرنے سے خاموش رہیں گے تو اگرچہ ان جلسوں میں اُن پر رد کرنا ان کی قدرت واستطاعت سے باہر ہو لیکن ان جلسوں صحبتوں میں جانے سے پرہیز کرنا تو ان کی قدرت واستطاعت میں تھا۔ لہٰذا بحکم حدیث ملعون بنیں گے۔ بحکم قرآن عظیم انکم اذا مثلھم ٥ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ایک ہی رسّی میں بندھیں گے۔ اور اگر ان کے جلسوں میں ان کے عقائد کفر وضلال پر رَدّ وطرد کریں گے تو ان کو اشتعال ہوگا، لڑائی جھگڑے کے واقعے مار پیٹ، گالی گلوج، گرفتاری، سزا یابی، جرمانے کے حادثے رونما ہوں گے۔ تو دین وایمان کی حفاظت امن وامان کی سلامت، آخرت کی نجات، فتنہ وفساد کا انسداد اسی میں منحصر کہ بحکم حدیث کریم وقرآن عظیم مسلمانان اہلسنت تمام بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں سے قطعاً علیحدہ اور بیزار ونفور رہیں۔ اُن کی صحبت ومحبت سے بالکلیہ پرہیز رکھیں۔ واللہ ھو الموفق۔ ان حق پوش باطل کوش واعظوں سے کون کہے کہ آیت کریمہ ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ٥ میں ہرگز پالیسی کا حکم نہیں دیا گیا۔ آجکل پالیسی کا مفہوم قلب وزبان کا باہم اختلاف اور مکر وفریب ہے۔ اور وہ حکمت سے ہرگز مراد نہیں۔ آیت کریمہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ "اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو"۔ پکی تدبیر سے وہ دلیلِ محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کردے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات وترہیبات مُراد ہیں۔ بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی آیات ودلائل سے بلائیں۔ مضبوط

دلیلیں جو حق کو واضح اور بے دینوں کے شبہات کو زائل کردیں۔ بدمذہبی وبے دینی سے توبہ کرلینے پر رحمتِ الٰہیہ اور جنّت کی نعمتوں کی خوشخبری سنانا اور کفر وضلالت سے توبہ نہ کرنے پر قہرِ الٰہی اور عذابِ دوزخ سے ڈرانا۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نشانیوں اور دلائل کو پیش کرکے بلانا۔ اس کو پالیسی یا کفار ومرتدین کے ساتھ لینت ومداہنت سے کیا علاقہ؟ اس آیتِ کریمہ کا خلاصۂ ارشاد تو یہ ہوا کہ روشن ومضبوط دلائل وبراہین کے ساتھ کھلم کھلا احقاقِ حق والطالِ باطل کرو۔ اور اگر بالفرض کسی تفسیر کی بنا پر اس آیتِ کریمہ سے کفار ومشرکین ومرتدین کے ساتھ لینت ونرمی نکلتی بھی ہو تو اس تفسیر پر یہ آیتِ کریمہ آیاتِ سیف وغلظت سے منسوخ ہوگی کما صرح بہ ائمۃ التفسیر۔

ان گونگے شیطانوں کو کون سمجھائے کہ مسلمانوں کو کافروں سے لکم دینکم ولی دین ۝ کہنے کا حکم آیاتِ قتال وشدت سے منسوخ ہوچکا اور انھیں آیاتِ مبارکہ نے بتادیا کہ لا اکراہ فی الدین کا ارشاد جس مدت کیلئے تھا وہ مدت بھی منقضی ہوگئی۔ اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب جل جلالہٗ کے عطا فرمائے ہوئے علمِ محیط ماکان ومایکون سے جانتے تھے کہ فلاں کافر سے یہ نرمی کی جائیگی تو وہ مسلمان ہوجائے گا، فلاں کافر کے ساتھ یہ لینت برتی جائیگی تو وہ اسلام لے آئیگا۔ تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے علمِ اقدس کے مطابق بحکمِ الٰہی انھیں کافروں کے ساتھ لینت ورفق وملاطفت برتتے جو اس طرح مشرف بہ اسلام ہوجانے والے ہوتے۔ عامۂ علمائے اہلسنّت کو تو یہ علمِ غیب نہیں۔ ان کیلئے یہی حکم شرعی ہے کہ جن کو دیکھیں کہ شبہات میں معاذ اللہ مبتلا ہیں ان کے شبہات رفق ونرمی کے ساتھ زائل کرنے کی سعی کریں۔ جن لوگوں کو غلط فہمی، یا نافہمی یا ناواقفی کے سبب مذہبِ اہلسنّت سے بہکتا ہوا دیکھیں ان کو مہربانی وآشتی کے ساتھ سمجھائیں، ان کی غلط فہمی، نافہمی وناواقفی دور کرنے کی کوشش کریں اور جن بدمذہبوں، بے دینوں کو معاند وہٹ دھرم پائیں ان کے کفر وضلال پر حسبِ وسعت وبقدرِ قدرت پوری طرح شدت وغلظت کے ساتھ ردّ وطرد فرمائیں۔ ان کے بدمذہب، بے دین گمراہ کافر ہونے، ان کے ساتھ میل جول، نشست وبرخاست، کھانے پینے، بیاہ شادی، ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازے پر نماز پڑھنے کے حرام وگناہ وناجائز ہونے کے احکامِ شرعیہ صاف صاف کھلے الفاظ میں لوگوں کو سنائیں۔ تاکہ توفیقِ الٰہی جن کی مساعدت فرمائے وہ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے، ان کے جلسوں میں جانے سے باز آئیں۔ اور یوں اپنے پیارے دینِ اسلام، اپنے سچے مذہبِ اہلسنّت کو بدمذہبی وبے دینی کے پھندوں میں پھنسنے سے بچائیں۔ عام طور پر یہ کہنا بھی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

وسلم پر افترا ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے کبھی اپنے کسی دشمن کو بُرا نہیں کہا۔ احادیث شریفہ کی تلاوت کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضور آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بارہا اپنے دشمنوں کے ہلاک وخراب وبرباد ہونے کی پاک مُبارک دُعائیں اپنے چاہنے والے اپنے ناز اٹھانے والے ربّ بے نیاز جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کی ہیں اور دیکھنے والوں نے اُن کے مستجاب ہونے کی قاہر تجلیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی امام ربّانی قدس سرہٗ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

آں سرور دین ودنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام در بعضے ادعیۂ خود اہل شرک را بایں عبارت نفریں فرمودہ اند اللھم شتت شملھم وفرق جمعھم وخرب بنیانھم وخذھم اخذ عزیز مقتدر۔

یعنی حضور سرور دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی بعض دُعاؤں میں مشرکوں پر ان الفاظ سے نفریں فرمائی ہے کہ اے اللہ ان کے جتھے کو توڑ دے، انکی جماعت کو منتشر کر دے، ان کی بنیاد کو ویران کر دے اور ان کو عزّت قدرت والے کی پکڑ میں گرفتار فرمالے۔

اور اگر بالفرض ایسا ہی ہوا ہو تو ہمیں قرآنِ عظیم بتاتا ہے کہ اللہ واحدِ قہار جل جلالہٗ اپنے محبوبِ جمیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دُشمنوں کو بُرا کہنے سے ہرگز خاموش نہ رہا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو ابتر کہا ان شانئك هو الابتر ۝ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو ہر وقت ہانپنے والے کُتّے کے ساتھ تشبیہ دی فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث ۝ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جھٹلانے والوں کی تمثیل کتابیں لادنے والے گدھے کے ساتھ بیان فرمائی۔ كمثل الحمار يحمل اسفارا ۝ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ تبّا لك سائر اليوم ۝ کہنے والے کی مذمّت وفضیحت بیان فرمانے کیلئے پوری سورت مبارکہ تبت يدا ابي لهب نازل فرمائی۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ مجنون کہنے والے کے دس قبائح وفضائح بیان فرمادیئے۔ منجملہ ان کے اس کو ولد الزنا بھی فرمادیا اسکو سوئر بھی بتادیا بعد ذالك زنيم ۝ اور سنسمه على الخرطوم ۝ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مُخالفوں کو حمار، بھنگی، اُلّو، گدھے، کُتّے، سوئر سے غرض دنیا بھر کے ہر ایک ذلیل اور رذیل سے بھی رذیل تر بتایا۔ ان الذين يحادون الله ورسوله اولٓئك في

الاذلین o کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت وعظمت پر ایمان نہ لانے والوں کو کنکر پتھر، پیشاب، لید اور گوبر سے بلکہ دنیا بھر کی ہر ایک چیز سے بھی بدتر فرمایا۔ اولئک ھم شر البریہ o

تو صلحکلی واعظوں کے کہنے کے مطابق سُنّتِ نبویہ تو یہ ٹھہری کہ اپنے کسی دشمن کو بھی کبھی بُرا نہ کہیں لیکن قرآنِ عظیم نے سُنّتِ الٰہیہ یہ بتائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دُشمن کی مذمّت اُس کی برائی بیان کرنے سے ہرگز خاموش نہ رہا جائے۔ تو اب واعظوں، مولویوں پر لازم ہوا کہ جو کسی نیوی مخالفت یا ذاتی مخاصمت کی بنا پر خود ان کے دُشمن ہوں ان کو کبھی ہرگز بُرا نہ کہیں۔ لیکن جن خبثا کو حضور آقائے اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن پائیں ان کی برائیاں بیان کرنے سے حتی الوسع ہرگز دریغ نہ کریں۔ وللہ الحجۃ القاہرہ۔

ان صلحکلی واعظوں کو کون سمجھائے کہ یہ کہنا تو معاذ اللہ کفر تک پہنچتا ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہی فرماتے ہیں جو ان کے رب جل جلالہٗ کی جانب سے اُن کو وحی کی جاتی ہے۔ اور خود قرآنِ عظیم فرماتا ہے۔

قل یا ایھا الکٰفرون o لا اعبد ما تعبدون o ولا انتم عٰبدون ما اعبد o

یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ اے کافرو تمہارے معبودوں کی پوجا میں نہیں کرتا اور نہ تم میرے معبود کی پوجا کرتے ہو۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ کافروں کو یہ کہکر پکارو کہ ”اے کافرو“ یعنی کافروں کو ”کافر“ کہکر مخاطب کر کے اُن کو یہ بات سُنادو۔ بعض ایسے لوگوں نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے کلمہ پڑھتے تھے صرف اتنا کہا تھا۔

یحدثنا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم) ان ناقۃ فلان بواد کذا وما یدریہ بالغیب۔

یعنی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) ہم سے یوں کہتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر؟

اس پر اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قل اباللہ واٰیٰتہ ورسولہ کنتم تستھزءون o لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم o

یعنی اور اے محبوب اگر تم اُن سے پوچھو گے تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کر رہے تھے اے محبوب تم فرمادو کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے تھے۔ بہانے مت بناؤ بیشک تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علمِ غیب سے مطلقاً منکر ہیں ان پر یہ فتویٰ دیدو کہ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے۔ تو صلحکلی واعظوں کے اِس ناپاک مقولے کا یہ مطلب ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کافروں کو کافر کہو۔ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علمِ غیب سے مطلقاً منکر ہوں ان پر کافر ہو جانے کا فتویٰ دو۔ مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے معاذ اللہ حکم الٰہی پر عمل نہ کیا اور کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حق کے اِن دشمنوں باطل کے اِن دوستوں کو کون دکھائے کہ یہ کہنا کہ "کافر کو کافر مت کہو شاید وہ کبھی مسلمان ہو جائے" شرعاً ایسا بدیہی البطلان ہے۔ جس کا بطلان ہر مسلمان پر واضح وعیاں ہے۔ کافر کو بحکم شرع اسی وقت تک کافر کہا جائیگا جب تک وہ کافر ہے۔ اور جب بتوفیق اللہ تعالیٰ وہ مسلمان ہو جائیگا اس وقت اسکو مسلمان ہی کہا جائیگا۔ مسلمان کو اُسی وقت تک مُسلمان کہیں گے جب تک وہ مُسلمان ہے۔ اور جس وقت کوئی مسلمان معاذ اللہ کافر ہو جائیگا اس وقت اس کو کافر مرتد کہیں گے۔ ان صلحکلی واعظوں کے اِس نجس قول کا مطلب تو یہ ٹھہرا کہ مسلمان کو مسلمان مت کہو شاید وہ کبھی معاذ اللہ کافر ہو جائے۔ شربت انگور کو شربت انگور مت کہو شاید کبھی مُسکر ہو کر شراب بن جائے۔ شراب کو شراب مت کہو شاید کسی وقت سرکہ ہو جائے۔ سوئر کو سوئر مت کہو شاید کسی وقت کانِ نمک میں جاکر نمک بن جائے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بیوی مت کہو شاید کسی وقت طلاق دے بیٹھو اور وہ تمہارے لئے بالکل اجنبیہ ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

احقاقِ حق وابطالِ باطل کرنا جھگڑا کرنا نہیں، بلکہ حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ فرماتا ہے رب کریم جل جلالہٗ

فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ۝ یعنی جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے اُسے کُھلم کُھلا دو ٹوک سُنا دو اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔

صلحکلی واعظوں کے اس ناپاک جُملے کا یہ مطلب ٹھہرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معاذ اللہ جھگڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ حضور اقدس صاحب الخلق الجمیل وخاتق العظیم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔

ادبنی ربی فاحسن تادیبی وعلمنی ربی فاحسن تعلیمی۔ یعنی مجھکو میرے رب نے آداب سکھائے تو اچھی طرح آداب سکھائے اور میرے رب نے مجھکو علوم تعلیم فرمائے تو اچھی طرح مجھکو علوم تعلیم فرمائے۔

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں

کان خلقه القرآن ـــ یعنی حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خُلق قرآن عظیم تھا۔

اور قرآن عظیم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کفار ومنافقین کے ساتھ اس خُلق کا حکم دیا کہ

یاایها النبی جاهد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیهم ○	یعنی اے غیب کی خبر دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر سختی فرمائیے۔

کیا صلحکلی واعظ اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خُلق عظیم کے خلاف تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صحابۂ کرام علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے فضائل میں ارشاد فرماتا ہے۔

اشداء علی الکفار رحماء بینهم ○	یعنی وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت مہربان ہیں۔

کیا صلحکلی واعظ اس آیت کو سنکر معاذ اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بدخُلق بتائے گا؟ اللہ عزوجل اپنے محبّین ومحبوبین کی مدح وثنا فرماتا ہے۔

اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکٰفرین ○	یعنی وہ ایمان والوں پر نرم کافروں پر سخت ہیں۔

کیا صلحکلی واعظ اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبّین ومحبوبین معاذ اللہ بدخُلق ہوتے ہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

یاایها الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظة ○	یعنی اے ایمان والو! جو کفار تم سے نزدیک ہیں ان پر جہاد کرو اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

جہاد وقتال کے احکام تو اصحاب فوج وارباب سطوت سلاطین اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہیں کہ اس کی استطاعت صرف انھیں کو ہے۔ مگر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت وشدت کرنا تو ہر مسلمان پر بقدر قدرت وحسب استطاعت فرض ہے۔ اس کا مفصل بیان رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "راز سیرت کمیٹی" (۱۳۵۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔ کیا صلحکلی واعظ اس آیت کو بھی سن کر یہی کہے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کو بدخُلقی کا حکم دیا ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ

خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت ودوستی کا برتاؤ کرنے والے ان سنّی نما صلحکلی واعظوں کو کون بتائے کہ کفار ومنافقین ومرتدین ومبتدعین کے ساتھ (علیٰ حسب مراتبهم فی الکفر والضلال) شدت وغلظت کا برتاؤ کرنا ہی خُلق محمدی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبه وعلیٰ آلہ

وسلم ـــــــ یہی خُلقِ عظیم ہے اسی کی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو قرآن عظیم میں تعلیم ہے۔ جس طرح ایمان والوں کا آپس میں مہربان نہ ہونا خُلقِ عظیم کے خلاف ہے، اسی طرح مسلمانوں کا اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں پر بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت و وسعت غلظت وشدّت کے برتاؤ نہ کرنا بھی خُلقِ عظیم کے خلاف ہے۔ اس مسئلے کی تفصیلِ جلیل رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "اربعین شدّت" (۱۳۵۸ھ) مصنفہ اسد السنۃ حامیٔ سنّیت ماحیٔ لامذہبیت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ وصّاف الحبیب ابو الظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجدّدی لکھنوی دامت فیوضہم خطیب جامع مسجد و مفتیٔ اعظم ریاستِ پٹیالہ (پنجاب) میں ملاحظہ ہو۔

خود حضرت مجدّدِ الفِ ثانی امامِ ربّانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۶۳ میں صفحہ ۱۶۵ پر اپنے خلیفہ و متوسل سید شیخ فرید علیہ الرحمۃ کو تحریر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ حبیب خود را علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتحیہ می فرماید یا ایُّھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم پس پیغمبر خود را کہ موصوف بخُلقِ عظیم ست بجہاد کفار و غلظت بایشاں امر فرمود معلوم شد کہ غلظت بایشاں داخلِ خُلقِ عظیم ست پس عزّتِ اسلام در خواریٔ کفر و اہلِ کفر ست کسے کہ اہلِ کفر را عزیز داشت اہلِ اسلام را خوار ساخت۔ عزیز داشتن عبارت ازاں نیست کہ البتہ ایشاں را تعظیم کنند و بالا نشانند در مجالس خود جاے دادن و با ایشاں مصاحبت نمودن و میزبانی کردنِ ایشاں داخلِ اعزاز ست۔ در رنگِ سگاں ایشاں را دور باید داشت و اگر غرضے از اغراضِ دنیوی بایشاں مربوط باشد و بے ایشاں میسّر نشود شیوہ بے اعتباری را مرعی داشتہ بقدرِ ضرورت بایشاں باید پرداخت ـــــــ

یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتا ہے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر شدّت فرمائیے تو اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جو خُلقِ عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت برتنا خُلقِ عظیم میں داخل ہے تو اسلام کی عزّت کفّار کی رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کو عزّت دی اس نے اہلِ اسلام کو ذلیل کیا۔ عزّت دینے کے معنی صرف یہی نہیں کہ ان کی تعظیم ضرور ہی کریں اور اُن کو اونچی جگہ پر بٹھائیں، بلکہ اپنی مجلسوں میں اُن کو جگہ دینا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، اُن کی مہمانی کرنا بھی عزّت دینے ہی میں داخل ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے دشمنوں کو کتّوں کی طرح دور رکھنا چاہیئے اور اگر دنیوی غرضوں

میں سے کوئی غرض اُن سے متعلق ہو اور بغیر ان کے حاصل نہ ہو تو ان پر اعتبار و اعتماد قطعاً نہ کرتے ہوئے بقدرِ ضرورت اُن سے برتاؤ کریں ــــــــ یہی حضرت مجدّد الفِ ثانی علیہ الرحمہ اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام اپنے مکتوب نمبر ۵۴ مکتوبات جلد اول میں صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں۔

اجتناب از صحبتِ مبتدع لازم است و ضررِ صحبتِ مبتدع فوقِ ضررِ صحبتِ کافرست ــــــــ

یعنی مسلمان کہلانے والے بدمذہب کی صُحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جو بدمذہب مسلمان کہلاتا ہو اسکی صحبت کا ضرر کھُلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھکر ہے۔

یہی حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرہٗ الربانی اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

ہر قدر کہ اہلِ کفر را عزّت باشد ذلتِ اسلام ہماں قدر ست ایں سر رشتہ را نیک باید نگاہداشت و اکثر مردم ایں سر رشتہ را گم کردہ اند و از شومئ آں دین را برباد دادہ قال اللہ سبحٰنہٗ و تعالےٰ یا ایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم جہاد با کفار و غلظت برایشاں از ضروریاتِ دین است ــــــــ

یعنی اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی جس قدر عزت کی جائیگی اسی قدر اسلام کی ذلت ہے اس سر رشتہ کو خوب محفوظ رکھنا چاہیئے اکثر لوگوں نے اس سر رشتہ کو گم کر دیا ہے اور اسی کو گم کر دینے کی نحوست کے سبب دین کو برباد کر دیا ہے۔ اللہ سبحٰنہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد اور ان پر سختی کیجئے (اصحاب فوج و سطوت سلاطین اسلام کو) کفار کے مقابل جہاد کرنا اور مسلمانوں کو اُن پر سختی کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

یہی حضرت مجدّدِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۲۶۹ میں جو اپنے متوسّل و مُرید مرتضیٰ خاں کو تحریر فرمایا، صفحہ ۳۳۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

ہر کسے را در دل تمنائے امرے ست از امور و تمنائے ایں فقیر شدت نمودن ست بد شمنانِ خدا جل وعلا و دشمنانِ پیغمبر او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات واہانت رسانیدن ست بایں بے دولتاں و خوار دانستن ایشاں را و الٰہہ باطلہ ایشاں را و یقین میداند کہ ہیچ عملے نزد حق جل وعلا ازیں عمل مرضی تر نیست ــــــــ

یعنی ہر ایک شخص کے دل میں کسی نہ کسی بات کی آرزو ہے اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر سختی و شدت کیجائے اور ان بدنصیبوں کو ذلت پہنچائی جائے اور اُن کو اور اُنکے جھوٹے معبودوں کو رسوا کیا جائے آپ یقین جانیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ کوئی اور عمل نہیں ہے۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الصمدانی اپنے مکتوبات جلد اوّل اسی مکتوب نمبر ۱۶۳ میں صفحہ ۱۶۶ پر فرماتے ہیں۔

حق سبحٰنہ، درکلام مجید خود اہلِ کفر را دشمنانِ پیغمبرِ خود فرمودہ است پس اختلاط و مؤانست بااین دشمنانِ خدا و رسول او از اعظم جنایات است اقلِ ضرر در مصاحبت و مؤانست این دشمنان آنست کہ قدرت اجرائے احکامِ شرعی و رفعِ رسومِ کفری زبوں میگردد و حیائے مؤانست مانع آں می آید و ایں ضرر بسیار عظیم ست دوستی و الفت با دشمنانِ خدا و با دشمنانِ پیغمبرِ او منجر بدشمنئ خدائے عزوجل و بدشمنئ پیغمبرِ او علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام می شود، شخصے گمان می کند کہ او از اہلِ اسلام ست و تصدیق و ایمان باللہ ورسولہ جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم دارد آنمی داند کہ ایں قسم اعمالِ شنیعہ اسلامِ او را پاک وصاف می بُرد۔

یعنی اللہ سبحٰنہٗ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں کفر کرنے والوں کو اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن فرمایا ہے تو اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اِن دشمنوں کے ساتھ میل جول اور گھال میل سب سے بدتر گناہوں میں سے ہے۔ اُن کی صحبتوں میں بیٹھنے ان کے ساتھ گھال میل رکھنے کا کم سے کم ضرر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے حکموں کو جاری اور کفری رسموں کو زائل کرنے کی قدرت کمزور ہوجاتی ہے اور میل جول کی شرم اس سے مانع ہوتی ہے اور یہ بہت بڑا ضرر ہے۔ خدا ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ الفت و دوستی خود اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عداوت و دشمنی تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور خدا ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سچائی کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ لیکن اسے خبر نہیں کہ اس کے اِس قسم کے بڑے کام (یعنی اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ برادرانے یارانے دوستانے) اس کے اسلام کو بالکل تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب ۲۶۶ میں صفحہ ۳۲۴ پر جو خواجہ عبداللہ و خواجہ عُبید اللہ علیہما الرحمہ کے نام لکھا۔ فرماتے ہیں۔

مجرّد تفوّہ بکلمۂ شہادت دراسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما عُلم مجیئہ، من الدین ضرورۃً باید و تبری از کفر و کافری نیز درکارست تا اسلام صورت بند دودونہ خرط القتاد

یعنی زبان سے خالی کلمۂ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ تمام مسائل ضروریۂ دینیہ کی تصدیق ضروری ہے اور کفر وکفار سے بیزاری بھی لازم ہے تو اسلام حاصل ہوگا بغیر اسکے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں۔

ایمان عبارت از تصدیقِ قلبی ست بآنچہ از دین بطریقِ ضرورت

یعنی ایمان ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے

وتواتر بمار سیدہ است واقرار لسان نیز رکنِ ایمان گفتہ اند کہ احتمالِ سقوط دارد۔ علامتِ ایں تصدیق تبری ست از کفر و بیزاری از کافری و آنچہ در کافری ست از خصائص ولوازم آں ہمچناں لستن زنار و مثلِ آں۔ واگر عیاذاً باللہ سبحنہٗ بادعوائے ایں تصدیق تبرا از کفر نہ نماید مصدّق و مبیّن ست کہ بداغ ارتداد متسم ست و فی الحقیقۃ حکم او حکم منافق ست لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء پس در تحقیقِ ایمان از تبریِ کفر چارہ نبود۔

جو ضرورت اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں اور زبان سے ان کی سچائی کے اقرار کو بھی علماء نے ایمان کا رکن بتایا ہے جو بوقتِ اکراہِ شرعی ساقط ہو جاتا ہے۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفار سے اور کفری باتوں سے تبری و بیزاری کرے اور جو کچھ کافروں کے دین و مذہب کی چیزیں ہیں ان سب سے بیزار ہو جیسے زنار باندھنا اور اس کے سوا اور شعائرِ کفر۔ اور اگر معاذ اللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفری باتوں سے تبرّی نہ کرے تو اس بات کا سچائی کے ساتھ کھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغدار ہے۔ اور در حقیقت اسکا حکم منافق کا حکم ہے کہ نہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے طور پر کافروں میں شامل ہے۔ تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کیلئے کفری باتوں سے تبرّی و بے زاری لازم ہے

یہی حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ النورانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں۔

محبت خدائے عزّ وجل و محبت رسولِ او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیات بے دشمنیِ دشمنانِ او صورت نہ بندد ع تولّا بے تبرا نیست ممکن، ایں جا صادق ست۔

یعنی خدا اور رسول جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت اُن کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ یہیں پر یہ مصرع صادق آتا ہے "تولّا بے تبرا نیست ممکن"۔ یعنی کسی کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر اُس سے محبت ممکن ہی نہیں۔ وللہ الحجۃ الظاہرۃ۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہو گیا کہ حق گو حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کا احقاقِ حق و ابطالِ باطل فرمانا در حقیقت حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے خلقِ عظیم کا جلوہ اور اسی کا پرتو ہے۔ اور ان صلحکلی واعظوں کا مطلب خدا اور رسول جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین و تکذیب کرنے والوں کے کفر و ارتداد پر پردے ڈالنا یا مومنین و منافقین، مسلمین مرتدین، اہلسنت و مبتدعین سب کو راضی رکھکر ان سب سے نذرانے وصول کرنا اور اپنے شکم کی دوزخ کو بھرنا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

انھیں صلحکلی واعظین میں سے چند مُلّانے، خصوصًا پرانے سیانے نیچریوں نے گانٹھ لئے ہیں۔ ان پھندتیوں کا پھانسا کہیں چھوٹتا ہے؟ جُبّے کا جال، دستار کا پیچ بدبلا ہے۔ یہ عمامے بھڑکا کر، جُنّبے پھڑکا کر، مقدس ریش وسر ہلا کر، کشادہ پیشانیوں پہ سجدے کے گھٹے دکھا کر، کچھ آیتیں حدیثیں سنا کر، اُن کے ساتھ مثنوی

شریف کے اشعار گاکر ہمدردی، انسانی محبت و وداد، اتفاق و اتحاد کی ہانک کو کہتے ہیں۔ یہ تینوں صورت حرام۔ لفظ خواہی نخواہی دِل کش و دلآویز ہیں اور عوام کے بہکانے بہلانے کو بظاہر قرآن و حدیث کے دفاتر ان کی مدح سے لبریز ــــ ۱: انما المؤمنون اخوۃ سُناتے ہیں اور ــــ ۲: کونوا عباد اللہ اخوانًا پڑھاتے ہیں کہ تمام مؤمنین بحکم قرآن کریم آپس میں بھائی ہیں اور اللہ کے سب بندوں کو حدیث شریف نے باہم بھائی بھائی بن جانے کا حکم دیا ہے ــــ ۳: کبھی یوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اے ایمان والو سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور جُدا جُدا نہ ہو ــــ
۴: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ یعنی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی ــــ
ــــ ۵: کبھی یوں وعظ فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں سے جدائی میں عداوت و مخالفت چلتی رہے گی اِس صورت میں ہدایت کی اُمید کیسی! اور جب ایک جگہ ہم کو بددینوں بدمذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع حاصل ہوگا تو رفتہ رفتہ یہ باتیں دفع کر کے انھیں راہِ راست پر لے آئیں گے ؎

ہم دشمن بھی اک جا ہوں تو الفت ہو ہی جاتی ہے ؛ یہ ہے مل بیٹھنا وہ شے محبت ہو ہی جاتی ہے

ــــ ۶: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذا رایت الذین یخوضون فی ایتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ اور فرمایا ہے اذا سمعتم ایت اللہ یکفر بھا ویستھزء بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم۔ اِن آیتوں میں کافروں کے پاس بیٹھنے کو خاص اسوقت منع فرمایا ہے جس وقت وہ اپنے جلسے میں اظہارِ کفر کر رہے ہیں۔ اس تخصیص سے ثابت ہوا کہ جب اُن کی مجلس اِس بُرائی سے خالی ہو اُس وقت ان کے پاس بیٹھنا منع نہیں ہے ــــ ۷: حدیث میں ہے۔ اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی عزت والا آئے تو اس کی عزت کرو اور ــــ ۸: انزلوا الناس منازلھم لوگوں کیساتھ اُنکے مرتبوں کیمطابق برتاؤ کرو۔
ــــ ۹: شرح شرعۃ الاسلام میں ایک حدیث منقول ہے مداراۃ الناس صدقۃ یعنی لوگوں کیساتھ مدارات کرنا بھی صدقہ ہے ــــ ۱۰: دیکھو عبداللہ بن ابی منافق کو۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم نے اپنے پاس بُلا کر مشورے میں شریک کیا یہ کیا اپنی مجلس کا منافق کو رکن، اس کو ایسا معزز بنانا نہیں کہ عام صحابہ بھی اِن مشوروں میں شریک نہ ہو سکتے تھے۔ لہٰذا جس مجلس میں بدمذہب لوگ بھی رُکن ہوں اُس میں اہلسنّت کا شریک ہونا حضور کا اتباع ہے۔ اِس پر اعتراض کرنا کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی نہیں تو اور کیا ہے ــــ ۱۱: یہی سردار منافقین عبداللہ بن ابی ایک غزوے میں مع اپنی جماعت کے چلا اور حضور نے

منع نہیں فرمایا کہ ہم مشرکین سے لڑنے کیلئے مشرکین سے مدد نہیں چاہتے ـــــ ۱۲: بہت سے حدیث کی روایت کرنے والے بدمذہب اور فاسد العقیدہ تھے۔ اور جن محدثین نے بدمذہبوں سے حدیثیں روایت کیں انھوں نے اُن کو صدوق ثقہ کہہ کر اُنکی منقبت خوانی کی، ان کے اوصاف جلیلہ کا اظہار کیا۔ تو کیا وہ محدثین بھی بدمذہب ہوگئے ـــــ ۱۳: یہ سُنّی مولوی جس قدر اپنے مخالفین پر رُد کرنے میں سختی کرتے ہیں اسی قدر ان مخالفوں کا تشدّد بڑھ گیا ہے۔ نہ یہ اُن پر اس قدر سختی کرتے نہ وہ اس قدر سخت ہوتے باقی اس رُد سے نہ وہابیوں کا زور گھٹا نہ نیچری قادیانی وغیرہ نیست و نابود ہو سکے ـــــ ۱۴: ہر ایک گروہ کے سردار کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اُمت کو کرنے کا حکم دیا ـــــ ۱۵: وہ حدیثیں جن سے بدمذہبوں کے ساتھ میل جول کی مطلقاً ممانعت سمجھی جاتی ہے اُن سے مقصود فقط ان کی تادیب و ترہیب ہے ـــــ ۱۶: اس زمانے میں بدمذہب سے قطع تعلق کر لینا، وقت مُلاقات ترشروئی سے پیش آنا تادیب نہیں گمراہی میں ڈالنا ہے بلکہ اوروں کے گمراہ ہونے کا گمان غالب ہے ـــــ ۱۷: کسی عام مصلحت اور عمومی فوائد کیلئے سب کلمہ گویان اسلام مل کر کوشش کریں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ دائرۂ سُنّت سے خارج ہوگئے ہرگز نہیں اور جو دعوی کرے ثابت بھی کر دے ـــــ ۱۸: اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صلح حدیبیہ کو بھی پیش نظر رکھے ـــــ ۱۹: اور مدینہ منورہ میں آکر غزوات و مَصَافِ غُزاۃ میں منافقوں کی شرکت کو بھی نظر کے آگے رکھے با وجودیکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم تھا کہ فلاں منافق ہے ـــــ ۲۰: یہ سُنّی عُلماء تو خوابِ غفلت میں پڑے سوتے ہیں، رسالہ بازی کیا کرتے ہیں ـــــ ۲۱: عرصہ گذرا کہ ایک عیسائی نے اشتہار دیا تھا کہ میں مُسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ سب مسلمان متفق ہو کر بتائیں کہ مسلمانوں کے تہتر مذہب میں مجھے کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیئے جس میں سب مسلمانوں کے نزدیک حقّانی مُسلمان سمجھا جاؤں، مجھے وہ اسلام پسند نہیں کہ اسلام کے جس مذہب کو میں اختیار کروں فقط اسی ایک مذہب والے مجھے حقّانی مسلمان سمجھیں اور بہتّر فرقوں کے مسلمان حقانی بالائے طاق مسلمان بھی نہ سمجھیں بلکہ کافر کہیں اور کم از کم اپنے مذہب والوں سے بُرا تو ضرور ہی سمجھیں کیوں کہ اگر مجھے ایک ہی مذہب والوں کے خیال پر اعتبار کر لینا کافی ہو تو وہ مجھے اس کفر پر بھی حاصل ہے یعنی میرے ہم مذہب اب بھی مجھے حق پر سمجھتے ہیں اگر مجھے اِس کا ٹھیک جواب نہ ملا تو مسلمانو! یاد رکھو کہ میرے کفر کا وُبال قیامت میں تمام جہان کے مسلمانوں پر ہوگا۔ میں مسلمان ہونے کو طیّار ہوں جواب کا انتظار ہے۔ یہ آپس میں لڑنے والے علماء بتائیں کہ وہ سُنّی ہو یا رافضی یا خارجی یا وہابی کون سا مذہب اختیار کرے ـــــ ۲۲: یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کس نے تباہ کیا اور کون کون سے اسباب مُسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے۔ نہایت افسوس و حسرت سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں نے تباہ کیا اور یہی باہمی

نااتفاقی اُن کی تباہی کا باعث ہوئی ــــ ۲۳: وہ دن قریب آنے والا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کل اسلامی دُنیا میں تمام فرقوں کا اتحاد اور سب مذہبوں کا اتفاق پھیل جائیگا اور آپس میں اِن لڑنے والے مولویوں کا پتہ بھی نہ رہے گا ــــ ۲۴: اِسلام کی ضروری چیزوں میں سے اتحاد ایک وہ چیز ہے جس کے بغیر دنیوی و دینی برکات کا کچھ بھی حصّہ نہیں مِل سکتا ــــ ۲۵: آج ہندو، آریہ، پارسی غرض ہر ایک قوم دُنیا میں ترقی کی راہ پر دوڑی چلی جارہی ہے۔ مگر مُسلمان سب سے پیچھے ہیں۔

اقــول: وبحول اللہ وقوتہٖ احول وعلیہ ثم علی حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہٖ وسلم اعتمد واعول۔

یہ سب وہی مزخرفات و خزعبلات ہیں جو طائفہ ندویہ آج سے تقریباً پچاس برس پہلے سُنا چکا۔ اور جبھی حضراتِ عُلمائے اہلسنّت نائبین سرکارِ رسالت علیہ وعلیٰ آلہٖ وعلیہم الصلاۃ والتحیۃ کا مقدس گروہ اپنے رسائل مبارکہ و کتب متبرکہ میں اِن کی دھجیاں اُڑا چکا۔ امتدادِ زمانہ کے باعث آج ان تصنیفاتِ مقدسہ کی عام اشاعت نہ رہنے کے سبب اِن صلحکلیوں کو پھر انھیں تلبیساتِ کاذبہ کے پیش کرنے کا موقع مِل گیا۔ ہم انھیں کتب ردِّ ندوہ سے ان اباطیلِ صلحکلیہ کا رَدّ و ابطال اپنے برادرانِ اہلسنّت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱ ــــ آیت کریمہ انما المؤمنون اخوۃ کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں (ترجمہ رضویہ) صُلحکلیوں نے اپنے مدّعائے باطل پر یہ آیتِ کریمہ تو پیش کردی مگر سُنّی مسلمانوں کو یہ نہ بتایا کہ محاوراتِ قرآنیہ میں مُومنین سے کیا مُراد ہے؟ بات یہ ہے کہ حضراتِ خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے تک اِسلام کی کامل ترقی دُنیا کی وسیع آبادی میں اپنی برکتیں پھیلا گئیں۔ اس وقت تک تنزیلِ قرآن پر قتال ہوتا، معاملۂ اسلام وکفر پر انفصال ہوتا۔ مُومنین اہلِ حق اور کفّار اہلِ باطل تھے۔ جب "مُومنین" کہتے اہلِ حق ہی اُس کے مصداق ہوتے۔ اِسی محاورے پر قرآن اُترا، حدیثیں آئیں۔ تو جس قدر آیاتِ مُبارکہ واحادیث کریمہ میں مُومنین و مُسلمین کو آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ بھائی بھائی رہنے کا حُکم دیا گیا ہے اُن سب کا یہی مفاد ہے کہ تمام اہلِ حق آپس میں متحد و متفق رہیں، کوئی باطل راہ اختیار نہ کریں۔ اُس وقت تک کان اس ناگوار صدا سے آشنا ہی نہ تھے کہ مدّعیانِ ایمان بھی مہتدی و ضال اور اہلِ حق و اہلِ باطل کی طرف منقسم ہیں۔ مگر امیر المؤمنین خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کی نسبت ارشاد ہوچکا تھا کہ تم جس طرح تنزیلِ قرآن پر قتال کروگے یوہیں تاویلِ قرآن پر مدّعیانِ ایمان بالقرآن کو قتل و پامال کروگے اُن متفرق فرقوں کے نام بھی سُنادیئے، پتے بھی بتادیئے۔ چنانچہ حسبِ وعدۂ صادقہ وہ دن سامنے آیا۔ آخرِ خلافت خاتم الخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں ظہورِ بدمذہباں نے مُنہ دکھایا۔ خارجی نکلے، رافضی نکلے،

رافضیوں سے متعدد فرقے اُچھلے۔ یہ سب کلمہ خواں تھے، مدّعیٔ ایمان تھے، ہمارے کلمے کا دم بھرتے ہمارے قبلے کو سجدہ کرتے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اُن میں سے بہتوں کو کافر بھی نہ جانتے۔ گمراہ بددین و خاسر مانتے مگر بایں ہمہ نہ ہمدردی سمجھی، نہ اتفاق و اتحاد کی ترنگ سوجھی، نہ انما المؤمنون اخوۃ کا اُن کو مصداق جانا، نہ کونوا عباد اللہ اخوانا کا یہ محل مانا۔ بلکہ انھوں نے اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُن کے قتل و قتال و عذاب و نکال پر اجماع فرمایا۔ دست و زبان، سنان و لسان و بیان و بنان سے اُن کا فتنہ مٹایا۔ اور کیوں نہ ہوتا کہ پہلے ہی حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہی احکام فرمادیئے تھے، سب راستے بتادیئے تھے۔ ان کے بعد جو جو آتش فتنۂ بدمذہباں زیادہ بھڑکتی گئی، ان کے رُد میں ائمۂ دین و اولیائے معتمدین و علمائے مجتہدین کی کوشش چمکتی گئی۔ مجالس وعظ و محافل دُرس ان کے رد و تفضیح و طعن و تقبیح سے گونجتی رہیں۔ ہزاروں کتابیں اُن کے توہین عقائد و تبیین مکائد میں تالیف ہوئیں۔ جب سیف دستِ سُنّت میں ہوئی جعد بن درہم کی طرح بدمذہب کلمہ گو ذبح ہوتے رہے

جب زمانے نے دوسری طرف کروٹ بدلی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اہل حق حمایتِ مذہبِ حق میں اہلِ باطل کے ہاتھوں قید ہوئے، تازیانے سہے، مگر کبھی بھائی چارا نہ بھایا۔ اتحاد و اتفاق کا گیت نہ گایا۔ سلفاً خلفاً ہر قرن و طبقہ میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی و شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اور ان کے بعد مولٰنا رشید الدین خاں صاحب دہلوی، مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی دہلوی، مولانا فضل رسول صاحب بدایونی، مولانا مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی غرض ۱۳۱۱ھ تک علماء کا یہی داب رہا، ہمیشہ علمائے اہل سنت نے بدمذہبی و بدمذہباں کے رد و تفضیح کو اہم مقاصد سمجھا۔ اور واقعی اگر یہ مقدس گروہ ایسا نہ کرتا تو آج آزادی پسندوں کی طرح ہر شخص بجائے خود فرعونِ بے سامان ہوجاتا۔ ان کی انھیں مقبول کوششوں کی وجہ سے تو ان کی دواتوں کی روشنائی خونِ شہیداں پر غالب آئی، اِن کی انھیں مقدس سعیوں نے تو ہمیں صراطِ مستقیم دکھائی۔ ۱۳۱۲ھ میں طائفہ ندویہ نے اپنا سر نکالا اور ان آیاتِ مبارکہ و احادیثِ کریمہ کو تحریفِ معنوی کرکے بدمذہبوں لامذہبوں، بددینوں، بے دینوں کے ساتھ دوستی و مواخات و اتحاد و موالات پر ڈھالا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تبارک و تعالیٰ۔

ہمارے سُنّی مسلمان بھائی اتنا ہی سمجھ لیں۔ اور ان صُلحکلیوں کے فریب و مکر کو پرکھیں کہ ان کا یہ مُدعائے باطل اگر معاذ اللہ صحیح ہو تو وہ سیکڑوں آیاتِ مبارکہ اور ہزاروں ہزار قاہر احادیث و نصوص صریحۂ ائمۂ قدیم و حدیث کہ بدمذہبوں سے اتحاد حرام، اختلاط گناہ، جو اُن سے دوستی رکھے خود بدمذہب و گمراہ۔

انھیں سلام نہ کرو، کلام نہ کرو، اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، پانی نہ پیو، پاس نہ بیٹھو، ارتباط نہ کرو، وہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جاؤ، مریں تو اُن کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن سے دور بھاگو کہ کہیں تم خود گمراہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ ارشاداتِ کثیرہ جلیلہ سب کے سب عیاذاً باللہ تعالیٰ غلط و باطل ٹھہریں۔ ولا یقول بہ مسلم ولا من یقول بہ مسلم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲ـــــ حدیث شریف کونوا عباداللہ اخوانا کا مطلب بھی اسی تقریر سے واضح ہوگیا۔ کہ تمام اہلسنّت اتحاد و اتفاق کے ساتھ آپس میں بھائی بھائی رہیں۔ بلاوجہ باہم نزاع و نااتفاقی سے بچیں۔ ہر قسم کی بدمذہبی و گمراہی سے جو سببِ نزاع ہے کامل پرہیز رکھیں۔

۳ـــــ آیتِ کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا یعنی اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو سب مل کر۔ آپس میں پھٹ نہ جانا (ترجمۂ رضویہ) بالکل حق ہے۔ مطلب یہی ہے کہ سب راہِ حق پر ثابت قدم رہو۔ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، قادیانی، صلحکلی ہوکر پھوٹ نہ ڈالو۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ فرقے چاہے سو ہوں سب ایک ہی بنے رہیں۔ جو صلحکلیوں کا ایمان ہے۔

۴ـــــ یونہی اللہ تبارک و تعالےٰ کا فرمان واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین ○ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے اور تمہاری بندھی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) بالکل درست و صحیح ہے۔ مُسلمانانِ اہلسنّت کا اس پر بھی ایمان ہے۔ اور اِن آیاتِ قرآنیہ پر بھی ایمان ہے کہ ولیجدوا فیکم غلظۃ اور لا تاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ اور لا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین ○ اور لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ○ جن میں صاف ارشاد ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں اور تمہیں خدا کے دین میں اُن پر محبت نہ آئے۔ ظالموں کے پاس نہ بیٹھو، ظالموں کی طرف ذرا بھی جُھکے اور جہنّم پہونچے۔ ہمارے سنّی مسلمان بھائی خوب یاد رکھیں کہ یہ لا تنازعوا فتفشلوا وغیرہ آیات و احادیث سب بدمذہبی سے منع فرما رہی ہیں کہ اسبابِ منازعت نہ پیدا کرو۔ یا باہم اہلسنّت میں (کہ زمانۂ رسالت میں مؤمنین انھیں میں منحصر تھے) بلاوجہ نزاع اور نااتفاقی سے ممانعت فرما رہی ہیں۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی نیچری، خاکساری، بابی، بہائی، قادیانی، چکڑالوی سب نکلتے آئیں۔ تمہارے پیشواؤں کو مغلظات سُنائیں، طرح طرح سے تمہارا دین مٹائیں مگر سُنیو! خبردار تم ان سے شیر و شکر ہی رہو۔

اچھا جانے دو یوں ہی سہی کہ یہ احکام عام ہیں۔ تو اہلسنّت کیا اُن سے خارج ہیں؟ اُن سے نزاع، اُن

سے عناد، اُنھیں بُرا کہنا، اُن سے رسالہ بازی کرنا کیوں کہ ان صلحکلی لیڈروں، صلحکلی ایڈیٹروں، صلحکلی واعظوں کا دھرم ہوگیا ہے۔ مگر یہ کہئے کہ آیات واحادیث میں جتنی تاکیدیں اتفاق واتحاد کے متعلق ہیں سب سے مُراد یہی روافض، خوارج، دیابنہ، نیاچرہ، قادیانیہ، خاکساریہ، چکڑالویہ وغیرہم مرتدین ومبتدعین ہی ہیں۔ سُنّی تو ہرطرح عداوت وبغض وتبرا کے مستحق ہیں۔ اِنّا للہ وَاِنَّا اِلَیہِ راجِعُون۔

۵ــــ بد مذہبوں گمراہوں کے ساتھ مجالست ومخالطت ومصاحبت میں اگر اُن کے ہدایت پاجانے کا احتمال ہوتو دوسرا پہلو یہ بھی تو ہے کہ اُن کی صُحبتیں، اُن کی مُلاقاتیں اِن بھولے بھالے سُنّی مسلمانوں میں بھی وہی ڈھنگ پیدا کردیں، وہی گھاتیں۔ یہ بھی معاذ اللہ وہی رنگ لے آئیں۔ وہی باتیں جیساکہ ندوے کا واقعہ، مشرکی آندھی کا تجربہ اور ہمارے زمانے کی نام نہاد مُسلم لیگ کا اتحاد ومُخالطہ اِس پر شاہد عدل ہے۔ اور فرمانِ الٰہی انکم اذا مثلھم کہ بے شک اس وقت تم بھی انھیں جیسے ہوجاؤگے۔ اِس امر پر قولِ فصل ہے۔ پھر بحکمِ عقل ونقل ایسے اندیشۂ مفاسد سے احتراز فرض۔ بلکہ زمانے کی حالت، فتنے کی کثرت پر نظر کرکے توان صُلحکلیوں کے اِس مرکوزِ خاطر کو جو فقط برائے گفتن ہے، مضمونِ بعید بلکہ اَبعد اور اِس گذارش کو قریب تر خیال کرنا ضرور ہے۔ بے شک بدمذہبوں کی محبت بدمذہب بنا کر رہتی ہے۔ رُباعی: ؎

از ہمنفسانِ ناموافق بگریز | از دوست نمایانِ منافق بگریز
چوں شب سیہ است ظاہر باطن شاں | از ظلمتِ شب چو صبحِ صادق بگریز

اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ اِس پہلودار معاملے میں شریعتِ مطہرہ نے کس پہلو پر نظر فرمائی، کسے نظرانداز کیا۔ ہمارے ہی خواہ، ہمارے رؤف ورحیم ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہمارے رسولِ کریم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ والکرم التسلیم نے یہی فرمایا کہ لا تجالسوھم اُن کے پاس نہ بیٹھو ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اُن سے دُور بھاگو، انھیں اپنے سے دور رکھو۔ کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقدس خیال میں یہ بات نہ آئی کہ ہمارے میل جول سے بدمذہب ہدایت پائیں گے، راہِ راست پر آئیں گے؟ نہیں! یہ منع فرمانا اِس قبیل سے تھا جس طرح شفیق باپ اپنی پیاری اولاد کو آوارہ مزاجوں، بدمعاشوں کی صحبت سے روکے۔ پھر جس نے اپنے مہربان باپ کی نصیحت پر کاربندی کی دوجہان میں نفع پایا اور زمانے نے بھی اُسے سعادت مند وخلف کہکر یاد کیا۔ جس نے خلاف کیا دارین میں نقصان اُٹھایا۔ ناخلف آوارہ واہی ناکارہ کہلایا۔

سب جانے دو۔ فرض کیا کہ صلحکلیوں کا یہ عُذرِ معمولی قابلِ مقبول ہے۔ مگر اِس عذر نے کیا یہ بھی جائز

کر دیا تھا کہ بدمذہبوں کو مسندِ وعظ پر بٹھایا جائے، اُن سے لیکچر کہلوایا جائے، اُن کی مدح وستائش دینی کا گیت گایا جائے، اُن کی تعظیم عظیم سے ربِّ عظیم کا عرش ہلایا جائے، وہ صریح کفریات وضلالات علانیہ بکیں انھیں شربت کے سے گھونٹ بناکر نوشِ جان فرمایا جائے، شیر مادر ٹھہرایا جائے۔ اور جو غربائے اہلسنت بحکم شریعت اُن کلماتِ کفر وضلالت پر اعتراض کریں تو انھیں ترقیٔ قوم وآزادیٔ وطن کا مخالف و دشمن بنایا جائے۔ مُلک میں اُن حامیانِ دین وملت کے خلاف اخباروں کے کالموں، پنڈالوں کے پلیٹ فارموں پر پروپیگنڈوں کا طوفانِ بے تمیزی اُٹھایا جائے۔ یہ کونسی دیانت ہے، یہ کس قسم کی صُلحکلیت ہے؟ للہ للہ للہ! ذرا تو کلمہ اسلام کا پاس کرو! کچھ تو خدا اور رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ڈرو۔ واللہ هو المُوفق بالخیر۔

۶ ـــــ مُلّا علی قاری رحمہ اللہ الباری "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں۔

لا تجالسوا اهل القدر ای لا توادوهم ولا تحابوهم فان المجالسة ونحوها من المماشات من علامة المحبة وامارات المؤدة فالمعنى لا تجالسوهم مجالسة تأنيس وتعظيم لهم لانهم اما ان يدعوكم الى بدعتهم بما زينه لهم شيطانهم من الحجج الموهمة والادلة المزخرفة التى تجلب من لم يتمكن فى العلوم والمعارف اليهم ببادئ الرأى واما ان يعود اليكم من نقصهم وسوء عملهم ما يؤثر فى قلوبكم واعمالكم اذ مجالسة الاغيار تجر الى غاية البوار ونهاية الخسار ولا ينافى اطلاق الحديث تقييد الاية فى المنافقين حيث قال الله تعالى فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا فى حديث غيره فلم ينه عن مجالستهم مطلقا لان الحديث محمل على من لم يامن على نفسه منهم فيمنع

یعنی حدیث شریف میں جو یہ ارشاد ہوا کہ قدریوں وغیرہم بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو اس سے مُراد یہ ہے کہ اُن سے محبت ومودت نہ رکھو اس لئے کہ ایک جگہ اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دوستی کی نشانی اور محبّت کی دلیل ہے تو حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ اس طرح اُن کے پاس نہ بیٹھو جس سے تم کو ان سے مؤانست ہو جائے یا ان کی تعظیم کرنا پڑے اسلئے کہ جب تم اُن کے پاس اسطرح بیٹھو اُٹھو گے تو وہ تم کو اپنے مذہب کی دعوت دیں گے اور اُن کے شیطان نے جو مزخرفات اُن کو سکھا دیئے ہیں وہم میں ڈالنے والے دلائل پڑھا دیئے ہیں وہ تمہارے سامنے پیش کریں گے اور جنکو علوم ومعارف میں کامل دستگاہ نہیں ہوتی ہے وہ اُن کے مذہب کی طرف میلان کر جاتے ہیں۔ اور یا یہ اثر ہوتا ہے کہ اُنکی بُرائی تمہارے دلوں میں سرایت کر جائے گی اسلئے کہ غیروں کے پاس اُٹھنا بیٹھنا آخری مرتبے کی ہلاکت اور انتہائی درجے کی بربادی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حدیث شریف میں بدمذہبوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے مطلقاً منع فرمانا آیت کریمہ کی اُس قید

عن مجالستهم مطلقًا والآية تحمل على من امن فلا حرج عليه في مجالسة لهم لغير التأنيس والتعظيم مالم يكونوا في كفر و بدعة وكذا اذا خاضوا وقصد الرد عليهم و تسفية ادلتهم ومع ذالك فالبعد عنهم اولى والاجتناب عنهم احرىٰ۔

کے منافی نہیں جو اُن کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کی حُرمت کیلئے ارشاد فرمائی کہ اُن کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک وہ اور باتوں میں مشغول ہو جائیں تو اُن کے ساتھ نشست و برخاست کو علی الاطلاق منع نہ فرمایا۔ اسلئے حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جسکو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہ ہوگی وہ بدمذہبوں کی مُجالست سے اُن کا ہم خیال ہو جائیگا اور اُسکو مطلقًا اُن کے پاس بیٹھنا ممنوع و ناجائز ہے اور آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھتا ہو وہ اگر بدمذہبوں کے پاس بیٹھ جائے تو قباحت نہیں۔ مگر اسی شرط سے کہ اُن کی تعظیم نہ ہو اُن سے مُوالست نہ کی جائے اور وہ کوئی کلمہ کفر و بدمذہبی کا بھی نہ کہتے ہوں یا اُن کا رد کرنے اور اُن کے دلائل کی خرابیاں بیان کرنے کی غرض سے اُن کی مجلس میں شریک ہو۔ اور اگر خاص عُلمائے کاملین عوام سے الگ مبتدعین و کفّار کو اپنی مجلسوں میں آنے سے نہ روکیں اور بدمذہبوں مرتدوں کی تعظیم و تأنیس سے بھی وہ مجالست خالی ہو تو ایسی مجالست خاص اُنکے حق میں اگرچہ مطلقًا ممنوع نہ ہوگی مگر پھر بھی بہتر اور سزاوار تر یہی ہے کہ اُن سے دور اور مُجتنب و نفور رہیں۔

ہمارے سُنّی بھائی غور فرمائیں کہ عُلماء نے علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھنے والے جن لوگوں کیلئے بدمذہبوں کی مُجالست کو لاحرج کہا اُن کے واسطے بھی لغیر التانیس والتعظیم کی قید لگادی کہ بدمذہبوں سے مُوالست نہ کی جائے، اُن کی تعظیم نہ کرنی پڑے۔ پھر کیا یہ صُلحکلی واعظین کانگریس، احرار، لیگ، خاکسار، نیاچرہ کفّار، رُفاض بداطوار اور خوارج نابکار وغیرہم مرتدین اشرار، مبتدعین ناہنجار کے جن جلسوں، کانفرنسوں میں شرکت کو جائز بتارہے ہیں۔ ان میں مرتدوں بدمذہبوں کی قولی فعلی تعظیم و تأنیس نہیں کی جاتی ہے؟ کیا اگر کوئی شخص اُن کانفرنسوں میں ان کے مبتدعین و مرتدین صُدور و ناظمین و اراکین کی تعظیم و تأنیس سے قولًا و فعلًا ہر طرح اجتناب کرے اُس کو اَنسیولائزڈ، غیر مہذب، وحشی کہہ کہہ کر شور نہیں مچایا جاتا ہے؟ علماء نے مالم یکونوا فی کفر و بدعة کی قید لگائی۔ یعنی اُس مجالست میں وہ مبتدعین کسی قسم کی بدمذہبی یا بے دینی کا کلمہ بکنے سے قطعًا احتراز رکھیں۔ پھر کیا اُن لیکچروں، اسپیچوں میں کفریات و ضلالات نہیں بکے جاتے؟ کیا سُنّی کہلانے والے صُلحکلی حضرات اُن پر سکوت محض و خاموشی مطلق کی نہیں ٹھہراتے مع ہٰذا تفسیر مظہری میں ہے۔

حتى يخوضوا في حديث غيره اى غير الاستهزاء فحينئذ لا باس في مجالستهم لضرورة دعت

یعنی جب وہ اپنے کلماتِ کفریہ کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں تو اسوقت بھی بضرورت اُن کے پاس بیٹھنے میں مضائقہ

ومن غیر ضرورۃ یکرہ مجالستھم مطلقا وقال الحسن لا یجوز مجالستھم وان خاضوا فی حدیث غیرہ	نہیں اور بلا ضرورت اُن کے پاس بیٹھنا مطلقاً مکروہ ہے امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اُن کے پاس بیٹھنا کسی طرح جائز نہیں اگرچہ وہ کفریات کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں۔

وﷲ الحجۃ السامیہ۔

۸۰۷ـــــ اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ اور انزلوا الناس منازلھم کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بد مذہبوں مرتدوں سے کہدیا جائے کہ ہم تم کو مذہبی حیثیت سے برا نہیں سمجھتے تکفیر درکنار، بلکہ تضلیل بلکہ تفسیق بلکہ تمہاری اہانت بھی جائز نہیں، تمہارے اوہام فاسدہ کا دفع کرنا اسلام کی دشمنی، قوم سے غداری، ملک کی بدخواہی ہے۔ ان کا مفاد تو صرف اسی قدر ہے کہ اگر کسی فرقے کا کوئی شخص خود تمہارے پاس آئے تو اس سے مدارات کرو۔ پھر علمائے اہلسنت یہ کب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی رافضی وہابی نیچری خود ہی تمہارے پاس چلا آئے تو تم اُس سے بات نہ کرو، منھ نہ دیکھو، مدارات نہ کرو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کو اصرار کرکے نہ بلاؤ، اُن کو دینی پیشوا ٹھہرا کر ان کو وعظ و بیان کی اجازت نہ دو، مداہنت نہ کرو، اپنے پیارے دوست مذہب اہلسنت کے دشمن نہ بنو، اُس کو اور جھوٹے مذہبوں کو یکساں نہ سمجھو۔ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اگر تمہارے جلسے میں کوئی بد مذہب چلا آئے اس کو دھکے دیکر نکال دو یا اس کو ہدایت نہ کرو۔

افسوس تو یہ ہے کہ یہ صلحکلی واعظین حُسن خلق و مُدارات اور وہن و مداہنت میں فرق نہیں ٹھہراتے۔ اگر تمہارے پاس بد مذہب چلے آئیں تو ہم پر یہ ضروری نہیں کہ اُنھیں دھکے دیکر نکال دیں لیکن یہ کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ باصرار تمام بلاکر اپنی دینی مجلس کا اُن کو رکن قرار دیا جائے۔ مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بٹھا کر اُن سے وعظ کہلوایا جائے۔ وہ اس میں جو اپنی مذہبی خباثتیں ظاہر خلط کریں اُن پر خاموشی کی جائے۔ خاموشی کیسی اجازت دی جائے۔ اجازت کہاں کی خود اشاعت کی جائے۔ مذہبی پیشوا، رکن اسلام، قائد ملت و دیگر القاب سے اُن کا ذکر کیا جائے۔ اِس بیان کے ساتھ "مرقاۃ" کے باب الحذر والتأنی فی الامور میں حدیث شریف والتودد الی الناس کے متعلق مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان بھی ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں ای التحبب الی المومنین الصالحین یعنی حدیث میں جو فرمایا کہ لوگوں سے وہ برتاؤ کرنا جس سے ان کے دل میں اپنی محبت پیدا ہو اِس میں لوگوں سے مُراد مومنین صالحین ہیں۔ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اِس شرح کی روشنی میں انزلوا الناس منازلھم اور اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ کا مطلب تو بالکل ہی صلحکلیت کا منافی و نافی ہے کہ کسی قوم کے بھی مومنین صالحین کا کوئی عزت والا تمہارے پاس آئے تو

اُسکی عزت کرو۔ اور مومنین صالحین میں سے ہر شخص جس رتبے جس منزلت کا ہو اسی کے موافق اس کے ساتھ برتاؤ کرو۔ مگر دقت تو یہی ہے کہ بیچارے مومنین صالحین کے بھلے کی تو ان صلحکلیوں کو کوئی سوجھتی ہی نہیں۔ جہاں تک فائدہ پہنچ سکے وہ ان کے وہابی رافضی نیچری بھائیوں کو اور ان کے مذہب کو پہنچے و بس۔

۹ــــ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم اپنی تصانیف مقبولہ دررد ندوۂ مخذولہ میں مُدارات کے معنی اور مُدارات و مداہنت کا فرق طائفہ ندویہ کو بار بار سمجھا چکے ہیں۔ مگر صلحکلی واعظین عوام مسلمین کو مغالطہ وگمراہی میں گرفتار کرنے کیلئے یہی مسئلہ پیش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اہلسنت کو حسن خلق و مدارات سے ہرگز انکار نہیں۔ مگر یہ حضرات صلحکلیہ اپنے تقیۂ صریحہ وضلالات قبیحہ کو مُدارات کے پردے میں جائز بتلانے اور عامۂ مسلمین کو بہکانے کیلئے احادیث واقوال وافعال سلف بیان کر دیتے ہیں جن میں حسن خلق و مدارات کا ارشاد ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ صفحہ ۴۳۷ و ۴۳۸ پر فرماتے ہیں۔

اکثر مردم را درمیان مُدارات وحسن خلق و درمیان مداہنت فرق واضح نشدہ۔ مُدارات وحسن خلق با ہر مسلمان وکافر در شرع محمود ست و مداہنت وخوشامد معیوب و مردود۔ یکے را از دیگرے امتیاز نمی کنند و در مقام حسن خلق ارتکاب مداہنت مینمایند وتنقیح فرق درمیان ایں ہر دو آنست کہ مُدارات وحسن خلق عبارت از مسامحت در حق خود ست و بہ نفسانیت کار نکردن وخود را واجب التعظیم ندیدن واز تقصیرے کہ در حق خود رود درگزشتن و مداہنت عبارت از مسامحت در امر دین است و باوجود دیدن وشنیدن امور نامشروعہ واقوال نامرضیہ تعصب نکردن ودین خود را سبک داشتن و از حق واجب شرع و دین درگزشتن۔ مثلاً اگر شخصے ایں کس را سخت گفت یا ترک تعظیم نمود در غضب نیامدن و باوے در پے انتقام نشدن بلکہ سلوک نیک کردن از قبیل حسن خلق و مدارات ست واگر شخصے حرکتے مخالف شرع کرد یا ترک تعظیم دین نمود باوے موافقت نمودن واظہار ناخوشی نکردن وسخن

یعنی بہت سے لوگوں کو حسن خلق و مدارات اور مداہنت کے درمیان فرق واضح نہیں ہوا ہے۔ مدارات اور حسن خلق تو ہر مسلمان وکافر کے ساتھ شریعت مطہرہ میں پسندیدہ ہے اور مداہنت وچاپلوسی عیب اور مردود ہے۔ لوگ ایک کا دوسرے سے امتیاز نہیں کرتے ہیں اور حسن خلق کے ضمن میں مداہنت کر گزرتے ہیں اور دونوں کے درمیان فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ مدارات وحسن خلق کے معنی تو یہ ہیں کہ اپنے حق میں سہل انکاری برتیں اور نفسانیت کی بنا پر کام نہ کریں اور اپنی تعظیم کو ضروری نہ سمجھیں اور اپنے حق میں کسی سے جو قصور ہو جائے اسے معاف کر دیں۔ اور مداہنت کے معنی یہ ہیں کہ دینی معاملے میں چشم پوشی کریں اور جو باتیں شرعاً ناجائز وناپسند ہیں اُن کو دیکھتے سُنتے ہوئے بھی تعصب نہ کریں اور اپنے دین کو ہلکا ٹھہرائیں اور دین وشریعت کا جو حق واجب ہے اُس سے درگزر کریں۔ مثلاً اگر کوئی شخص خود اس کو سخت وسُست کہے یا اس کی تعظیم نہ

اور اُس کی خوشامد کرنا اُس سے داد و دہش کی توقع رکھنا ارباب مداہنت و خوشامد ست۔ | کرے تو غصے میں نہ آنا اور اُس سے انتقام لینے کے پیچھے نہ پڑنا بلکہ اچھا سلوک کرنا یہ تو حُسنِ خُلق و مُدارات کی اقسام میں سے ہے۔ اور اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرے یا دین کی بے تعظیمی کرے تو اس کے ساتھ موافقت کرنا اور ناراضی ظاہر نہ کرنا اور اس کی بات کا رُد نہ کرنا یہ مداہنت کی اقسام میں سے ہے۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مُدارات تو مسلمانوں بلکہ فاسقوں بلکہ کافروں کے ساتھ بھی بہتر ہے مگر مداہنت حرام و ناجائز ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے مُدارات و مداہنت کے درمیان جو فرق بیان فرمایا اُسی سے واضح و روشن کہ آجکل بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں کی کمیٹیوں کانفرنسوں میں جو سُنّی کہلانے والے صُلحکلی حضرات شریک ہوتے اور عوام اہلِ اسلام کو اسی شرکت کی دعوت دیتے ہیں اِس شرکت میں یقیناً شدید و بعید مداہنتیں ہوتی ہیں۔ مگر یہ واعظین صُلحکلیات اُن کی پردہ پوشی لفظ مُدارات و حُسن خُلق سے کرنا چاہتے ہیں— وللہ الحجۃ البالغہ

۱۰ — جب عبداللہ بن اُبَیّ منافق اپنے آپکو مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دوست ظاہر کرتا تھا۔ پھر اگر بقصدِ تالیف اسکو شریک مشورہ کر لیا گیا تو صلحکلی حضرات اِس پر کیا خوشی کر سکتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب تک ممانعت نہ تھی۔ معاذ اللہ الحاد و ضلالت کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اتباع اور اس کے اِبطال کو کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی بتانا کیسی کھلی ہوئی نیچریت و ضلالت ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق سے یہ بھی فرما دیا تھا کہ تو بھی حق پر ہے، راہِ راست پر ہے۔ تیری اہانتِ اسلام کی اہانت، قوم کے ساتھ غداری، مُلک کی بدخواہی ہے۔ کیا معاذ اللہ اس مجلسِ مشاورت میں بھی اُس نے خلافِ شریعتِ مطہرہ کوئی کلمہ بکا تھا جس پر خاموشی اختیار کی گئی تھی؟ کیا اس سے اقوالِ تانیس کہے گئے تھے؟ کیا اُس سے افعالِ تعظیم برتے گئے تھے؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ونعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

پھر منافقین کو دربارِ دُرَربار حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ وسلم کا رُکن اور ایسا مخصوص بتانا کہ صحابہ بھی اُس سے محروم ہوں۔ اور دربارِ رسالت میں اُن کو معزز ٹھہرانا کسی جاہل بلکہ اجہل مسلمان کا بھی کام نہیں۔ افسوس جب ایسے خیالات والے صلحکلی حضراتِ واعظین قوم کی کشتی کے ناخدا بنیں پھر بیچ منجدھار میں غرق نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جب ایسی اوندھی مت والے قوم کے ہادی ٹھہریں پھر خلقت کیوں گمراہ نہ ہو؟ خیر اس قدر اور بھی سُن لیجئے کہ ان کمیٹیوں، کانفرنسوں میں سے کسی کمیٹی کسی کانفرنس کے ارکین اگر ظاہری میں یہ اقرار کر لیں کہ ہم سے غلطیاں ہوئی تھیں ہم اب توبہ کرتے ہیں اور روافض و خوارج و وہابیہ، نیاچیرہ،

مسلم لیگیہ، خاکساریہ، گاندھویہ، احراریہ، چکڑالویہ، قادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین جو اس کمیٹی کانفرنس میں شرکت و رکنیت رکھتے ہیں سب کے سب کہدیں کہ ہم اب تائب ہو کر سُنّی مسلمان ہوتے ہیں تو پھر جب تک اِس اقرار کا منافی کوئی قول و فعل اُن سے ظاہر نہ ہوگا ہم بھی خاص اس کمیٹی، اس کانفرنس کی شرکت و رکنیت و امداد و اعانت پر اعتراض نہ کریں گے۔ و باللہ التوفیق۔

۱۱ــــ یہ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت میں شراب نوشی جہاں تک نشہ نہ لائے جائز تھی یا قبلہ بیت المقدس تھا، بعد کو شراب مطلقاً حرام کردی گئی۔ کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم آگیا۔ اب اگر یہ صلحکلی واعظین شراب نوشی کے جواز کا فتویٰ دیں یا کعبہ سے پھر کر پھر بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور دلیل میں معمولِ سابق پیش کریں تو کیا وہ الزام سے بری ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بس یہی حال صلحکلی واعظین کی اس دلیل کا ہے کہ ایک وقت میں منافقین کو بھی اجازت تھی کہ لشکرِ ظفر پیکر کے ساتھ ساتھ چلیں اور جہاد میں شریک ہیں۔ گو جہاد کا ثواب نہ پائیں۔ بلکہ منافقین کے جنازے کی نماز بھی خود حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پڑھاتے تھے۔ لیکن یہ حالت ایک خاص زمانے تک محدود رہ کر منسوخ ہوگئی، جہاد میں ساتھ چلنے کی بھی ممانعت کردی گئی۔ اُن کے جنازے کی نماز بھی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ پڑھی۔ چنانچہ خود قرآنِ مجید میں موجود ہے

فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوًا ○	اب تم ہرگز میرے ساتھ سفر نہ کرنا اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن پر جہاد نہ کرنا

اور آیۂ کریمہ ملاحظہ ہو۔

وما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ○	یعنی تو اے محبوب تم فرمادو کہ اے منافقو! اللہ مسلمانوں کو اس حالت پر ہرگز نہ چھوڑے گا بلکہ گندوں کو ستھروں سے ضرور الگ کردے گا۔

اور آیۂ کریمہ ملاحظہ ہو۔

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔

یعنی ان منافقوں میں سے جو کوئی مرجائے اس پر نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔

انهم کفروا باللہ ورسولہ۔

بیشک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔

تو اس منسوخ شدہ امر کو سند بنا کر پیش کرنا اور قرآنِ عظیم و حدیث کریم کے نصوصِ صحیحہ سے اعراض

فرمانا صلحکلی حضراتِ واعظین ہی کو مبارک رہے۔ حضرات اہل سنّت کثرہم اللّٰہ تعالیٰ ونصرہم دنیوی لالچ اور نفسانی طمع پر ایک جدید شریعت ہرگز قائم نہیں کر سکتے۔

۱۲ ـــــ بدمذہب جسکی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو اس سے روایت کرنے میں بہت کچھ اختلاف و تفصیل ہے۔ حضرت ملک العلماء بحر العلوم رحمۃ اللّٰہ علیہ شرح مسلم الثبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفی البدعة الجلیة القبول عند الاکثر غیر محققی الحنفیة وهو المختار عند من تلاهم خلافا للآمدی من الشافعیة ومن تبعه والامام مالك ومعظم الحنفیة وهو المختار عند هذا العبد

یعنی جس راوی کی بدمذہبی ظاہر ہو لیکن حدِ کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو اس کی حدیث کا قبول کیا جانا محققینِ حنفیہ کے سوا اکثر محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اور ان محدثین کے جو متبعین ہیں ان کے نزدیک یہی مختار ہے۔ لیکن شافعیہ میں سے علّامہ آمدی اور امام مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما اور اکثر حنفیہ اُس کی حدیث کو قبول کرنے کے خلاف پر ہیں۔ ان کے نزدیک جس بدمذہب کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو اس کی حدیث کو قبول کرنا بھی جائز نہیں ـــــ اور اس بندے (بحر العلوم) کے نزدیک یہی مختار ہے۔

اس مسئلے کے دونوں پہلوؤں کے دلائل اور عدمِ قبول کے مختار ہونے کی تفصیل فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت للعلامۃ بحر العلوم میں ملاحظہ ہو ـــــ جب بعض محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا کہ بدمذہب اگر صدوق ہو اور اپنی بدمذہبی کی طرف لوگوں کو دعوت نہ دیتا ہو وغیر ذالك من الشروط تو اس سے حدیث لینا منع نہیں۔ اور اپنے اس خیال کے مطابق اگرچہ فی الواقع یہ خیال محقق نہیں۔ اور مانعین اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر ان بعض محدثین نے تعامل شروع کر دیا تو اگر انھوں نے اس راوی کے صدوق ثقہ ہونے کا اظہار کر دیا تو اس میں بدمذہب کی منقبت خوانی اور اس کے اوصافِ جلیلہ کا اظہار کیا ہو گیا۔ اگر وہ اسے صدوق و ثقہ نہ سمجھتے تو اس سے حدیث ہی کیوں لیتے ـــــ

روایتِ حدیث میں راویوں کی سچائی اور قابلِ اعتماد ہونے کے بیان کا قیاس رفضہ و نیاچرہ و دیوبندہ وغیرہم مرتدین و مبتدعین کی منقبت خوانی و مدح سرائی اور اُن کے مذاہبِ باطلہ مردودہ کی تصحیح و تحسین کرنا یہ انہیں صلحکلی مُلاؤں کی خوش فہمی کا نمونہ ہے۔

۱۳ ـــــ وہابیوں ـــــ نیچریوں ـــــ قادیانیوں ـــــ وغیرہم گمراہوں، مرتدوں کا زور گھٹا یا نہیں؟ اس کے جواب میں یہ صلحکلی حضرات تو یہی کہیں گے کہ ـــــ ہرگز نہیں گھٹا لیکن ـــــ اس کی سچی کیفیت کسی انصاف شعار واقف کار سے پوچھنا چاہیئے ـــــ کہ عبدالوہاب نجدی کی ذریت پر جو سختی کی گئی ہے اس کا کیا اثر ہوا ـــــ اگر ـــــ وہ سختی نہ کی جاتی تو کیا اثر ہوتا۔

اگر ترکی سلطان سلیم ثالث اور محمد علی پاشا خدیو مصر رحمۃ اللہ علیہما کی طرح تمام موجودہ اسلامی سلطنتیں بھی مل کر نجدیوں کی موجودہ حکومت خبیثہ پر سختی کریں تو کیا شیاطین نجدیہ کے ہاتھوں ماثر متبرکہ کی پامالی اور مزارات مقدسہ کی بے حرمتی ہوتی۔ کیا حرمین طیبین طھرھما اللہ تعالیٰ عن رجس النجدیۃ اھل الشین میں وہابیت ونجدیت کی زبردست تبلیغ کا بے ایمان نجدیوں کو موقع ملتا۔ کیا حضرات علمائے کرام وسادات عظام مجاورین بیت اللہ الحرام ومدینۃ النبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام یونہی کسمپرسی کے عالم میں شہید اور جلاوطن کئے جاسکتے۔

اور ـــــ

جس وقت دہلی میں اسمٰعیل دہلوی نے طوفان بے تمیزی پھیلایا اگر اس وقت اس پر کامل سختی نہ کی جاتی تو کیا ایک عالم گمراہی سے محفوظ رہ سکتا۔ اسی سختی کا ایک نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس کو دہلی چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔

اس کے بعد جس بدمذہب نے سر اٹھایا اگر اس پر سختی نہ کی جاتی تو کیا مذہب اہلسنت کو صریح نقصان نہ پہنچتا ـــــ اگر سرگروہ غیر مقلدین نذیر حسین دہلوی پر مکہ معظمہ میں سختی نہ کی جاتی، قید نہ کئے جاتے تو کیا اس وقت وہاں کے پوشیدہ غیر مقلدین جو ہندوستان سے وہاں جاکر بس گئے تھے مکہ معظمہ چھوڑ سکتے تھے ـــــ کیا اگر غیر مقلدوں پر سختی کے ساتھ رد نہ کیا جاتا تو عوام اہل اسلام حدیث وقرآن کے نام سے سخت دھوکے میں نہ پڑ جاتے ـــــ کیا اگر نیچرہ کے رد میں سختی نہ کی جاتی، رسالہ "نورالافاق" ورسالہ "امدادالآفاق" ورسالہ "تائیدالاسلام" وغیرہا کتب وتحریرات کی مرتد اکفر پیر نیچر کے رسالہ "تہذیب الاخلاق" کے رد میں اشاعت نہ کی جاتی تو ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد کا یہ قدیم سچا دین اسلام ہندوستان میں باقی رہ جاتا ـــــ کیا اگر قادیانیوں

کے رد میں سختی نہ کی جاتی تو ہندوستان کے کلمہ گویوں کی اکثریت دجّالِ قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کلمہ پڑھتی نظر آتی۔

صُلحکلیوں کے نزدیک اگر یہ باتیں پُرانی ہو چکی ہیں تو ذرا حضور پُر نور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنّت مجدّدِ اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خانصاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی سوانح مقدسہ کو بنظرِ انصاف دیکھیں ___ کہ ___ ایک طرف شش امثالیوں اور ہفت خواتم والوں کا شدید فتنہ اٹھتا ہے ___ دوسری سمت تفضیلیوں، چمر توحیدیوں کا فسادِ عظیم پھیلتا ہے ___ ایک جانب دیوبندیت ووہابیت کے طوفان اُٹھتے ہیں ___ دوسری جانب ندویت ونیچریت کے سیلاب آتے ہیں ___ ایک سمت سے قادیانیت وچکڑالویت کی کفری گھٹائیں چھاتی ہیں ___ دوسری طرف ارتداد کی آندھیاں زور شور سے آتی ہیں ___ فتنوں کی اندھیریاں گھیر لیتی ہیں ___ بدمذہبوں بیدینوں کی تاریکیاں محیط ہو جاتی ہیں ___ پھر ___ جلالِ الٰہی کے مظہر ___ جمالِ مصطفوی کے آئینے ___ سرکارِ غوثیت کے نائب ___ امامِ اعظم کے وارث ___ حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا؟ ___ خدا ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم پر بھروسہ کر کے ___ یا رسول اللہ کہکر لسانی وبیانی جہاد کے اس ہوشربا معرکے میں وہ شیرِ خدا کا شیرِ دلیر کو دپڑا ___ اور ___ اپنے نیزۂ کافر شکار کی قاہر مار سے اسلام وسنّیت کے دشمنوں کے دلوں میں غار کر دیئے ___ اُن کے قلب وجگر کے زخم وار سے پار کر دیئے ___ کہ ___ اُن کے حمایتیوں کو چارہ جوئی وارنہ رہے ؎

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعدائے اسلام ودشمنانِ سنّیت نے ناپاک اخباروں، نجس رسالوں، گندی دوورقیوں، گھنونی چوورقیوں میں ملعون پروپیگنڈے بھی کئے، دشنام بازیوں، فحاشیوں کے خبیث مظاہرے بھی کئے، مقاطعے بھی کئے دھمکیاں بھی سنائیں، گیدڑ بھبکیاں بھی دکھائیں، ___ مگر ___ دینِ اسلام کے اُس مجدّدِ اعظم نے مرعوب ہو کر، کسی لالچ میں آکر معاذ اللہ اُن خبثا سے دوستانہ، یارانہ، برادرانہ نہ منایا، اُن کی طرف محبّت ومودّت کا ہاتھ نہ بڑھایا۔ بلکہ اسلام وسنّیت کے خورشیدِ درخشاں وبدرِ تاباں کے عالم افروز چہروں سے ظلمت وکفر وضلالت کے بادل ہٹا دیئے۔ دنیائے اسلام کو خدا ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی سچی عزت وعظمت، سچی اُلفت ومحبّت کے جلوے دکھا دیئے، ہر گمراہ بدمذہب مرتد

بیدین کی ضلالات و خباثات کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہر باطل پرست کے جھوٹے دعوے مٹا دیئے۔ مسلمانانِ اہلسنّت کو الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کی شرابِ طہور کے چھلکتے ساغر پلا دیئے۔ لاکھوں مسلمانوں کو صلحکلیت کے جہنم سے بچا کر اسلام و سنیت کی صراطِ مستقیم پر ان کے قدم جما دیئے ـــــ للہ انصاف! اگر حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بدمذہبوں بے دینوں کے رد میں قرآنِ عظیم و حدیث شریف کی بتائی ہوئی شدت پر عمل نہ فرماتے تو آج کیا ہندوستان میں اس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے دینِ اسلام و مذہب اہل سنت کے پتے نشان نظر آتے؟ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غرض وہابیہ نیاچرہ قادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین کا زورِ اس ردّ و طرد و شدت و غلظت کے سبب ضرور گھٹا۔ مگر بدمذہبوں کے وجود سے دنیا کو پاک کر دینا یہ اہل سنت کی کوشش کا نتیجہ نہیں اور نہ وہ ایسا خیال کر سکتے ہیں۔ اور اگر اس گئے گذرے زمانے میں بھی سنی کہلانے والے جملہ واعظین تمام علماء جمیع مشائخ خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہٖ وسلم پر بھروسہ کر کے اپنے اپنے مقامات پر اس صلح کلیت سے بیزار ہو کر شریعت مطہرہ کی بتائی ہوئی اصل اصیل الحب فی اللہ و البغض فی اللہ پر اپنی طاقت و استطاعت بھر عامل ہو جائیں تو خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہٖ وسلم کے فضل و کرم سے ابھی کایا پلٹ سکتی ہے بدمذہبی بے دینی کی طاقت گھٹ سکتی ہے۔ لیکن یہ تو حکم تشریعی ہے، جس کی اشاعت ہم پر بقدرِ قدرت و بشرطِ استطاعت فرض ہے۔ اور ہو گا وہی جو اس کا حکم تکوینی ہے۔ وکان امر اللہ قدرًا مقدورا۔

۱۴ ـــــ اس دریدہ دہنی کے جواب میں مثنوی شریف کے چند اشعار لکھنا مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الملۃ والدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد	کم کسے زابدالِ حق آگاہ شد
اشقیا را دیدۂ بینا نبود	نیک و بد در دیدشاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند	اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

یعنی تمام جہاں میں گمراہی اسی وجہ سے پھیلی کہ اللہ والوں سے لوگ بہت کم واقف ہوئے۔ بدبختوں کو دیکھنے والی آنکھ حاصل نہ تھی اچھا اور برا ان کی نظر میں ایک سا دکھائی دیتا تھا۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہمسری کا انھوں نے دعویٰ کیا اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا سا سمجھا۔

اے صلح کلی ملّاؤ! کیا تمہارے نزدیک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہٖ وسلم ایسا ہی برتاؤ کرتے تھے جیسا تم کرتے ہو۔ اور اسی کا امتِ مرحومہ کو حکم دیا ہے اور اسی پر سلف کا دار و مدار رہا ہے؟ افسوس کہ دنیوی آؤ بھگت اور دینی تعظیم میں تم کو فرق نہیں سوجھتا اور پھر مداہنت کا قیاس مدارات پر اور اپنا حضور سرورِ کائنات علیہ و علیٰ

آلہ الصلوات والتسلیمات پہ کرتے ہو۔ تم کو یہ نہیں سُجھائی دیتا کہ مدارات جائز ہے اور مداہنت جسمیں صُلحکلیوں کو غلو ہے گناہ و ناجائز ہے۔

۱۵ ــــــ جن آیاتِ مُبارکہ و احادیثِ کریمہ میں بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کو منع فرمایا گیا ہے اُن سے فقط بد مذہبوں کی تادیب و ترہیب ہی مقصود نہیں بلکہ اُن کی ترہیب و تادیب کے ساتھ ساتھ اُنکی نحوستِ صُحبت و شرِ مجالست سے سُنّی مسلمانوں کی حفاظت بھی مقصود ہے۔ اور اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اِس برتاؤ سے دوسرے مُسلمانوں پر بھی اُن گمراہوں کا حال کھل جائے۔ تاکہ اور مُسلمانوں کے قلوب بھی اُن سے متنفر ہو جائیں۔ دیکھو صحیح مسلم شریف کی حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ کیسی تصریح ہے کہ اسلئے بد مذہبوں سے دور رہو، اِس لئے اُن سے بچو کہ اگر اُن سے گھال میل کروگے تو وہ تم کو گمراہ کرلیں گے، فتنے میں ڈال دیں گے۔ خود مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت دیکھیئے۔

مجالسۃ الاغیار تجر الیٰ غایۃ البوار و نہایۃ الخسار۔	یعنی غیروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا آخری درجے کی ہلاکت اور انتہائی مرتبے کی بربادی تک کھینچ لے جاتا ہے۔

بڑا فائدہ مہاجرت کا یہ ہے کہ طبیعت مسارقت پر مجبول ہے، ایک دوسرے کا آئینہ ہے ایک کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے۔ اِس لئے ہمیشہ سے تمام عُقلا بُری صُحبت سے بچتے رہے۔ کیا یہ صُلحکلی حضرات واعظین بھنگڑ خانے، چنڈو خانے، فاحشات کے چکلے وغیرہ وغیرہ مقامات میں جانا، بیٹھنا، رہنا سہنا، صُحبتیں گرم کرنا، چکڑیاں جمانا، پسند کر سکتے ہیں؟ پھر کیا مُشرکین کے بُت خانوں، اہلِ ہنود کے صنم کدوں، پارسیوں کے آتشکدوں، عیسائیوں کے گرجوں، نصرانیوں کے مشنوں میں جا کر اُن سے اختلاط کرنا اِن کو پسند آسکتا ہے۔ اور جب نہیں اور ہرگز نہیں تو فسق فی العمل سے اتنا کیوں بچتے ہیں۔ کیا اِس لئے کہ اِن لوگوں کو اِن صُلحکلی حضرات مُلّایان و واعظین کے اِس بچنے سے تادیب حاصل ہو؟ نہیں نہیں بلکہ صرف اسی لئے کہ کہیں اُن کا بُرا اثر نہ پڑ جائے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

مسارقۃ الطبع مما نشاھدہ من اخلاق الناس و اعمالھم فھو داء دفین قلما تنبہ لہ العقلاء فضلا عن الغافلین: فلا یجالس الانسان فاسقا مدۃ مع کونہ منکرا علیہ فی باطنہ الا ولو قاس نفسہ الی ما قبل مجالسۃ ادرک فیھا تفرقۃ فی النفرۃ عن الفساد اذ یصیر الفساد بکثرۃ المشاھدۃ ھینًا فیسقط وقعہ فاذا صار مستصغر الطول المشاھدۃ او	یعنی طبیعتوں کا باہم ایک دوسری سے خفیہ طور پر اثر قبول کرلینا اُن باتوں میں سے ہے جن کا لوگوں کے اخلاق و اعمال سے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یہ ایک چھپی ہوئی دفن شدہ بیماری ہے جس پر عقلمند لوگ بہت کم متنبہ ہوتے ہیں۔ پھر غافل تو غافل ہی ہیں۔ تو کوئی آدمی کسی فاسق کے ساتھ ایک مدت تک اسکو اپنے دل میں بُرا سمجھتے ہوئے بھی نشست و برخاست نہیں کریگا مگر وہ اگر اپنے قلب کا اُس فاسق کے ساتھ نشست و برخاست کرنے سے قبل کی حالت سے مقابلہ

شك ان تنحل له القوة الوازعة۔ کرے گا تو ضرور اس کے فسق کی طرف سے نفرت میں فرق پائیگا اور جب فسق بکثرت نظر آنے کے سبب طبیعت پر آسان ہو جائیگا تو اسکی گرانی جاتی رہے گی تو جب بہت زیادہ نظر آنے کے سبب وہ فسق ہلکا ہو جائے گا تو قریب ہے کہ گناہوں سے روکنے والی قوت اس فسق کیلئے کشادہ وآمادہ ہو جائے۔

۱۶ —— یہ کچھ اسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں، مختلف طبائع کا موجود ہونا ہر وقت میں ضرور ہے۔ حضور اقدس سرکار رسالت علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتحیۃ کے زمانہ اقدس میں بعض وہ بھی تھے کہ چہرۂ اقدس دیکھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے زمرۂ مقدسہ میں داخل ہو گئے، بعض کو ذرا دیر میں یہ دولت نصیب ہوئی۔ بعض طبائع میں محبت زیادہ تھی بعض میں کم۔ جن کی طبائع مال کیطرف راغب تھیں وہ مؤلفۃ القلوب تھے۔ پھر جب اسلام کی چمکتی روشنی نے اُن کے تاریک دلوں پر اپنا اثر جمایا، مخلصین کاملین سے ہو گئے۔ بعض دلوں میں عناد واستکبار نے ایسا گھر کر لیا کہ نہ نکلنا تھا اور نہ نکلا۔ حضور رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہزار نرمی کی مگر جتنی اِدھر سے نرمی اُس سے دُونی اُدھر سے گرمی حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے کیسی کیسی تکلیفیں سہیں مگر وہ سنگدل موم نہ ہوئے۔ اسی طرح ہر وقت میں اور بالخصوص اِس وقت میں مختلفۃ الطبائع اشخاص ہیں۔ بعض دِلوں میں ابتداءً بدمذہبی کا شُبہ ہوتا ہے تو وہ کیوں؟ یا تو بدمذہبوں کی مجالست ومخالطت ومحبت کی وجہ سے۔ جسکی طرف یہ صُلحکلی حضرات دعوت دے رہے ہیں، یا بدمذہبوں کی مذہبی کتابوں کے دیکھنے کی وجہ سے۔ اور بے شک یہ وہی شخص ہے جسکی نسبت صاحب "فتح الباری" تحریر فرماتے ہیں۔

عِظتُہٗ بالحسنیٰ مهما امكنه ذالك بالرفق لا يجوز له ان يفعله بالعنف۔ یعنی ایسے شخص کو خوش اسلوبی کے ساتھ سمجھائیں جہاں تک نرمی سے اسکو سمجھا سکیں وہاں تک اس پر سختی کرنا جائز نہیں۔

لیکن وہ بدمذہب جو علمائے اہل سُنّت کی تحقیقات کو نظرِ حقارت سے دیکھے، اپنی بدمذہبی کی دوسروں کو دعوت دے اُس پر ہزار طرح سے حق واضح کر دیا جائے مگر وہ عوام کو گمراہ کرنے سے باز نہ آئے ایسے مرتبے کے بدمذہب سے نرمی کرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ بلکہ ایسے بدمذہبوں کے ساتھ اگر نرمی کی جائے گی تو اُن کو آسانی اپنی بدمذہبی کی تبلیغ کا موقع ملے گا۔ وہ خفیہ خفیہ اپنے کام میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ خذلھم اللہ تعالیٰ۔ ایسے بدمذہبوں کو اگرچہ سختی فائدہ نہ دے مگر عوام اہلسنّت کے دین ومذہب کی بعونہ تعالےٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حفاظت کرے گی۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اسی قسم کے بدمذہبوں کے متعلق تفسیر عزیزی سورۂ قلم صفحہ ۴۰ پر فرماتے ہیں

در حدیث شریف ست اذا لقیت الفاجر فالقه بوجه خشن ودر حقائق التنزیل مذکورست کہ سہل بن یعنی حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی فاجر سے ملو تو ترش رُوئی کے ساتھ ملو اور تفسیر حقائق التنزیل میں مذکور ہے کہ امام

عبداللہ تستری فرمودہ اند من صحح ایمانه واخلص توحیدہ فانه لایأنس الی المبتدع ولایجالسه ولایؤاکله ولا یشاربه ویظهر له من نفسه العداوۃ ومن داهن بمبتدع سلبه اللہ تعالیٰ حلاوۃ الایمان ومن تحبب الی مبتدع نزع نور الایمان من قلبه

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے ایمان کو درست اور اپنی توحید کو خالص کرلیا وہ بدمذہب سے مانوس نہ ہوگا نہ وہ بدمذہب کے پاس بیٹھے گا۔ نہ اس کے ساتھ کھائے پئے گا اور اس کے لئے اپنی طرف سے دشمنی ظاہر کرے گا۔ اور جو شخص کسی بدمذہب کے ساتھ مداہنت (یعنی چاپلوسی و پالیسی) کرے گا اللہ عزوجل اس سے ایمان کی حلاوت سلب کرلے گا اور جو شخص کسی بدمذہب کا دوست بنے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے قلب سے ایمان کا نور نکال دے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں۔

الدرجة الرابعة السب والتعنیف بالقول الغلیظ الخشن وذلك یعدل الیه عند العجز عن المنع باللطف وظهور مبادئ الاصرار والاستهزاء بالوعظ والنصح وذلك مثل قول ابراهیم علیه السلام اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ و لسنا نعنی بالسب الفحش بما فیه نسبة الی الزنا ومقدماته بل ان یخاطبه بما فیه مما لا یعد من جملة الفحش کقوله یا فاسق یا احمق۔

یعنی تغییر منکر کا چوتھا درجہ بُرا کہنا اور سخت و درشت الفاظ سے شدت کرنا ہے۔ اس کی طرف اس وقت جانا چاہئے جب نرمی کے ساتھ سمجھانے کی قدرت نہ رہے اور ظاہر ہو کر اب یہ ہٹ کیا جاتا ہے اور وعظ و نصیحت کے ساتھ تمسخر کرنے لگے گا جس طرح حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تف ہے تم پر اور اُن پر جنہیں تم پوجتے ہو خدا کے سوا۔ اور بُرا کہنے سے ہماری مراد فحش نہیں ہے۔ جس میں زنا اور اس کے مقدمات کی طرف نسبت ہو۔ بلکہ اُس سے اُس کی اُن برائیوں کے ساتھ خطاب کیا جائے جو اس میں واقعی ہیں اور فحش نہیں ہیں جیسے فاسق (بدکار) احمق (گدھا)

اب کیا یہ صلحکلی حضرات واعظین کہہ سکیں گے کہ شاہ صاحب اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں معاذ اللہ گمراہی میں ڈالنے کی ترغیب دینے والے تھے۔

۱۷۔۔۔۔ عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لئے جملہ بدمذہبوں بے دینوں کے ساتھ مل کر کوشش کرنے کا حکم شرعی رد ندوہ کی کتب مبارکہ و رسائل متبرکہ میں دلائل شرعیہ سے واضح کیا جاچکا اور خود اس فتوے میں بھی بقدر ضرورت بیان کردیا گیا کہ مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں گمراہوں بے دینوں مرتدوں کے ساتھ مجالست و مخالطت میں عوام مسلمین کے دین و مذہب کیلئے فتنہ تو نقد وقت ہے اور وہ عام مصالح قومیہ اور عمومی فوائد ملکیہ معلوم نہیں کب حاصل ہوں۔ اور حاصل بھی ہوں تو کس قدر اور حاصل بھی ہوں یا نہ ہوں۔ پھر مسلمان کا یہ کام نہیں کہ اخروی فوائد ابدیہ و مصالح سرمدیہ کے بدلے میں چند روزہ زندگی فانی کے نام نہاد فوائد و مصالح خریدے ایسے لوگوں کے حق میں

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون ○

یعنی یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کیجائے (ترجمۂ رضویہ)

حضرت مولانا سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد　　کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

یعنی اس کمینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کے واسطے دین کو برباد کردے — اور یہ بھی ہم نے ارخائے عنان کے طور پر کہا ہے۔ ورنہ قرآنِ عظیم پر ایمان رکھنے والا بالیقین جانتا ہے کہ مرتدوں بے دینوں کے ساتھ محبت و مودت کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

الم تر الی الذین تولوا قوما غضب اللہ علیھم ماھم منکم ولا منھم و یحلفون علی الکذب وھم یعلمون ○ اعد اللہ لھم عذابا شدیدا انھم ساء ما کانوا یعملون ○ اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ فلھم عذاب مھین ○ لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا اولئک اصحب النار ھم فیھا خٰلدون ○ یوم یبعثھم اللہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم ویحسبون انھم علی شئ الا انھم ھم الکٰذبون ○ استحوذ علیھم الشیطن فانسٰھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن ھم الخسرون ○

یعنی (اے محبوب) کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کیلئے خواری کا عذاب ہے ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں کچھ کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا سنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلادی وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے (ترجمۂ رضویہ)

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ جن لوگوں پر اللہ کا غضب ہے کفار ہوں یا مشرکین زنادقہ ہوں یا مرتدین ان کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والے منافق ہیں — وہ اپنے ایماندار ہونے پر جو قسمیں کھاتے ہیں وہ جھوٹی ہیں — ان کا یہ فعل بہت برا ہے — وہ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپکو ہمدردِ اسلام و خیرخواہِ مسلمین بتا کر مسلمانوں کو خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی محبت و دوستی کی طرف بلاتے ہیں۔ تو در حقیقت ان کو اللہ عزوجل کی راہ سے روکتے ہیں — جس دنیوی مال و دولت اور اولاد کی محبت میں وہ خدا اور سول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں ان کی یہ

یہ دولت یہ اولاد اُن کو خدا تبارک وتعالیٰ کے سامنے کچھ کام نہ آئیگی ــــ وہ دوزخی ہیں ــــ اُن کیلئے رسوائی کا سخت عذاب ہے ــــ وہ اگر اپنے اس فعل کو حلال جانیں تو منافق ہیں ــــ اور ابدی نارِ جہنم کے مستحق ــــ اور اپنے ادعائے ایمان میں جھوٹے ــــ اُن پر شیطان غالب ہے ــــ اُن کو شیطان نے خدا کی یاد بھلادی کہ اب اُن کو خدا ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اِعتماد نہ رہا بلکہ اُن کا بھروسہ خدا اور رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں پر رہ گیا ــــ وہ شیطان والے ہیں ــــ شیطان والے کبھی کامیاب نہ ہونگے بلکہ ہمیشہ ہار ہی میں رہیں گے ــــ اور اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون○

یعنی (اے محبوب) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنھوں نے اللہ اور اُسکے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جنکے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں میں لے جائیگا جن کے نیچے نہریں بہیں، اُن میں ہمیشہ رہیں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (ترجمۂ رضویہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان والوں کی صفت بھی بتادی۔ اور رحمٰن والوں کی تعریف بھی بیان فرمادی۔ ناکامی نامرادی کی راہ بھی جتادی اور کامیابی بامرادی کی راہ بھی دکھادی۔ اب جس کا جی چاہے شیطان والوں میں شامل ہو جو چاہے رحمٰن والوں کے گروہ میں داخل ہو، جو چاہے صلحکلیوں کی بتائی ہوئی راہِ ناکامی پر چلے۔ جس کا جی چاہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعلیم فرمائی ہوئی راہِ کامیابی پر استقامت اختیار کرے۔ وباللہ التوفیق۔

۱۸ ــــ صلح حدیبیہ تو کھلے ہوئے کفار ومشرکین کے ساتھ ہوئی تھی جو اپنے آپ کو مسلمان بھی نہ کہتے تھے کلمہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے استدلال کرنے والے یہ صلحکلی حضرات واعظین اپنی محبت اپنے اتحاد کو صرف مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں مرتدوں ہی کے ساتھ کیوں خاص رکھتے ہیں۔ اُن کے اس استدلال کی رو سے ان پر لازم کہ عیسائیوں کے پادریوں، ہندوؤں کے پنڈتوں، آریوں کے پرچارکوں کے ساتھ بھی صلح ومحبت واتحاد کریں جس طرح کفری ودادی کی آندھی کے زمانے میں خلافت کمیٹی والے کر چکے ہیں اور اب بھی نام نہاد "مجلس احرار" اور وہابیہ کی "جمعیۃ العلماء" اسی پر عامل ہے۔ پھر ذرا یہ حضراتِ واعظین صلحکلیت یہ تو فرمائیں کہ کیا معاذ اللہ صلح حدیبیہ کرکے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کافروں مشرکوں کو اپنے یہاں بُلا کر اُن کو اپنی مجلس میں لیکچر دینے کی اجازت

دیا کرتے تھے اور جو کچھ کفریات وضلالات وہ بکتے تھے اُن کا رد نہیں فرماتے تھے اور کیا اُن کے کفر وشرک کا رد کرنے سے باز آ گئے تھے۔ کیا اُن کی تعظیم وتوقیر مسلمانوں کے دینی پیشواؤں کی سی کرتے تھے کیا اُن میں سے کسی کو "مہاتما" (روح اعظم) یا امام الاحرار یا قائدِ ملت کے خطابات دیا کرتے تھے۔ ولاحول ولاقوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔

پھر ہم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ الربانی کا ارشاد پیش کر چکے کہ جو بدمذہب مسلمان کہلاتا ہو اُس کی صحبت کا ضرر کھلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھ کر ہے۔

۱۹ــــ منافقین جو اپنے کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے اور تمام اعتقادیاتِ اسلامیہ کا اقرار کرتے تھے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے کسی عقیدۂ حقہ سے انکار نہیں کرتے تھے اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ظاہر پر عمل کرنے کا حکم تھا۔ اُس وقت منافقین سے بظاہر اعتقادیاتِ اسلامیہ کے انکار اور اُن کے کفریات کا ثبوت نہیں ہوتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کے ساتھ بظاہر مسلمانوں کا سا معاملہ کرتے تھے جبکہ اُن کو حکم تھا، اور آجکل کے یہ روافض دیوبندیہ نیچریہ وقادیانیہ وچکڑالویہ وغیرہم اپنے عقائدِ کفریہ کا اپنے زبان وقلم سے برابر اظہار کر رہے ہیں تو آجکل کے ان کلمہ گو مرتدین کو اُن منافقین پر قیاس کرنا ان صلحکلی حضراتِ واعظین کی شدید فریب دہی ہے۔ دوسرے یہ کہ منافقین کے ساتھ یہ مُساحت ونرمی منسوخ ہو چکی ہے۔ چنانچہ حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

حکی محمد بن مسلمۃ فی المبسوط عن زید ابن اسلم ان قولہ تعالیٰ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم نسخت ما کان قبلھا

یعنی محمد بن مسلمہ نے مبسوط میں زید بن اسلم سے جو مدینہ طیبہ کے فقہائے تابعین سے ہیں روایت کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان نے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور اُن پر سختی کرو ان سالتوں مساحتوں کو منسوخ فرما دیا ہے جو اس حکم سے پیشتر تھیں۔

تو ان صلحکلی واعظوں کا امرِ منسوخ سے استدلال کر کے بدمذہبوں مرتدوں کے ساتھ محبت ودوستی اختیار کرنے کو جائز بتانا ایسا ہی ہے کہ کوئی بے دین انھیں سے سیکھ کر قمار بازی وشراب خواری کو جو پہلے جائز تھیں پھر اُن کا جواز منسوخ فرما دیا گیا اختیار کر لے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۰ــــ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا بدمذہبوں بے دینوں کے رد میں تصنیفیں فرمانا در حقیقت مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنا ہے۔ تغییرِ منکر کے تین طریقے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو تعلیم فرمائے۔ پہلا درجہ یہ کہ اگر قدرت واستطاعت ہو تو ہاتھ سے خلافِ شریعتِ مطہرہ امر کو مٹائے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے مٹانے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے اُسکو مٹانے کی کوشش کرے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر زبان سے بھی اُسکو مٹانے کی کوشش کرنے کی قدرت نہ رہے تو اُن مخالفینِ شریعت سے حتی الامکان قطعاً علیحدہ ہو کر دل سے

اُن کے خلافِ شریعت فعل کو بُرا جانے اور اس کے مٹ جانے کی دعا و تمنا کرے۔ قلم بھی ایک زبان ہی ہے۔ اِس حکم شرعی تغییرِ منکر پر ہر قرن ہر زمانے میں غلامانِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وعلیہم اجمعین برابر اپنی اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق عمل پیرا ہے۔ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت سے روافض خوارج وغیرہم بدمذہب فرقے پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ پھر دو تین صدیوں میں صدہا مختلف فرقے پھیل گئے اور کیسا کچھ زور شور ہوگیا۔ کیا حضرات صحابہ تابعین وتبع تابعین وائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق منکراتِ شرعیہ کی تغییر بالید والسنان والبیان والبنان والقلم واللسان فرمائی وہ سب کے سب معاذ اللہ خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے۔ اِن صلحکلی واعظین کے رونے سے حضرات علمائے اہلسنّت اپنا فرضِ منصبی ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ حضرات علمائے اہلسنّت خدائی فوجدار نہیں ہیں کہ دُرّے لگانا شروع کردیں۔ اب تو اُن کا کام صرف زبان وقلم سے حسبِ استطاعت احقاقِ حق وابطالِ باطل فرمانا ہے۔ اگر انصاف کیا جائے تو حضراتِ علمائے اہلسنّت کی یہی تصنیف وتالیف و وعظ وبیان ہی باعثِ ہدایت ہے کہ آج یہاں سلطنت اسلامی نہیں کہ تغییرِ منکر بالید والبنان والسنان کی جاسکے۔ بالجملہ بدمذہبوں بے دینوں کا ردّ وقدح تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے ہے۔ ہاں اسوقت کسی فن میں تصنیف نہ ہوئی تھی۔ جب سے اسلام میں تصنیفِ کتب شروع ہوئی یہ رسالہ بازی بھی ہونے لگی۔ اگر یہ خوابِ غفلت میں پڑے سونا ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آجتک سب اِسی میں مبتلا تھے۔ اب حضراتِ نیچریہ کے چھینٹے پڑنے پر نوخیز کمسن صلحکلیت چونکی اور آنکھیں ملتی اُٹھی تو سامنے وہی لال لال لوٹیوں کی صورت نظر پڑی۔ لاجرم اُنھیں کی ہانک بولنے لگی۔ مگر کیا خاک بولی اپنی حمایت اور سُنّیت کی مخالفت میں تو یہ صُلح کلی واعظین ومصلحین برابر بازاروں اخباروں میں رسالہ بازی مضمون نگاری تو کرتے ہی رہتے ہیں، پلیٹ فارموں اسٹیجوں پر حضراتِ علمائے اہلسنّت کی توہین وتحقیر میں پیہم لیکچر زاور اسپیچیں دیتے ہی رہتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہے کہ اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم واسلام وقرآن کی پاک مبارک شانوں میں توہین وتکذیب وتمسخر کے کلمات بکنا صحابۂ کرام واہلبیتِ عظام رضی عنہم اللہ العزیز العلام کو گالیاں دینا ان صُلحکلیوں کے نزدیک معمولی فرعی ہلکی آسان باتیں ہیں۔ اِن کے رَد میں رسالہ بازی حرام ہے اور اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین وتکذیب کرنے والے رافضیوں دیوبندیوں نیچریوں قادیانیوں بابیوں بہائیوں نجدیوں چکڑالویوں، آغاخانیوں، احراریوں، لیگیوں خاکساریوں جٹادھاریوں صلحکلیوں کی شان میں بلکہ اُن کے عقائدِ کفریۂ خبیثہ کے رَد میں آدھا حرف کہنا صلحکلی دھرم پر منافیٔ ایمان ہے۔ لہٰذا اِن مُرتدین وزنادقہ کی حمایت میں رسالہ بازی لیکچر بازی آرٹیکل بازی پروپیگنڈا بازی اخبار بازی سب کچھ فرض بلکہ عینِ اسلام ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۲۱ ـــــ ایسے موقع پر اس ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنے سے صاف کُھل گیا کہ یہ حضراتِ صلحکلیہ

اِس سوال سے قائل ہوکر ایسے مذہب کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جیساوہ عیسائی چاہتا ہے کہ جسکو سب اچھا سمجھیں اِسلئے ضرور ہوا کہ اصول میں سب مذہب ایک قرار دے دیے جائیں اور جو اصول ایسے ہیں کہ ایک فرقہ انکو مانتا ہے اور دوسرا نہیں مانتا وہ اصول ہی فضول اور غیر قطعی الثبوت مانے جائیں خواہ اہلسنّت کے ہوں یا کسی بد مذہب فرقے کے وہ اختلافات فرعی جزئی ملکے معمولی ناقابلِ توجہ قرار دئیے جائیں۔ صرف وہ اصل جس سے کسی کو انکار نہ ہو اصول میں باقی رہے۔ باقی سب ظنّی اور خیالی ڈھکوسلے ٹھہرا دیئے جائیں۔ لہٰذا ٹھہر گئی کہ کلمہ پڑھ لینا اپنے آپکو مسلمان کہلوانا گورنمنٹی مردم شماری میں اپنے آپکو مسلمان لکھوانا بس یہی تین ایسے اصولِ ایمان ہیں جن پر سب فرقوں کا اتفاق ہے۔ باقی عقائد کسی مذہب کے ہوں سب بے اصل اور ایسے بے اصل کہ اُن میں رَدّ وکد کی بھی اصلاً ضرورت نہیں۔ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے۔ جس کا جو دل چاہے سمجھے جو دل چاہے کرے۔ اگر اِس پر کوئی سُنّی بھائی اعتراض کرے کہ یہ مذہب تو ایسا نکلا جسے ہر مذہب والا بُرا جانے گا اور اُس عیسائی کا مقصد پھر بھی حاصل نہ ہوا تو صلحکلیوں کی طرف سے اُس کا جواب واضح ہے کہ اجی حضرت! آپ کچھ بھی نہ سمجھے یہی تو چاہا جاتا ہے کہ سب اِس ڈھنگ کے ہو جاؤ جس سے اپنے اپنے مذہب پر قائم رہنے کا نام بھی رہے اور پھر کسی مذہب کو بُرا بھی نہ جانو۔ یہی فریمیشن کی کوٹھی تو بنائی جا رہی ہے ـــــ اس عیسائی کا یہ سوال سب سے پہلے سیّد عبداللہ الہ آبادی کے نام سے اخبار "نورافشاں" پرچہ ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء میں شائع کیا گیا۔ جس کا پیرِ نیچر سرسید احمد خاں بانی علیگڈھ کالج نے "تہذیب الاخلاق" جلد دوم صفحہ ۳۹۲ پر یہ جواب دیا۔

"یہ مسئلہ اسلام کا نہیں ہے کہ مذہب اسلام میں تہتر فرقے ہیں اور ناجی ان میں سے ایک ہی ہے یہ تو ایک موضوع روایت ہے جسکو اس زمانے کے لوگوں نے جبکہ مسلمانوں میں باہم مسائل فروعی میں اختلاف پڑا اپنی تائید کیلئے بنالی ہے۔ اس روایت کا موضوع ہونا روایۃً ودرایۃً محققین کے نزدیک ثابت ہے۔ سچا مسئلہ اسلام کا صرف یہ ہے من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ۔ محمد رسول اللہ اس کے ساتھ لازم وملزوم ہے پس اسلام اسی قدر ہے اور اسی کی تعلیم اور اسی پر یقین نجات کیلئے کافی ہے عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح الجنۃ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ رواہ احمد۔"

پیرِ نیچر نے اِس عبارتِ ملعونہ میں صاف صاف بکدیا کہ تہتر فرقوں میں سے ایک ہی ناجی اور بہتر فرقوں کے ناری ہونے کی حدیث معاذ اللہ جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اہلِ سُنّت کے سوا جتنے فرقے ہیں بیشک سب گمراہ فاسق بد مذہب ناری ہیں۔ تمام اہلِ حق صحابۂ عظام وائمۂ کرام وعلمائے اعلام رضی اللہ عنہم اللہ الملک العلام سے آج تک اِسی عقیدے پر گذرے ہیں اور ہمارے آقا اللہ عزوجل کے چُنے ہوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے متعدد مشہور حدیثوں میں صاف فرما دیا کہ۔

تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة ما انا علیه واصحابی
یعنی میری امت تہتر فرقے ہو جائیگی وہ سب دوزخی ہیں سوا ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

ابن ماجہ حضرت انس اور امام احمد وطبرانی حضرت امیر معاویہ اور عبد بن حمید حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔

کلها فی النار الا واحدة وهی الجماعة۔
یعنی وہ سب فرقے جہنّمی ہیں سوا ایک کے کہ وہ جماعت ہے۔

پھر پیر نیچر نے صاف صاف بکدیا کہ اسلام کا صرف ایک ہی مسئلہ سچا ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لے وہ جنّتی ہے۔ یعنی صرف اس ایک مسئلہ کے سوا باقی تمام مسائل ضروریہ دینیہ جو دین اسلام میں ہیں سب جھوٹے ہیں اور صرف اسی کلمۂ طیّبہ کو پڑھ لینے کا نام اسلام ہے اور جو شخص تمام ضروریاتِ دینِ اسلام کا منکر ہو بس زبان سے صرف کلمہ پڑھتا ہو وہ جنّتی اور ناجی ہے۔

مُسلمانو! پیرِ نیچر کی بے ایمانی دیکھو۔ حدیث شریف میں تو یہ ارشاد ہوا۔

ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات علی ذالك الا دخل الجنة۔
یعنی کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہے پھر اسی پر مرے مگر یہ کہ وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

اِس کے الفاظ میں تو محمد رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھی تصریح نہیں بلکہ یہ بھی اِس میں صراحۃً مذکور نہیں کہ لا اله الا الله زبان سے پڑھ لینے کے ساتھ ساتھ دل سے اسکی تصدیق کرنا اُس پر یقین رکھنا بھی ضروری ہے۔ تو پیرِ نیچر کو اصولِ نیچر بت کی بنا پر لازم تھا کہ صاف صاف کہدیتا کہ فقط زبان سے لا اله الا الله پڑھ لینے سے آدمی مُسلمان اور جنّتی ہو جاتا ہے نہ محمد رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اُسے ایمان لانے کی ضرورت نہ لا اله الا الله پر دل سے اعتقاد رکھنے کی حاجت۔ لیکن پیرِ نیچر اگر اپنے نیچری دھرم کا اِس طرح کھلّم کھلّا پرچار کرتا تو اُسے ڈر تھا کہ عوام اہلِ اسلام یکلخت اس سے فرنٹ ہو جائینگے اُنھیں کے خوف سے کلیجا بانسوں اُچھل رہا تھا۔ لہٰذا اُس نے اس ملعون نیچری دھرم پر پردہ ڈالنے کیلئے اتنا بڑھا دیا کہ "محمد رسول الله اُس کے ساتھ لازم وملزوم ہے"۔ اب کون اِس پیرِ نیچر سے پوچھے کہ کیوں لازم وملزوم ہے۔ اِس لازمیت وملزومیت پر کیا دلیل ہے۔ اِسی طرح اُس نے مُسلمانوں کے ڈر سے لفظ "یقین" کا بھی اضافہ کر دیا۔ اب کون اس مرتدِ اکفر سے کہے کہ حدیث میں تو "قال" ہے تو نے اِس کا ترجمہ "یقین رکھے" کیسے گڑھ لیا۔ تیرے دھرم پر تو صرف زبان سے لا اله الا الله پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ہونا حدیث کے الفاظ کا مقتضیٰ ہے اگرچہ دِل سے اِس کلمۂ توحید کو معاذ اللہ جھوٹا ہی سمجھے۔ پھر تو نے کلمۂ رسالت "محمد رسول الله" کو کلمۂ توحید لا اله الا الله کیلئے لازم وملزوم بتا کر اور زبانی کلمہ گوئی کے بدلے اُس پر یقین رکھنے کو مدارِ

نجات و اسلام ٹھہرا کر دائرۂ اسلام کو کیوں تنگ کر الیا۔ پیرِ نیچر تو اپنے مقر کو پہنچا اُسکی طرف سے اُس کا کوئی چیلا بھی قیامت تک اُس کا جواب نہیں دے سکتا۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ حدیث شریف کا مطلب امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بیان فرمایا کہ معناہ من قال الکلمۃ وادّی حقھا و فریضتھا یعنی کلمۂ توحید پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ کلمے کا حق ادا کرے اور کلمہ پڑھنے سے انسان پر جو فرائض عائد ہو جاتے ہیں انکو بجالائے

اور تمام محدثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک حدیث شریف کی یہی مراد حق و صحیح ہے تو لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کا مطلب تمام مسائل ضروریہ دینیہ پر ایمان لانا ہوا۔ اور کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ فقط کلمۂ رسالت محمد رسول اللہ ہی پر ایمان لانا لازم نہیں بلکہ دینِ اسلام کے ہر ایک مسئلۂ ضروریہ پر ایمان لانا ضروری ولازم ہے۔ اسی لئے اگرچہ احادیثِ کریمہ میں کہیں قال لا الٰہ الا اللہ ہے کہیں اس کے ساتھ ان محمدا رسول اللہ بھی ہے۔ کہیں مستیقنا بھا قلبہ کی قید مذکور ہے کہ اُس کے دل کو اس پر یقین بھی ہو۔ کہیں اس شہادت میں حضرت عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کے عبد اللہ و رسول اللہ وابنُ امۃ اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ ہونے اور جنت ونار کے حق ہونے کو بھی شامل فرمایا گیا۔ کہیں حُبّ للہ وبغض للہ کو بھی لوازم ایمان میں داخل فرمایا گیا ہے۔ کہیں شہادت توحید و رسالت واقامت صلوٰۃ وایتاے زکاۃ و حج وصوم رمضان پر اسلام کی بنا فرمائی گئی ہے۔ کہیں مسلمانوں کی سی نماز پڑھنے ہمسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز میں منہ کرنے، مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے والے کو مسلمان فرمایا گیا۔ مگر جب حدیثِ کریم کے معنی سمجھ میں آگئے کہ تمام مسائل ضروریہ دینیہ کو دل سے سچا ماننے کا نام ایمان ہے۔ اور زبان سے اس کا اقرار کرنا جبکہ اس کا موقع پائے شرط ہے تو ایمان والوں کے نزدیک اِن احادیثِ مبارکہ میں باہم کسی قسم کا بھی تعارض وتخالف نہیں سب میں اسی ایمان کا بیان ہے۔ کسی میں اجمال ہے کسی میں تفصیل ہے۔ کسی میں عَلاماتِ ایمان کا بیان ہے، کسی میں لوازمِ ایمان کا تبیان ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے دین کی کسی ضروری بات پر ایمان نہ رکھنے والا اللہ عزوجل کی معبودیت و وحدانیت پر ہرگز ایمان ہی نہیں رکھتا۔

اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امامِ اہلسنّت اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالۂ مبارکہ مسمّیٰ بنام تاریخی "بابُ العقائدِ والکلام" میں پھر فقیر قادری وگدائے کوئے رضوی غفرلہ القوی کی کتاب مسمّیٰ بنام تاریخی "راز سیرت کمیٹی" (۱۳۵۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔

اس مسئلے کے متعلق یہاں بھی ایک جملۂ مختصرہ لکھنا مناسب فاقول والتوفیق من اللہ العزیز الواھب بالبداہۃ ظاہر ہے کہ جس کے بھیجے ہوئے دین میں کوئی جھوٹی بات ہو وہ ہرگز سچا نہیں کہ وہ لوگوں کو

جھوٹی بات باور کرانا چاہتا ہے۔ اور دینِ اسلام میں جس قدر مسائل ضروریہ ہیں ان سب کا مسائلِ دینِ اسلام ہونا قطعی یقینی طور پر ثابت ہے کہ اُن سب مسائل کو ربّ العزۃ جل جلالہٗ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے واسطے سے اپنے بندوں کے پاس بھیجا۔ تو جو شخص کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ کو جھٹلاتا ہے وہ مقدس دینِ اسلام ہی کو جھوٹا بتاتا ہے اور دینِ اسلام کو جھوٹا بتانے والا خود حضرت ربّ العزۃ جل جلالہٗ کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ اور اللہ عزّوجل کو جھوٹا ٹھہرانے والا یقیناً اُس کے معبودِ حق ہونے کو غلط و باطل مانتا ہے۔ تو صاف واضح طور پر روشن ہوا کہ کسی ایک مسئلہ ضروریہ دینیہ کو جھٹلانے والا اللہ عزّوجل کو سرے سے معبودِ حق ہی نہیں مانتا۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔

اسی طرح پیرِ نیچر نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے یہ حدیث شریف پیش کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ علیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجیاں اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مگر اسی مشکوٰۃ شریف کے اسی باب میں بلکہ اسی فصل میں اس حدیث کی شرح ایک اور حدیث موجود تھی۔ اُس کو پیرِ نیچر ہضم کر گیا۔ کہ

عن وھب بن منبہ قیل لہ الیس لا الٰہ الا اللہ مفاتیح الجنۃ قال بلی ولکن لیس مفتاح الا ولہ اسنان فان جئت بمفتاح لہ اسنان فتح لک والا لم یفتح لک رواہ البخاری	یعنی وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو اجلّہ تابعین سے اور حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد ہیں مروی ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کیا لا الٰہ الا اللہ جنّت کی کُنجی نہیں فرمایا کیوں نہیں لیکن کوئی کُنجی ایسی

نہیں جسکے دندانے نہ ہوں۔ اگر تو ایسی کنجی لائیگا جسکے دندانے ہوں تو تیرے لئے دروازہ کھل جائیگا اور اگر ایسی کنجی لائیگا جسکے دندانے نہ ہوں تو تیرے لئے دروازہ نہ کھلیگا

اس حدیث شریف نے بتادیا کہ لا الٰہ الا اللہ جنت کی کنجی ضرور ہے مگر جس طرح کنجی کیلئے دندانے ضروری ہیں اسی طرح لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کیلئے تمام مسائلِ ضروریۂ دینیہ کی تصدیق شرعاً لازم ہے۔ بہر حال احادیثِ کریمہ کے مطلقاً منکر پیرِ نیچر نے محض مکّاری و فریب کاری کی بنا پر دو حدیثوں کے ظاہری اجمال کو اپنے مدّعائے باطل کیمطابق دکھا کر اس سے استدلال کر کے جن حدیثوں میں اس اجمال کی روشن تفصیل فرمائی گئی ہے اُن سے دم چرا کر جان بچا کر صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ٹھہرادیا اور تمام عقائدِ ضروریۂ دینیہ کو یکسر اُڑا دیا۔

پھر پیرِ نیچر سے سیکھ کر ندوہ مخذولہ کے لائق و فائق واعظ ابراہیم آروی غیر مقلد نے اپنے ناپاک رسالہ "اتفاق" میں یہی سوال سراسر مکر و ضلال پیش کیا اور اس پر اتنا اور اضافہ کیا کہ۔

"سبحٰن اللہ ایک اسلام صحابہ و سلفِ صالحین کا اسلام تھا کہ ان میں نہ اختلافات تھے اور نہ وہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا نہ اس کے جواب میں دقّت تھی۔"

مگر یہ ندوے کا فریب صریح و مکرِ قبیح ہے۔ نیچری لوں ندویوں صلحکلیوں کی اوندھی سمجھ کے مطابق یہ سوال سراپا اہمال وہاں بھی ضرور پیدا ہو سکتا تھا۔ کیا حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہدِ مبارک میں خوارج نہ تھے، کیا اُن کے عہدِ مبارک میں شیعۂ مخلصین یعنی اکابر اہلسنت نہ تھے، کیا روافضِ تفضیلیہ نہ تھے، کیا اُن کے عہد میں روافضِ تبرائیہ نہ تھے، کیا اُن کے عہد میں روافضِ غالیہ نہ تھے؟ ـــــ ضرور تھے۔ حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ایک نظر نہ دیکھا۔ اُن سب کلمہ گویانِ اسلام سے برادرانہ یارانہ دوستانہ ہرگز نہ منایا۔ شیعۂ مخلصین (یعنی مقتدایانِ اہلسنت وجماعت) کی مدح فرمائی اُن کو اہلِ حق ناجی فرمایا۔ باقی سب فرقوں کو گمراہ بتایا۔ کسی کو آگ میں جلایا، کسی کو تلوار سے جہنم پہنچایا، کسی کو تعزیر کا مستحق ٹھہرایا۔ یہ حال تو زمانۂ خلافتِ راشدہ کا بالاجمال بیان کیا گیا۔ اور بعد اس کے بقیۂ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و سلفِ صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانے میں قدریہ و مرجیہ و معتزلہ وغیرہم بھی پیدا ہو چکے تھے۔ یہ سراپا اہمال سوال جو باعثِ اضلالِ جہال ہے زیادہ تر پیدا ہو سکتا تھا کہ بہت اختلافات شائع ہو چکے تھے۔ ہاں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وسلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور اُن کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سبب جواب آسان تھا۔ اور اب بھی اگر اُن کی پیروی کی جائے تو اُن کے اتباع میں وہی جواب باصواب کافی ووافی وشافی ہے۔ ہاں جسکو خدائے تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کون ہادی ہے ـــــ پھر ندویوں سے سیکھ کر اَب صلحکلی واعظین یہی مہمل سوال سراپا اضلال عوامِ اہلِ اسلام کو سُنا سُنا کر اس کا وہی کفری جواب بتاتے ہیں جو آج لیگی لیڈران اُمتِ لیگیہ کو سُناتے ہیں۔ چنانچہ بمبئی کے لیگی ہفتہ وار اخبار "نوجوان" کے شمارہ نمبر ۵ جلد ۲ مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۵ پر اُس کے ایڈیٹر محمد امین آزاد جو لیگ کے ایک پُرجوش اور آزاد لیڈر ہیں۔ بکمالِ آزادی و بے قیدی فرماتے ہیں۔

> ہندوستان کے موجودہ ماحول کا اقتضا یہ ہے کہ ہم صرف مُسلمان کی حیثیت سے زندہ رہیں۔ ایک خدا ایک قرآن ایک نبی کے ماننے والوں کی تعداد بڑھائیں۔ فروعات سے چشم پوشی کرتے ہوئے ہماری جدوجہد اور سرگرمیوں کو صرف ان باتوں کے معاملے میں ڈال دیں جو ہم بحیثیت شیعہ سُنی لہابی وہابی نہیں بلکہ بحیثیت مُسلمان قوم تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مسلم لیگ اور اس کے فوائد پر بحث کرتے ہوئے عوام الناس کو لیگ کی شمولیت کے لئے تیار کریں۔

اس عبارت میں لیگ کے آزاد لیڈر نے لیگیوں کے دلوں کے اندر کی کھول کر رکھدی اور صاف صاف کہدیا کہ وہابی رافضی وغیرہ جتنے فرقے مُسلمان کہلاتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں اور یہ کہ اس وقت مولویوں کو یہی چاہیے کہ بس لیگ کا پروپیگنڈہ کریں اور جن مسائل میں وہابی نجدی دیوبندی رافضی قادیانی چکڑالوی نیچری خاکساری احراری جُبّہ دھاری آغاخانی بابی اور بہائی لیگی اور صلحکلی وغیرہ کسی مسلمان کہلانے والے فرقے کو اختلاف ہے اُن کو بیان نہ کریں

اسوقت ان مسائل کو تسلیم کرنے کی اُن پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہندوستان میں ہم اسوقت جس ماحول سے گذر رہے ہیں اُس کی وجہ سے ہم اس قسم کے کسی مسئلے پر ایمان لانے کیلئے ہرگز تیار بھی نہیں۔ سُنّی مسلمانوں کا اِن مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے وہ سب نہایت ہلکے معمولی فرعیات ہیں۔ اس وقت اُن تمام مسائل کی طرف سے آنکھیں بند کر کے مسلمانوں کو یکسر اُن کا انکار کر دینا چاہیئے۔ ہر سُنّی مسلمان بنگاہِ انصاف و ایمان دیکھ رہا ہے کہ کانگریس اگر کھُلم کھلا مسلمانوں کو معاذ اللہ مٹانا چاہتی ہے تو نام نہاد مسلم لیگ اپنی اِن تصریحات کی بنا پر ہمدردیٔ اسلام و خیر خواہیٔ مسلمین کے پردے میں اسلام و ایمان و مذہب کو فنا کرانا، مسلمانوں کو صرف نام کا مسلمان اور حقیقۃً ملحد و بے دین بنانا چاہتی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مگر افسوس کہ اُس عیسائی کے اس سوال سراپا اہمال کا جو تحقیقی جواب تھا کہ جب اُس عیسائی پر دینِ اسلام کی حقانیت آشکارا ہو چکی ہے تو پھر اسکو لازم ہے کہ وہ عقائد میں سُنّی اور اعمال میں مذاہبِ حقہ اربعۂ اہلسنّت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی میں سے کسی ایک مذہب کا مقلد ہو جائے۔ اس کو نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور روافض و نیچریہ و غیر مقلدین وغیرہم بد مذہبوں بے دینوں کو برا کہنے کی پرواہ نہ کرے کہ مذہبِ اہلسنّت کی حقیقت اور اُسکے مخالف کا بطلان قرآنِ عظیم سے ثابت۔ اور پھر یہ مطلب تحقیقاً اس کے ذہن نشین کرا دیا جاتا۔ یہ سچا جواب مظہر صواب کاشفِ حجاب نہ تو پیرِ نیچر نے دیا نہ ندوے کے آروی صاحب نے، نہ کسی صلحکلی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے ـــــ اسی طرح اس کا ایک الزامی جواب بھی تھا کہ اے عیسائی! جب تو دینِ حق اور مذہبِ حق بھی قبول کرنا چاہتا ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ اہلِ باطل بھی تجھے برا نہ کہیں اور باوجود اس کے کہ دینِ اسلام کی حقیقت تجھ پر منکشف ہو چکی ہے پھر بھی محض اختلافِ باطل کی وجہ سے اگرچہ وہ بے دلیل محض ہے قبولِ اسلام میں تجھکو تأمل ہوتا ہے۔ تو ملتِ عیسائیت پر بھی جبکہ اس کا بطلان بھی تجھ پر واضح ہو چکا ہے کیوں کر قائم رہنا چاہتا ہے اس میں بھی تو مذاہبِ مختلفہ ہیں۔ تو اپنی اس گڑھی ہوئی اصلِ باطل کی رو سے تو عیسائی بھی نہیں رہ سکتا۔ ہاں اگر تو لا مذہب نیچری دہری ہو جائے تو تجھکو اختیار ہے اور اہلِ عقل کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں نہ بحث کی ضرورت مگر پھر بھی جس قدر اہلِ مذاہب ہیں تیرے لا مذہب ہو جانے پر بھی سب کے سب تجھ کو برا ہی سمجھیں گے۔ تو لا مذہب و بے دین ہو جانے کی صورت میں بھی تجھکو تیری اس تراشیدہ مصیبت سے نجات نہیں پھر مفر کدھر۔ یہ الزامی جواب مسکتِ اہلِ ارتیاب بھی نہ تو پیرِ نیچر نے دیا نہ ندوے کے لائق فائق واعظ آری صاحب نے نہ صلحکلی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ کیونکہ ان جوابوں سے ان کی مراد سراپا فساد حاصل نہ ہوتی تھی۔ مسلمان ہونے کیلئے تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانے کی شرط زائل نہ ہوتی تھی۔ لہٰذا ان سے نظر بچا کر نگاہ چُرا کر وہ کفری جواب گڑھا کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھنے

اپنے آپ کو مسلمان کہنے ہی کا نام اسلام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نیچرلو، ندولو، لیگیو، صلحکلیو! تم تو تبلیغ اسلام کا جھوٹا بہانہ پیش کرتے ہو۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا نصب العین تو حقیقی وواقعی طور پر تبلیغ اسلام ہی تھا۔ پھر بھی سارے کلمہ گو بدمذہبوں سے اتحاد ہرگز نہ منایا، اُن کو حق پر نہیں بتایا، ان پر ردّ وطرد سے سکوت نہ فرمایا۔ بلکہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۶۹ صفحہ ۸۶ پر صاف صاف یہ سنیت افروز بدمذہبی سوز ارشاد سنایا۔

طریق النجاۃ متابعۃ اھل السنۃ والجماعۃ کثرھم اللہ سبحٰنہ فی الاقوال والافعال وفی الاصول وفی الفروع فانھم الفرقۃ الناجیۃ وماسواھم من الفرق فھم فی معرض الزوال ومشرف الھلاک علمہ الیوم احدا ولم یعلم امافی الغد فیعلمہ کل احد ولا ینفع اللھم نبھنا قبل ان ینبھنا الموت۔

یعنی نجاتِ آخرت حاصل کرنے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ جملہ اقوال واَفعال میں اور تمام اصول وفروع میں اہلسنت وجماعت کثرہم اللہ تعالیٰ ہی کی پیروی کی جائے۔ کیونکہ صرف ایک یہی گروہ نجات پانے والا ہے۔ اوران کے سوا تمام فرقے برباد اور ہلاک ہونے والے ہیں۔ اس مسئلے کا آج کوئی یقین کرے یا نہ کرے لیکن کل تو ہر شخص کو اس کا یقین ہو جائیگا۔ اسوقت اس پر یقین کرنا کچھ مفید نہ ہوگا۔ اے اللہ تو ہم کو ہوشیار وخبردار کردے اِس سے پہلے کہ موت ہم کو خبردار وہوشیار کرے۔ آمین۔

۲۲ ــــــ صلحکلی واعظو! تُک بندی، شاعری، نامہ نگاری، ناول نویسی اور شے ہے، اِسلام واہلِ اِسلام سے متعلق کوئی صحیح رائے قائم کرنا دوسری چیز ہے " ہر کسے را بہر کارے ساختند"۔ " لکل فن رجال" جب اِس باغ کی آپ کو ہوا ہی نہ لگی آپ لوگ جانتے ہی نہیں کہ اُس کی دِلکش بہار کا کیا عالم ہے۔ پھر اِس مُفت کی کائیں کائیں سے کیا حاصِل! صلحکلیو! جب بات چھڑی ہے تو اصل داستان بھی سُن لو۔

مدعیانِ اسلام کی نا اتفاقی مسلمان کہلانے والوں کی اِسلام کو ضرر رسانی تو کوئی غیر متوقع خیال ٹھہرا ہی نہیں سکتا حضور مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خبر تھی۔ بھلا کیوں کر معاذ اللہ جھوٹ ہو سکتی تھی۔ جو فرمایا وہی ہوا اور ہوتا ہے اور ہوگا۔ جسکا واقع نہ ہونا محالاتِ شرعیہ میں سے ہے۔ ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد واجبُ الانقیاد ہے۔

اذا ظھرت البدع (اوقال الفتن) وسب اصحابی فلیظھر العالم علمہ ومن لم یظھر علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

یعنی جب بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور فتنے پھیلیں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت اللہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفل۔

اور فرمانِ واجبُ الاذعان ہے کہ۔

الساکت عن الحق شیطان اخرس — یعنی حق گوئی سے بلا وجہ شرعی خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔

اس بنا پر ائمہ دین اولی الامر نے بزورِ سیف وسنان اور دوسرے علمائے اسلام نے بذریعۂ لسان بیان احقاقِ حق وابطالِ باطل میں ہمیشہ بلیغ کوشش فرمائی۔ ان حضرات میں بہت سے ایسے تھے کہ فتحیابی وغلبہ ان کو نصیب ہوا۔ اور بہت ان میں شہادت فی سبیل اللہ سے کامیاب ہوئے۔ یہ ہمارا محض دعویٰ ہی نہیں جسکی دلیل ہمارے پاس نہ ہو۔ دیکھئے کہ حضرت افضل العارفین والواصلین امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عہدِ خلافت میں ایک فرقہ جو اپنے آپکو مسلمان کہتا تھا —— کلمے کا قائل تھا، صرف انکارِ بقائے فرضیت زکاۃ کی بنا پر —— اور دوسرا فرقہ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوّت ورسالت پر بھی ایمان رکھنے کا مدّعی تھا، صرف انکارِ ختمِ نبوت کی بنا پر مرتد و کافر ٹھہرا کر قتل کیا گیا۔ اسی طرح حضرت خاتم الخلفاء امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے زمانۂ خلافت میں خوارج پیدا ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی مشکلکشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیشگوئی وارشادِ مبارک کے مطابق اُن کو گمراہ و بدمذہب جان کر قتل فرمایا۔ اُن کے نمازی اور کلمہ گو ہونے پر اُن کو شتر بے مہار بنا کر نہ چھوڑ دیا، بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ حضور مخبرِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خبر کے مطابق انھیں اشرارِ نابکار کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ تو یہ امر ہرگز قوتِ اسلامیہ کے زوال کا سبب اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث نہ ہوا۔ البتہ جس بری گھڑی سے حکّامِ مسلمین واہلِ علم نے گمراہ فرقوں کے مکائد ومفاسد دفع کرنے میں وہن و سستی اور اُن کی مجالست و مخالطت اُن پر اعتماد سے اجتناب کرنے میں کوتاہی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں سہل انکاری اختیار کی، اہلِ اسلام کو تباہی وبربادی نے گھیر لیا مگر پھر بھی یہ بات غنیمت تھی کہ علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم تمام گمراہ و بدمذہب فرقوں کی گمراہی کا اعلان اور ان کے مفاسد ومکائد کے دفع کرنے میں حتی الامکان کوشش کئے چلے جاتے تھے۔ اب نیچریوں، ندویوں، لیگیوں صلحکلیوں کے سر میں یہ خیال سمایا کہ احقاقِ حق وابطالِ باطل اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی مسلمانوں کی تباہی وبربادی کا باعث ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۲ —— صلحکلی واعظو! خوب یقین کر لو کہ اسلامی دنیا پر نیچریت، ندویت، لیگیت وصلحکلیت کی یہ نحوست ہرگز اپنا اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ البتہ نیچری اسلام والے ضرور اس کو اپنے حق میں بابرکت سمجھ کر نیچری دنیا میں پھیلائیں گے۔ نہایت خوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم اُسکی مہمانی کریں گے۔ صلحکلیو! ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہم ساری دُنیا سے کُل باطل بدمذہبوں کا نام ونشان مٹا سکتے ہیں یا ساری دُنیا کو اپنا ہمخیال سُنّی مقلّد سلف بنا لیں گے۔ یا خاص نیچریوں، ندویوں، صلحکلیوں کی کائنات کو دُنیا سے ناپید کر دینا ہمارے بس کی

بات ہے۔ یہ خیال تو کسی وقت میں کسی نے بھی نہیں کیا۔ آیاتِ بیّنہ ومعجزاتِ جلیہ دیکھنے پر بھی کل کفار مسلمان نہ ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر ائمۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوشش کا یہ نتیجہ مرتب نہیں ہوا کہ روافض وخوارج کا وجود دنیا کے پردے پر نہ رہا ہوتا۔ کس قدر تہدید نہ کی گئی، کونسی ذلت نہ دی گئی، کس کس طرح نہ سمجھایا، ڈرایا، دھمکایا، تعزیر دی، جلایا، قتل فرمایا۔ مگر روافض وخوارج آجتک موجود ہیں۔[1]
بات یہی ہے کہ ہمارا کام احکامِ شرعیہ کی تعمیل ہے۔ اس کے احکامِ تکوینیہ کی مخفی حکمتوں میں چون وچرا کرنے کے ہم مجاز نہیں۔ یہ حضرات صرف اس پر محکوم تھے کہ امرِ حق کا اظہار اور باطل کا رد وانکار کئے جائیں۔ قدرت واستطاعت ہوتے ہوئے چھوڑ بیٹھنے، چپ ہوجانے کی اجازت نہیں۔ اور مرنے کو تو کون نہیں مرا اور کون نہ مرے گا۔ یہ دن تو سب کیلئے مقرر ہے۔ حیّ وقیوم جل جلالہٗ ہم کو بھی اپنے حبیب حیّ وقیّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچی غلامی پر خاتمہ عطا فرمائے۔ اور اسی پر ہمارا حشر فرمائے۔ آمین۔ مگر مذہبِ اہلسنت کے مددگار اور اسکی تائید فرمانے والے جب تک اسکا وعدہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہر وقت میں احیائے دینِ متین بعونِ اللہ الملک الحق المبین کرتے ہی رہیں گے۔

---

[1] خود لکھنؤ میں خارجیت کی تبلیغ کا ٹھیکیدار، ناصبیت کا منادی، وہابیت کا مبلغ دیوبندیت کا پرچارک ناپاک اخبار "النجم" کا ایڈیٹر مرتد عبدالشکور کاکوروی موجود ہے۔ جو رد روافض کے پردے میں حضرات اہلبیتِ طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرے اور گالیاں سناتا ہے سنیت کی آڑ میں وہابیت ودیوبندیت پھیلاتا ہے۔ "مدحِ صحابہ" کے خوشنما حلوے میں توہینِ اہلبیت کا زہر ملاتا ہے۔ "محبت صحابہ" کے خوش ذائقہ شربت میں دشمنیٔ اہلبیت کا سمِّ قاتل ملاکر اپنے دامِ افتادہ جاہلوں بے وقوفوں کو پلاتا ہے۔ مدحِ رسولِ کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم یعنی مجلسِ میلادِ اقدس کو تو حرام وبدعت سیئہ وضلالت بتاتا ہے۔ تداعی وتعیین واہتمام والتزام وزینت وغیرہا امورِ جائزہ ومباحہ کو حرام ٹھہراتا ہے اور اسی ناپاک حیلے سے محفلِ میلاد شریف کو بھی حرام کراتا ہے۔ لیکن اپنے پیٹ کی خاطر اور وہابیت وخارجیت پھیلانے کیلئے نام نہاد "جلوس مدحِ صحابہ" کے ضروری وواجب ہونے پر زور لگواتا ہے۔ حالانکہ تداعی وتعیین، اہتمام والتزام وزینت یقیناً اس میں بھی موجود ہیں۔ تو خود اپنے ہی فتوی کی بناپر لکھنؤ کے لوگوں سے برابر ہر سال کھلم کھلا یہ سب حرام کام کرواتا ہے، عوام کو اشتعال دلاکر جذبات کو بھڑکا کر پولیس سے لڑواتا ہے۔ اور خود بھُس میں چنگاری ڈال کر الگ کھڑا تماشا دیکھتا نظر آتا ہے۔ اُسی کے اشتعال دلانے پر مجمع تو پولیس پر اینٹیں برساتا ہے اور پھر پولیس کی گولیاں کھاتا ہے اور خود مرتد کاکوروی کبھی چکبنڈی میں کبھی پاٹے نالے ہی میں اپنے آپکو چھپاتا ہے کبھی کلکتے یا شملے یا کاکوری کو بھاگ جاتا ہے اور اس طرح اپنی جان بچاتا ہے۔ مسلمانو! ایسے دشمنانِ اسلام ومسلمین سے بچو۔ مرتد کاکوروی کی تبلیغ خارجیت کے ناپاک کفری ملعون نتیجے انجمن تبلیغِ صداقت بمبئی کے شائع کردہ رسالہ "دیوبند ووہابیہ کی خارجیت" (۱۳۶۰ھ) میں اور اسکی غیر مقلدیت کے کرشمے حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد مہدی صاحب ساکن کالپی شریف دامت برکاتہم کے رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "اجلی نجوم رجم برایڈیٹر النجم" (۱۳۲۷ھ) میں ملاحظہ ہوں۔ ۱۲

۲۴ ـــــ اتحاد سے اگر مقصود ہے کہ اگر حقیقۃً دل سے سب حق و باطل فرقوں کے ساتھ محبت فرض ہے اور بغض حرام و موجب خلل اسلام ہے جیساکہ نیچریوں اور عام ندویوں اور صلحکلیوں کا مذہب ہے تو یہ محض عناد و شقاق ہے۔ اور ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا ○ کا مصداق ہے۔ اور اگر وہ مقصود ہے جو لیگیوں صلحکلیوں کے بعض طرفدار تاویلاً مراد لیتے ہیں یعنی رافضیوں، نیچریوں، غیر مقلدوں دیوبندیوں وغیرہم گمراہوں مرتدوں کے ساتھ بظاہر تو اظہار محبت کرنا زبان سے اُن کو گمراہ بے دین نہ کہنا اُن پر ردّ و انکار نہ کرنا، اُن سے ملے جلے رہنا، شیر و شکر رہنا، مگر دل میں ان کو خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن اور گمراہ جان کر بغض رکھنا تو ایسا اتحاد و اتفاق ہرگز دینی برکتیں تو درکنار دنیوی برکتوں کا بھی مفید و منتج نہیں ہو سکتا کہ اہل سنت کے نزدیک ایسا اتحاد و اتفاق داخل شقاق و نفاق ہے۔

۲۵ ـــــ صلحکلی واعظو! یہی تو نیچریوں کی تقلید میں آپ حضرات کا منتہائے ہمت و مبلغ علم ہے دنیا کی ٹیم ٹام ظاہری دھوم دھام پر مٹے پھرتے ہو۔ اسی کو مسلمانوں کی ترقی، اسلام کی برکت، اسلام کی بہبود جانتے ہو۔ اسی میں کافروں کی بیشی و بلیشی دیکھکر ہائے تنزل وائے تنزل کے مرثیے گاتے ہو۔ اسی میں اُن سے بڑھنا چڑھنا اور نہ بن پڑے تو برابر ہی پڑنا چاہتے ہو۔ قالو یٰموسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ۔ مگر حاشانہ یہ اسلام کی خوبی نہ مسلمانوں کی ترقی۔ مسلمان ان باتوں میں ہمیشہ کفار سے کم رہے ہیں اور کم رہیں گے۔ مسلمانوں کا خدا عزّوجل صاف فرما چکا ولا تمدن عینیك الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیٰوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربك خیر وابقیٰ ○ یعنی ہرگز آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس چیز کو جو ہم نے کافروں کے گروہوں کو برتنے کیلئے دی دنیا میں جینے تک کی رونق انھیں فتنے میں ڈالنے کو۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ کفار اور دنیا دونوں عدو اللہ ہیں۔ کفار اور دنیا دونوں ملعون ہیں۔ عدو عدو کو اور ملعون ملعون ہی کو لائق ہے ـــــ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت۔ اس تھوڑے سے تمتع دنیوی پر جو کافروں کو ملا آپ حضرات کا یہ حال ہے کہ اگر مناسبت عداوت ولعنت اپنا پورا عمل کرتی تو سب میں پہلے اسلام کو سلام کرنے والے ایسے ہی دنیوی زرق برق پسند کرنے والے حضرات ہوتے۔ رب جل وعلا خود فرماتا ہے۔

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتھم سقفا من فضۃ و معارج علیھا یظھرون ○ ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکؤن ○ وزخرفا وان کل ذالك	یعنی اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ سب ایک دین باطل پر ہو جائینگے تو ہم بنا دیتے انھیں جو خدا کے منکر ہیں اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کو دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگائیں اور انھیں

لما متاع الحیٰوۃ الدنیا والاٰخرۃ عند ربک للمتقین○ — بہت کچھ آرائش دیتے۔ اور یہ سب کچھ کیا ہے یہی دنیا کے جیتے جی کا برتنا۔ اور یہ پچھلا گھر تیرے رب کے یہاں انھیں کو ہے جو پرہیز گاری کریں۔

ایمان سے کہنا اگر ربّ العزۃ عزجلالہ ایسا ہی کرتا کہ دنیا میں ہر کافر کے مکان سونے چاندی کے ہوتے چاندی کی چھتیں چاندی کی سیڑھیاں سونے کے دروازے سونے کے تخت ہزار گونہ آرائش وتجمل سے ہر ہفت۔ تو اس وقت حضرات نیچریہ وندویہ ولیگیہ اور آپ حضرات واعظین صلحکلیہ اگر بالفرض مسلمان رہتے بھی تو کیا کچھ ہائے ذلّت وائے پستی آہ تنزل واہ بدبختی کہہ کہہ کر چلاّتے اور کس کس قدر اسلام ومسلمین کی تذلیل وتحقیر کے مسدس وقصائد اور ترانے اور شکوے گاتے۔ اللہ اللہ اسلام کی قوت مسلمین کی شوکت جس امر میں تھی یعنی دین پر ثبات، حق پر استقامت گمراہوں پر سختی، بدمذہبوں سے نفرت، معروف کی تاکید، منکر پر شدت وہ سب تو یوں گنوا بیٹھے کہ سب مسلمان بھائی ہیں۔ سب سے میل جول الفت محبّت اتفاق واتحاد کرنا فرض ہے۔ کسی کے عقائد کفر وضلال پر رد کرنا اسلام کی بدخواہی قوم کے ساتھ غداری وطن کی بربادی ہے، مناظرہ حرام وخودکشی ہے۔ مسائل نزاعیہ کا جواب سکوت وخاموشی ہے اور جس امر کو ترقی اسلام ورفعت مسلمین سے نام کو علاقہ نہیں بلکہ اس میں بڑا حصّہ کفار ہی کا ہے۔ اسے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھئے اور اس میں برابری پر مریئے۔ حضرات! اسی کو تو دنیا کوشی ودین فراموشی بلکہ دنیا خری ودین فروشی کہتے ہیں۔

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پُر نور تاجدار رسالت علیہ علیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کو دیکھا کہ چٹائی پر لیٹے ہیں اس کے نشان بدن اقدس پر بن گئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، امیر المومنین کو بے اختیار رونا آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ قیصر وکسریٰ کا فران مجوس ونصاریٰ اس ناز ونعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف ومحنت میں۔ فرمایا اے عمر کیا تو راضی نہیں کہ ان کیلئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔ خود امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ باوصف ان فتوحات عظیمہ کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں کے پادریوں نے حضور کو دیکھنے کیلئے بلایا تھا، دشمنوں کے سامنے اس حالت میں جلوہ فرما ہوئے کہ اونٹ پر غلام سوار اور اپنے ہاتھ میں مہار، بدن مبارک میں چمڑے کا کرتا جس میں سترہ پیوند۔ اللہ اللہ اگر آجکل کے یہ تنزل اور پستی کے مرثیے گانے والے لوگ ان حضرات صحابہ کرام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھتے تو کیسا کیسا ہنستے احمق سمجھتے۔ اور دل میں تو اب بھی کہتے ہونگے کہ وہ ریگستانی

جفاکش ناز ونعمت کے مزے کیا جانیں۔ یہ لطفِ عجیب ونظم وترتیب وآراستگی وتہذیب تو کچھ دانایانِ یورپ ہی کو نصیب۔ ع خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے۔

سچ فرمایا علمائے باطن نے کہ اگر تم صحابہ کو دیکھتے تو اُنہیں مجنون کہتے اور وہ تمہیں دیکھتے تو کافر سمجھتے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ۔

ایسے ہی دین فروش ودنیا خر مُلّانوں کے متعلق حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی علیہ الرضوان الرحمانی اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۳۳ میں صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں۔

علمائے کہ بایں بلا مبتلا اند وبمحبتِ این دُنیا گرفتار از علمائے دنیا اند۔ ایشانند علمائے سوء شرارِ مردم ولصوصِ دین و حال آں کہ ایشاں خود را مقتدائے دین میدانند وبہترینِ خلائق می انگارند ویحسبون انھم علی شیء الا انھم الکذبون ○ استحوذ علیھم الشیطٰن فانسٰھم ذکر اللہ اولٰئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ○ عزیزے شیطانِ لعین را دید کہ فارغ نشستہ است واز تضلیل واغوا خاطر جمع ساختہ آں عزیز سرِّ آں را پُرسید لعین گفت کہ علمائے سوء ایں وقت دریں کار با من مددِ عظیم کردند ومرا ازیں مہم فارغ ساختند والحق دریں زمان ہر سُستی وبدآئینی کہ در امورِ شرعیہ واقع شدہ وہر فتورے کہ در ترویجِ ملّت ودین ظاہر گشتہ است ہمہ از شومیٔ علمائے سوء ست وفسادِ نیتِ ایشاں۔

یعنی جو علماء دنیوی عزت اور سرداری کی محبت اور مال اور سربلندی کی خواہش میں مبتلا ہیں اور اس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں (وہ علماء دین نہیں بلکہ) عُلمائے دُنیا ہیں۔ وہی بُرے مُلّانے اور تمام انسانوں میں سب سے بدتر اور دین کے چور ہیں حالانکہ وہ اپنے آپکو دین کا پیشوا اور تمام مخلوقات میں سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا۔ سُنتے ہو؟ بیشک وہی جھوٹے ہیں اُن پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بُھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ سُنتا ہے؟ بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔ میرے ایک دوست نے شیطانِ ملعون کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے کی طرف سے بے فکر ہو گیا ہے میرے اس دوست نے اس کا راز پوچھا۔ ملعون بولا کہ اِس وقت کے بُرے مُلّانوں نے اِس کام میں میری بہت بڑی مدد کی ہے اور مجھ کو اس کام سے اُنھوں نے فارغ کر دیا ہے اور حق بھی یہ ہے کہ اس زمانے میں شریعت کی باتوں کے اندر جو کچھ کمزوریاں خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور سُنّیت واِسلام کی اِشاعت میں جو کچھ فتور پڑ گئے ہیں سب انھیں بُرے مُلّانوں دین فروش ودنیا خر مولویوں ہی کی نحوست اور انھیں کی خرابی نیت کے سبب سے ہے۔

قالت الصلحکیۃ

چوں کہ درحقیقت تبلیغ ووعظ ونصیحت انبیاء کرام کا منصب تھا اور ان کی وراثت میں علماءِ امتِ محمدیہ

کو حاصل ہوا ہے اس واسطے ہم کو دیکھنا چاہئیے کہ انبیاء کرام کا کیا طریقہ تھا۔

اقول: کیا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام معاذ اللہ دشمنان خدا کی محبت کو عین ایمان بتلاتے تھے کیا ان سے دوستی و وداد و اتفاق و اتحاد مناتے تھے، کیا ان کے کفریات و شرکیات کے رد و ابطال سے سکوت فرماتے تھے وغیر ذٰلک، نہیں ہرگز نہیں۔ جن حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے اذهبا الیٰ فرعون انه طغیٰ ○ فقولا له قولا لینا لعله یتذکر او یخشیٰ ○ کی تعمیل فرمائی (کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اس نے سر اٹھایا تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔ ترجمۂ رضویہ) انھیں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اسی فرعون سے انی لاظنك یفرعون مثبورا ○ بھی فرمایا (یعنی میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ ترجمۂ رضویہ) ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نسبت جس طرح لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولك ○ ارشاد ہوا کہ "(اے محبوب) اگر تم تند خو سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔" (ترجمۂ رضویہ) اسی طرح ہمارے مالک و آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ حکم بھی ملا یایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم یعنی "اے غیب کی خبریں دینے والے جہاد فرماؤ کافروں اور منافقین پر اور ان پر سختی کرو" (ترجمۂ رضویہ) جن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بطریق حسن جدال فرمایا انھیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اف لکم ولما تعبدون من دون الله بھی ارشاد فرمایا یعنی تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جنکو اللہ کے سوا پوجتے ہو (ترجمۂ رضویہ) اور اگر زیادہ توضیح منظور ہو تو حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرضوان الربانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول صفحہ ۳۲۶ مکتوب نمبر ۲۶۶ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایں ہمہ بزرگی کہ یافت و شجرۂ انبیاء گشت بواسطۂ تبری از دشمنان او تعالیٰ بودہ قال اللہ تعالیٰ قد کانت لکم اسوة حسنة فی ابراهیم والذین معه اذ قالوا لقومهم انا برءٰؤا منکم ومما تعبدون من دون الله کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوة والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا بالله وحده و ہیچ عملے در نظر ایں فقیر از برائے حصول رضائے حق جل وعلا برابر ایں تبری نیست۔

یعنی رحمٰن جل جلالہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کچھ یہ بزرگی پائی اور شجرۂ انبیاء ہو گئے یہ سب اسی واسطے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و بیزار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور ان کے ساتھ والوں میں جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنھیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی و عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کیلئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ اور اس

فقیر (یعنی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ المنیر) کی نظر میں اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کیلئے خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت و بیزاری و عداوت و دشمنی رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔

قالت الصلحکلیۃ : ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ سب کلمہ گویانِ اسلام ایک جگہ جمع ہوکر اسلامی شوکت ظاہر کریں جس سے غیر قوموں پر اثر پڑے۔

اقول :۔ آپ تو اسلامی شوکت لئے پھرتے ہیں۔ یہاں تخمیناً چھ کرور غریب عوام اہلسنّت کے مذہبی حقوق غصب ہوئے جاتے ہیں۔ جب بد مذہبی ہلکی چیز ثابت ہوگئی اُوپر سے بد مذہبوں بد دینوں لامذہبوں بے دینوں کے ساتھ رات دن کا اختلاط میل جول محبت الفت ہونے پر مذہب کی چٹنی نہ ہوگی تو اور کیا متصور ہے۔ سب مذہبوں کی کھچڑی نہ پکے گی تو اور کیا ہوگا۔ ذرا سی موہوم دنیوی شوکت پر سب بد مذہبوں بد دینوں گمراہوں کو برحق اور راہِ راست پر کہہ دینا اُن کے رَدّ و طرد سے ہاتھ اُٹھا لینا اُنکو اپنا دینی بھائی بنا لینا وغیرہ وغیرہ یہ سب صُلحکلیوں ہی کا کام ہے۔ خدا ہدایت دے آمین۔

قالت الصّلحکلیّۃ :۔ ہم اپنی باہمی منازعتوں کی وجہ سے گورنمنٹ کی نظروں میں ذلیل ہوگئے ہیں۔

اقول :۔ جس طرح مظلم لیگ و خاکسار و کانگریس و احرار اور سیرت کمیٹی وغیرہا بد مذہبوں کی کمیٹیاں پارٹیاں کہہ رہی ہیں اس طرح مذہبی منازعات اٹھا کر خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نگاہوں میں مبغوض و مغضوب و مردود و مطرود ہو جاؤ گے، قیامت کی سختیاں جھیلنی پڑیں گی۔ اگر بفرضِ محال دُنیا میں چند روزہ عیش بھی کیا تو کیا۔ بد مذہبوں کے ساتھ حشر ہوگا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کا جلوہ ظہور فرمائے گا۔ لعنت اُس دنیا پر جو دین بیچ کر ملے۔ لا بارك الله فی الدنیا بلا دین

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد　　کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

قالت الصلحکلیۃ :۔ جب تک مسلمان کہلانے والوں میں یہ باہمی جھگڑے اور خصومتیں ہیں کبھی گورنمنٹ ہماری طرف توجہ نہیں کر سکتی وہ توجہ جو ہمارے درد کی دوا ہو نہیں ہو سکتی۔

اقول : اگر ہم خود لعون اللہ تعالیٰ و لعون رسولہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی دنیوی حالت سنبھالنا چاہیں اور شریعت غرا کے احکام پر قائم ہو جائیں اور ہر امر میں اپنے آقا و مولےٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اتباع پیش نظر رکھیں تو کسی بات کی حاجت نہ رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ــــ

دواؤك فیك ولا تشعر　؛　وداؤك منك ولا تبصر

یعنی تیرا علاج خود تیرے ہی اندر ہے لیکن تو سمجھتا نہیں اور تیری بیماری خود تیری ہی وجہ سے ہے لیکن تو دیکھتا نہیں ــــ اگر اپنی قدر ہم آپ سمجھیں تو پھر کسی کی خوشامد کی ہم کو حاجت نہیں۔

قالت الصلحکلیہ : خوب سمجھ لو کہ ہم سب ایک ناؤ میں سوار ہیں۔ جب یہ ڈوبے گی نہ غیر مقلد بچے گا نہ مقلد، نہ وہابی نہ بدعتی، نہ شیعہ نہ سُنّی، نہ نیچری نہ قادیانی، ایک بھی نہ بچے گا۔

اقول : اے صلحکلی مُلّاؤ! آپ حضرات کس کو سمجھاتے ہیں اور کیا سمجھاتے ہیں۔ ہم اہلسنّت کو تو ہمارا مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ہی سب کچھ سمجھا چکا۔ آپ صاحبو کے سمجھانے کا محتاج نہیں رکھا ہے۔ ہم کو بخوبی سمجھا دیا گیا اور ہم یقینی طور پر سمجھ گئے۔ خدا نہ کرے کہ ہم کبھی بھول کر بھی اس لوٹی پھوٹی ناؤ میں سوار ہونے کیلئے قدم دھریں جس پر اجل رسیدہ پنج کلیاں رافضیہ و نیچریہ و وہابیہ و قادیانیہ وغیرہم مرتدین سوار ہیں۔ ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ ہم وہی ہیں جنکا سفینہ بفضل اللہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سفینۂ نجات ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی "میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں اُن میں سے جس کسی کی بھی پیروی کر لوگے ہدایت پا جاؤ گے۔ (رواہ رزین عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دوسری حدیث شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبۂ معظمہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا۔

الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک۔ (رواہ الامام احمد)

یعنی خبردار ہو بے شک تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ الصلاۃ والسّلام کی کشتی کیطرح ہے کہ جو اُس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اُس سے علیحدہ رہا ہلاک ہو گیا۔

ہر سُنّی مُسلمان بھائی پر ٹھیک دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر مذہب اہلسُنّت کا یہ عقیدۂ ضروریہ واضح ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستارگانِ آسمانِ ہدایت ہیں اور اہلبیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفینۂ نجات ہیں۔ جو شخص صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دامنِ کرم چھوڑے وہ دوزخی رافضی ہے۔ اور جو شخص اہلبیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلامی سے منہ موڑے وہ جہنمی، ناصبی، ناری اور خارجی ہے۔ یہ دونوں فرقے اپنے اپنے عقائدِ ضلال کے سبب بحکمِ شریعتِ مطہرہ گمراہ بدمذہب، بددین مستحقِ نار ہیں۔ ہدایت و نجات حضراتِ صحابۂ کرام و حضراتِ اہلبیتِ طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں کے اتباع دونوں کی غلامی پر منحصر ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد پیش کیا جا چکا۔

یہی حضرت مجدد الفِ ثانی امامِ ربّانی قدس سرّہٗ الصمدانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر

۲۶۶ صفحہ ۲۲۶ پر فرماتے ہیں۔

بنص قطعی محبت اہل قرابت آں سرور علیہ علیہم الصلوات والتسلیمات ثابت شدہ است و اجرت دعوت را محبت ایشاں ساختہ کما قال اللہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہل قرابت کی محبت نص قطعی سے ثابت ہوئی ہے اور اللہ عز و جل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کی اُجرت کو اہل بیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت قرار دیا ہے جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (کہ اے محبوب) تم فرماؤ میں اِس (تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت) پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

— یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ پر کمال کرم ہے کہ اگرچہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت کی اُجرت کا سنکھواں بلکہ مہا سنکھواں حصہ بھی تمام جہان کی ساری مخلوقات مل کر بھی ادا نہیں کر سکتی۔ لیکن اُس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہلبیت طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت ومُودّت کو فرض فرمایا اور اسی مُودّت اہل بیت کا فرض الٰہی ادا کرنے کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بندگانِ بارگاہ کیطرف سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت کی اُجرت ٹھہرایا۔ جل وعلا وصلی وبارک وسلم علی حبیبہ ھذا المصطفےٰ وآلہ واھل بیتہ ذوی الصدق والصفا وصحبہ وحزبہ اولی الاصطفاء والوفاء۔

حضور پُرنور امام اہل سنّت اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

بہر حال ہم ہی ہیں وہ جنکی کشتی کے ناخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اصحاب کرام واہلبیت عظام ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ ہم ہی ہیں وہ جو ساحل مُراد کے نیک نشان پر جارہے ہیں، ہم ہی ہیں وہ جن کے لئے اللہ قادر مطلق جل جلالہٗ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صدقے میں فلاح ونجات اور دیگر بے شمار نعمتیں امانت رکھی ہیں۔ اور یہ بھی یقینیات سے ہے کہ روافض ونیاچرہ، وہابیہ وقادیانیہ وغیرہم ایسی کشتی ہلاکت میں سوار ہیں جس کے ملاح آنکھوں پر پٹی باندھ کر گرداب بلا وورطۂ فنا میں کشتی کو لئے جارہے ہیں۔ اور اس کا بیچ منجدھار میں تباہ وبرباد ہونا مسلم ہے۔ فانتظروا انا منتظرون۔

قالت الصلحکلیۃ : تصلب فی الدین کا سبق پڑھانے والے اجتناب علی المرتدین کا فرض یاد دلاتے

والے، تجانب عن المبتدعین کا حکمِ شرعی سُنانے والے تو آج گنتی ہی کے چند علماء ہیں، باقی آج سیکڑوں علماء وہ ہیں جو ندوہ یا مسلم لیگ یا سیرت کمیٹی یا تحریکِ خاکسار یا مجلسِ احرار وغیرہا کمیٹیوں میں شامل ہیں۔ اور ان سب کمیٹیوں کا مقصد یہی ہے کہ سب کلمہ گویانِ اسلام آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور باہم متفق و متحد ہو جائیں اگر بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق ناجائز ہوتا تو علماء کیوں اِن کمیٹیوں میں شریک ہوتے کیا اِن سیکڑوں علماء کو یہ گنتی کے چند مولوی سبق دیں گے۔ جب جماعتِ علماء صلحکلیت کو اپنے عمل سے جائز ٹھہرا رہی ہے تو ان گنتی کے چند مولویوں کا جماعت سے اختلاف ناجائز ہے۔

اقول: اوّل تو سیکڑوں عالموں کی گنتی ہونے کا حال دِلوں میں خوب جانتے ہو۔ بڑے بڑے پگڑ بندھا کر گھیر دار جُبّے پہنا کر درجنوں کوڑیوں سیکڑوں عالم گڑھے گئے۔ اور فرض بھی کیجئے کہ سیکڑوں ہی مولوی لوگ اِن پارٹیوں میں شریک ہیں تو اب ذرا اتنا ارشاد ہو جائے کہ یہ علمائے اہلسنت ہیں یا غیرِ اہلسنّت۔ اگر غیرِ اہلسنت ہیں تو بد مذہبوں کے جمگھٹے سے کیا سَند لائی جا سکتی ہے۔ یوں تو کربلا و ایران کے جلسوں میں علماء و مجتہدینِ روافض کے ہجوم اور اپنی دیوار تلے کانفرنس نیا چرہ میں بڑے بڑے ریفارمر، فلاسفر، پیشوایانِ نیچر کی دھوم دھام دیکھئے۔ اور امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خِلاف بڑے ہزار خارجیوں نے لام باندھا تھا۔ وہ سب قرّاء و علماء ہی تھے۔ کیا جماعت سے مراد گمراہوں کا جتھا ہے؟ اور اگر علمائے اہلسنت ہیں تو وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی و مجلسِ احرار اور تحریکِ خاکسار کی باطل و ملعون ابلیسی کفری کارروائیوں مذہبِ حق کے حق میں اِن کی میٹھی چھریوں، تلخ کُج ادائیوں پر مطلع ہیں یا نہیں۔ اگر مطلع نہیں تو حالتِ جہل و بے خبری سے سَند لانا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ وہ جب تک ناواقف و بے خبر ہیں یہی کہہ کر بچ جائیں گے کہ ماشہدنا الا بما علمنا وما کنا للغیب حافظین ۝ اور اگر وہ مطلع ہیں تو وہ ندوہ و مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریکِ خاکسار اور مجلسِ احرار کے ان کفریات و ضلالات کو حق و صحیح مانتے ہیں یا واقعی کفر و ضلالت اور منافیٔ اسلام و مخالفِ مذہبِ اہلِ سُنّت جانتے ہیں۔ اگر دوسری صورت ہے تو وہ صریح تمہارے مخالف اور ندویوں لیگیوں بدسیرتوں احراریوں خاکساریوں کی گمراہی و بے دینی کے معترف ہوئے۔ اگرچہ کسی مروّت محبّت یا دنیوی منفعت یا دینی مداہنت کے باعث مرتکبِ شرکت ہوئے کہ عالم کیلئے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ آخر اُن کے بڑے بڑے سر برآوردہ حضرات میں وہ بھی تو ہیں جو علانیہ خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی نوکری پاتے یا بیگاری طور پر آنریری بنکر کرسی گرماتے ہیں۔ کیا اُن کے ارتکاب سے یہ محرّماتِ قطعیہ حلال ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریکِ خاکسار و مجلسِ احرار کے ان حرکات و کلماتِ کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر

ہے۔ جو ضلالت کو حق جانے وہ خود گمراہ ہے۔ کلام سُنّی علماء میں تھا۔ یہ جتھا بد مذہب بد دین ٹھہرا۔ وللہ الحجۃ القاھرۃ۔

قالت الصلحکلیۃ: ان تصلب فی الدین برتنے والوں سے بہت سے وہ لوگ جو پہلے ان سے ملے ہوئے تھے علیحدہ ہو گئے ہیں اور بہتیرے علیحدہ ہوتے جا رہے ہیں۔

اقول: بحمدہٖ تعالیٰ متصلبین علمائے اہلسنّت حق پر ہیں اور حق اپنے متبعین سے جُدا نہیں ہوتا پھر اُن کو اوروں کی جُدائی کی کیا پرواہ۔

صُلحکلی صاحبو! آپ حضرات نے حدیث شریف سُنی ہوگی کہ حضور پُر نور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

رحم اللہ عمر ترکہ الحق مالہ من صدیق۔ اللہ عمر پر رحم کرے کہ اُسے حق نے اس حال پر کر چھوڑا کہ اُس کا کوئی یار نہیں۔

طلب الحق غربۃ یہ ہمدردانِ دین و ملّت حامیانِ اسلام و سُنّیت متصلبینِ علمائے اہلسنّت تو فرماتے ہیں کہ ؎ ”ما در دو جہاں غیرِ خدا یار نداریم“

مُخالف چھوڑ دیں مجھکو کہ ہے مجھ پر کرم بیحد خدا کا رحمۃ للعٰلمیں کا غوثِ اعظم کا

جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہم نے بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اتباعِ حق کیا اور مُسلمان بھائیوں کو اہلِ باطل سے اجتناب کا سبق دیا۔ اگر اِس جُرم کی بنا پر کوئی صاحب ہم غربائے اہلسنّت خادمانِ اسلام و سنّیت سے علیحدہ ہو جائیں گے تو اِس کا افسوس تو ضرور ہوگا کہ وہ حق سے کیوں جُدا ہوئے۔ لیکن اِس کا افسوس ہرگز نہ ہوگا کہ ہم غربائے اہلِ سُنّت سے وہ کیوں خفا ہوئے۔ کیا حمایتِ سُنّیت سے علمائے اہلسنّت علیحدہ ہو جائیں گے۔ یہ تو آپ جیسے صُلحکلیوں کا خیال ہے۔ بلکہ عُلمائے اہلسنّت جب تک علمائے اہلِ سُنّت ہیں حمایتِ سُنّیت میں ہمدردانِ اسلام و سُنّیت کا اُنھیں بالیَد یا باللّسان یا بالجنان ساتھ دینا ضروری اور علیحدہ ہونا محال ہے۔ اور جو لوگ سُنّی نہیں اُن کی جُدائی سے کیا ڈرائیے۔ اُنھیں کی نسبت تو عرض کیا جا رہا ہے کہ اُنھیں دور ہٹائیے، اُن سے الگ ہو جائیے۔ کیا حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نہ فرمایا۔

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

صُلح کلّی صاحبو! آپ حضرات بھی اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اُمّتی بتاتے

ہیں۔ بولیئے جلد بولیئے کہ آپ لوگ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اِس حکمِ اَحکم کی ترکِ تعمیل وترکِ بجا آوری میں کیا عذر رکھتے ہیں۔ الٰہی توفیق یار ورفیق باد۔ بحرمۃ محمد سید الاسیاد واٰلہٖ وصحبہ الھداۃ الامجاد علیہ وعلیھم صلوات اللہ الجواد اٰمین

قال کبیر الصلحکلیۃ : ہم نے یہ حرام باتیں بسبب ضرورت اختیار کی ہیں۔ اِس اتفاق سے ہماری مُراد پادریوں کے مُنادیوں، آریوں کے پرچارکوں کا دفع کرنا ہے۔ غیر ممکن ہے کہ آپ باہمی نزاعات کو قائم رکھ کر دشمنانِ دین کے حملوں کو روک سکیں۔ اِس قسم کے نزاعات سے مُخالفین دین کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے۔ ہمارے علماء اور معززین اہلِ اسلام کی ہتک ہوتی ہے۔ کیا کسی عالم یا عُلمائے دین کو چھوڑ کر نصاریٰ اور ہنود کے اجلاس میں دینی مسائل کو پیش کرنا اور خدائے پاک اور رسولِ برحق کے کلام کو کفار کے پیروں میں رکھنا دین ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ۔

اقول : یہ سب کھوٹی دھوکہ بازی ہے اور خراب وتباہ فریب سازی۔ نصاریٰ وآریہ کے منادیوں کو دُفع کرنا نہ رَدِ بدمذہباں کے ترک پر موقوف ومحصور۔ نہ بحمدہٖ تعالیٰ اہلسنّت کو ردِّ کفار میں ان گمراہوں کی مدد لینی ضرور۔ بلکہ ہنوز بعنایت الٰہی علماء اہلسنّت میں کثرت وافی ہے، جو کفر وبدمذہبی دونوں کے رَد کو کافی ہے۔ اور ہمیشہ اِس امت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب رہے گا۔ انھیں کچھ نقصان نہ دے گا جو انھیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا۔ یہاں تک کہ حکم الٰہی آئیگا اور وہ اِسی غلبہ وشوکت پر ہوں گے۔ جیسا کہ سچے نبی سچے مانے ہوئے نے خبر دی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہٖ وبارک وسلم۔ تو رَدِّ کفار ورَدِّ بدمذہباں دونوں ضرور ہیں دونوں فرضِ دین اور اُن میں ایک دوسرے کی ضد نہیں کہ باہم جمع نہ ہو سکیں ــــ اہلسنّت پر زمانہ دراز میں جُگ گزرے، کہ اُن میں منجانب اللہ تعالٰے کافروں اور بدمذہبوں کے دونوں گروہوں کے رَد پر موفق رہے۔ اور اللہ تعالٰے اپنے سچّے وعدے سے انھیں یونہی توفیق دیتا رہے گا۔ یہاں تک کہ فتنہ نام کو نہ رہے ــــ اور سارا دین اللہ ہی کیلئے ہو جائے ــــ تو کیونکر کسی کو حلال ہو سکتا ہے کہ ایک فرض کیلئے دوسرا فرض چھوڑے۔ جو آپس میں ضد نہیں ــــ آخر یہ ایسا ہی ہوگا کہ کوئی روزوں کیلئے نماز چھوڑے ــــ یا بعذرِ قیام زکوٰۃ دینے سے منھ موڑے۔ علاوہ بریں جو زیادہ اہم اور زیادہ مؤکد ہے وہ اِن بدمذہبوں ہی کے مکّبوں کا رَد ہے ــــ جو اسلام کے پردے میں آیتیں حدیثیں سُناتے ہیں ــــ اور معنے بدل کر اپنی خبیث تاویلوں سے چھَل کر۔ عوام کو بہکاتے ہیں ــــ مسلمانوں پر ان کا ضرر ــــ کافروں سے کہیں بڑھ کر ــــ کہ مُسلمان اگرچہ کتنا ہی حد بھر کا جاہل ہے ــــ اتنا پہچانتا ہے کہ کافر کا دین صریح باطل ہے ــــ تو اسکی بات پر کان نہ دھرے گا ــــ اور اس کے بکنے کی پرواہ نہ

کرے گا ـــــ اور بدمذہب کا فساد تو کھجلی کیطرح اُڑ کر لگتا ہے ـــــ جیساکہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے۔ اسوقت اُسے دیکھو جب وہ بڑا خدا ترس بنکر آئے ـــــ اور دکھاوے بناوٹ کے رنگ جمائے ـــــ اور داڑھی پھٹکارے ـــــ ڈھیلا جبہّ سنوارے ـــــ عمامے کا گھیر بڑا کرے ـــــ کہ لوگوں کو امامت کا وہم گزرے ـــــ عوام کے آگے علمار کا روپ بھرے ـــــ آیتیں روایتیں ذکر کرے ـــــ پھر اُنکے دِلوں میں وسوسہ ڈالے کہ جو اس نے کہا ہے وہی قرآن وحدیث سے ثابت ہوا ہے ـــــ تو یہ وہ مرض ہے جس کے علاج میں عاجز آئیں ـــــ اور وہ مکر ہے جس سے پہاڑ ٹل جائیں ـــــ پس ہر مہم سے بڑھکر مہم یہی ہے کہ اس کا کام بگاڑا جائے۔ بعنایتِ الٰہی اس کا مکر اُسی کے گلے پر اُلٹا جائے ـــــ اسکی بُری باتوں کی تغییر کریں ـــــ اُس کی کھُلی ڈھکی خرابیاں تشہیر کریں۔

یہ وہ بات ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب "ذم الغیبۃ" میں اور حکیم ترمذی وحاکم نے کتاب "الکُنیٰ" شیرازی نے "القاب" میں، ابن عدی وطبرانی نے "کبیر" میں اور بیہقی وخطیب نے بہز بن حکیم سے انہوں نے اپنے باپ انھوں نے اُن کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔

اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس۔ یعنی کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اُسے کب پہچانیں گے فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اُس سے ڈریں۔

اور وہ جو صلحکلیوں کا بڑا بوڑھا عذر کناں ـــــ کہ نزاع کا انجام چنین وچنان ـــــ اس کا منشا تو وہی ہے جو بعض عوام سے وقوع میں آتا ہے ـــــ کہ حمایتِ مذہب میں گالی گلوج، مارپیٹ، بُرا جھگڑا دخل پاتا ہے ـــــ جس کے سبب مقدمہ نصاریٰ اور اُن کے حاکموں کے یہاں جاتا ہے ـــــ کہ آج ہمارے شہروں پر اُنھیں کا قبضہ ہے ـــــ اِس کا علاج یہ تھا کہ عوام کی یورش گھٹائی جائے ـــــ اور غصّے میں خفّتِ عقل سے وہ جو کر بیٹھے ہیں اُسکی برائی بتائی جائے ـــــ اگر وہ مان لیتے تو بہت اچھا ـــــ ورنہ خدا ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں رکھتا ـــــ اور خدا کی پناہ کہ روشن شریعت کسی ناگوار بات کے بند کرنے کو اُس چیز کا حکم فرمائے جو اس سے بھی زیادہ بُری اور بیہودہ ہو ـــــ کہ مار، گالی، بیڑیاں، جیل خانہ، جُرمانہ اُن کا دین نہ لے جائیگا ـــــ بخلاف اِس محبّت واتفاق واتحاد کے جسکی طرف تم بلاتے ہو کہ یہ اُنھیں بددین بنائیگا ـــــ تو اب غور کر اے وہ جس نے اپنے بھائی کو بادل کے چھینٹے سے بچانے کا ارادہ کیا ـــــ اور خود بھی پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گیا ـــــ اور اس بھائی کو بھی وہیں کھڑا کر لیا ـــــ اور اگر ہم مان لیں کہ دونوں باتوں کی برائی یکساں ہے ـــــ تو یہ تیرے لئے کس نے جائز کیا کہ ایک حرام مٹانے کو دوسرا حرام کرے۔ کیا یہ شریعت ہے یا حکم نفس وشیطان ہے ـــــ بلکہ اگر برابر ہوتے تو نہ برابر ہوتے کہ تو نے وہ حرام جو تیرے بعض بھائیوں نے کیا یوں مٹایا ـــــ کہ دوسرے حرام

کا تو خود بھی مرتکب ہوا۔ اور اس بھائی کو بھی اس طرف بلایا ــــ تو پہلے فقط اسی کا پاؤں پھسلا ــــ اور اب تو وہ دونوں گمراہی میں مبتلا ــــ جانے دے ــــ ہم تیرے لئے ان سب سے درگزر ے ــــ تجھے اتنا بس تھا کہ نزاع فساد خیز چھوڑنے کی طرف بلاتا ــــ قوم کو اس محبت و اتحاد کی دعوت دینے پر تجھے کس نے ابھارا ــــ کیا تو نے اس سے شرع مبین کی مخالفت نہ کی ــــ کیا تو نے اس سے عام مسلمین کی خیانت نہ کی ــــ اور تجھے او صلحکلیوں کے بڑے بوڑھے! ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر بھی تو نہ رکا ــــ بلکہ اترا کر اڑ چلا ــــ اور مذہب سے انتہا درجے کی ضد باندھنے پر تلا ــــ کیا ہم نہیں دیکھتے جو تیری تحریروں میں ہے ــــ تیرے لیکچراروں، اسپیکروں کی تقریروں میں ہے ــــ سنیت کی توہین منانا ــــ بدمذہبی کو آسان بتانا ــــ حق کی مذمت ــــ باطل کی مدحت ــــ ائمہ اسلام کی سخت اہانت ــــ کمینے گمراہوں کے نغمے ــــ بلکہ یقیناً کفر و الحاد کے کلمے ــــ کیا یہ دین ہے؟ ــــ کیا یہ شرع ہے؟ ــــ کیا یہ اسلام ہے ــــ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز العلام۔

اب اپنے عذروں کو سوجھ جو تیرے کبیرہ گناہوں سے بھی زیادہ بے لطف تھے ــــ کدھر تتر بتر ہو گئے کیا تیرے مکر سے تیرے دل کی گھٹن جانے والی ہے ــــ اور اللہ اپنے دین کا نگہبان و والی ہے ــــ اور سب خوبیاں خدا کو جس نے ساری مخلوق پالی ہے۔

صلحکلیوں کے اسی مکر ملعون کے رد میں رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "سوالات حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء" (۱۳۱۳ھ) کے آخر میں حضور پرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیٰحضرت قبلہ مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ایک مبارک مضمون ہدایت مشحون ہے۔ جسکو اپنے سنی بھائیوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ وھو ھٰذا۔

"مسئلہ حب و بغض پر بعض ضروری کلام"

"اے شجر بشر کی بے شمار شاخو! آخر تم ایک اصل ایک زمین ایک پانی ایک ہوا سے ہو۔ ایک باپ کے بیٹے ایک ماں کی اولاد۔ آپس میں حقیقی بھائی۔ ع "کہ در اصل خلقت زیک جوہرید" تم سب میں وہی وداد و اتحاد درکار تھا جو سگے بھائیوں میں ہوتا۔ پھر تم میں خلاف و شقاق نے کدھر سے راہ پائی مجانین تو بحث سے خارج ہیں۔ جنکی الفت یا نفرت کسی کیلئے سبب درکار نہیں۔ میں تم عقلاء سے پوچھتا ہوں کہ جب تم میں ایسا عظیم رشتہ یکجہتی قائم ہے تو تمہارا باہم بلا وجہ خلاف یعنی چہ۔ ہاں وجوہ ضرور ہیں۔ اور زر و زمین و مال و ملک و جاہ و عرض و دم وغیرہ بہت کثیر و موفور ہیں۔ مگر ان سب میں نازک تر تخالف مذہبی کہ چیز جتنی زیادہ عزیز اسی قدر اس کے باعث نزاع قوی۔ ہر پابند مذہب کو اگرچہ کیسا ہی باطل پر

ہو۔ مذہب سے زیادہ کوئی شے پیاری نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت لوگ مال وجاہ میں درگزر کر جاتے ہیں، چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ صلح پر آتے ہیں۔ مگر اہلِ مذہب مذہب کا کوئی حصّہ نہیں چھوڑ سکتے، ترک در کنار بعض پر مصالح کی گنجائش نہیں رکھتے تو مخالفتِ مذہب اعلیٰ ذریعۂ بغض ومنافرت ہے۔ جس کا مٹا دینا اُٹھا دینا خارج از طوقِ بشریت ہے۔ تو ایسے امر میں کوشش فضول۔ علتِ تخالف جب تک باقی تخلف معلول کیوں کر معقول۔ خصوصًا جبکہ کچھ بندگانِ خدا کی نہایت تعظیم غایت تکریم کہ مذہبی حکم سے جس کے وہ اہل ہیں ایک فریق کی جانب ایقان ہو۔ اور انھیں بندگانِ خدا کی کمال توہین تحقیر مبین مذہبی ہی مسئلے سے دوسرے فریق کا جزو ایمان ہو (جیسے روافض خوارج نواصب وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ غیر مقلدین مرزائیہ چکڑالویہ وغیرہم کہ ان سب کا مدار مذہب معظمین مذہب اہلِ سنت اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وانبیائے کرام علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام وصحابۂ عظام واہلبیتِ فخام واولیاءِ عالیمقام وائمۂ اعلام رضی اللہ عنہم العزیز العلام کی بدگوئی واہانت ہے۔ جن کا مختصر بیان خود اسی فتوے میں مثبت ہے)

کوئی نزاع مٹا کر فریقین میں سچا اتحاد قائم کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک فریق دوسرے کا قول تسلیم کرلے۔ یا دونوں اپنے بعض قول سے گزر کر کسی متوسط حد پر راضی ہو جائیں۔ یا مابہ النزاع سے غرض ہی نہ رہے کہ وجہ تنافس وتنافر وباعثِ تدابر وتہاجر ہو۔ اور جب فریقین متنازع فیہ سے غرض بھی نہ چھوڑیں۔ اور اپنے دعووں سے تنزل بھی نہ کریں تو ارتفاع نزاع وقطع انقطاع ہرگز معقول نہیں۔ دنیوی نزاعوں میں یہ سب صورتیں متیسر۔ ایک زمین پر زید وعمر کا تنازع ہے ان میں ایک مان لے کہ یہ واقعی دوسرے کی ہے۔ یا نصف نصف پر تصفیہ کرلیں۔ یا ایک یا دونوں چھوڑ کر چلتے ہوں کہ بلا سے کوئی لے ہم باز آئے۔ مذہبی نزاع میں ان میں سے کونسی صورت (صلحکلی) حضرات کے عالی خیالات میں ہے۔ ۱۔ کیا سُنّی معاذ اللہ مذہبِ حق چھوڑ کر رافضی، خارجی، ناصبی، وہابی، دیوبندی، نجدی، غیر مقلد، مرزائی، چکڑالوی، نیچری ہو جائیں ــــ ۲۔ یا یہ امید کہ باقی فرقے سب اپنے اپنے باطل مذہبوں سے توبہ کر کے مذہبِ حق پر ایمان لے آئیں ــــ ۳۔ یا یہ کہ کچھ حصّہ مذہب سُنّی چھوڑیں، کچھ پارہ مذہب سے وہ فرقے منہ موڑیں۔ آدھوں آدھ پر فیصلے کی ٹھہرائیں ــــ ۴۔ یا یہ کہ جھگڑے کے گھر، بکھیڑے کے مکان، خلاف کی جڑ، نزاع کی کان یعنی دین ومذہب کو آگ لگائیں۔ خالصے، دہریے، پورے، آزاد، بے لگام وممنونِ مہارِ الحاد ہو کر یک رنگی واتحاد کے رنگ رچائیں۔ یعنی ع " وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا " ؎

بارقیباں جدل فزوں می شد ؛ یار راکشتہ از جدل رستیم

یعنی ؎ تھی رقیبوں سے لڑائی روز کا جھگڑا فساد ؛ مار ڈالا یار کو طے ہم نے قصہ کر دیا

اگلی تینوں صورتیں تو ہونے سے رہیں۔ اور ندوہ (وسیرت کمیٹی و مسلم لیگ و مجلس احرار و جمعیت خاکسار) کے خود اقرارات (اور خود ان صلحکلی مولویوں کے اعلانات و بیانات) ہیں کہ وہ مقصود نہیں۔ ہاں تشکل اخیر منظور ہو تو کوشش ٹھیک ہے۔ حال وقت سے قرین و نزدیک ہے۔ مولوی شبلی صاحب مذہب صلحکلیت کا حکم روشن و واضح طور پر بیان فرما چکے کہ ے

سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

سمجھو تو ذرا کہ وقت کیا ہے کس سمت زمانہ چل رہا ہے

نیرنگیوں پر بھی کچھ نظر کی دیکھو تو ہوا ہے اب کدھر کی

آزادی و الحاد کی ہوا چل رہی ہے، قومی ہمدردی ہزاروں درد کے پہلو بدل رہی ہے۔ اُمراء سے چل کر غربا تک آئی، جہلا سے اُبل کر علماء پر چڑھائی۔ دین پر قیام آگ پر صبر ہے۔ قائم علی الدین کالقابض علی الجمر ہے۔ یُصْبِحُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا مُلْحِدٌ بَاطِنًا وَمُؤْمِنٌ ظَاهِرًا خلط ملط اتفاق واتحاد کیلئے اس وقت سے بہتر کون سا وقت پاؤ گے۔ گھل مل جاؤ سب ایک ہو جاؤ، ہوادار سڑکوں پر (عورتوں کو پہلو میں بے پردہ بٹھائے) بگھیاں اڑاؤ، گوشۂ عافیت میں گھٹ کر رہ جاؤ گے۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جانِ برادر! یہ کیونکر بنے، مختلف گروہ مذہب نہ چھوڑیں۔ پھر مذہبی حیثیت سے ایک ہو جائیں۔ یہ ناشدنی مذہبی حیثیت عقائد کی مخالفت جب تک باقی تنافر باقی۔ تنافر باقی تو وہی ناچاقی۔ یہ ظاہری وفاق، باطنی شقاق، کھلا نفاق اور نامِ اتفاق کچھ دن چلا بھی۔ تو اس گھال میل کے نتائج دیکھئے۔ وہ شرمناک واقعے، ہولناک حادثے جنہیں مٹانے کے بہانے یہ اتفاق کے ولولے، اتحاد کے وسوسے آخر کیوں ہیں؟ تخالفِ مذہب سے جب مذہب باقی تو الگ رہنے پر ایک ہوتے ہیں۔ مختلط ہونے پر دشمن رکھے ہیں۔ آخر تحریراتِ ندوہ میں خود اقرار ہے کہ طبائع سے اس کا زوال نہ ہوگا۔ تو آگ بارود میں جُدائی ہی بہتر کہ دور رہنے پر اشتعال نہ ہوگا۔ دیکھئے دو مختلف مذہبوں کے رسمی میلے جب ایک زمانے میں آتے ہیں اپنا پرایا، حاکم رعایا سب پر وہ دن فکر میں جاتے ہیں شریف بیچارے گردش کے مارے اپنی عزت کی خیر مناتے ہیں۔ زید نے آگ سلگائی، بارود بنائی، ہر ایک کی جگہ جدا ٹھہرائی۔ عاقل تو سمجھے کہ سبب کیا ہے۔ غافل حیران کہ یہ عجب کیا ہے۔ اے آگ! اے بارود! تم دونوں کا خدا ایک نبی ایک کہ ہر شئے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دائرۂ رسالت میں آئی ہے۔ مالک ایک مکان ایک کہ زید کے گھر زید کے ہاتھ پر خالق جل وعلا سے نعمتِ وجود پائی ہے۔ پھر تم دونوں میں سوا اختلاف طبع ہو۔ مگر جب اتنا اتحاد ہے ایک ہی یار ہو۔ اب عقلا سے دادِ انصاف طلب کہ وہ جُدائی جسکی تاکید حدیث میں

ے یعنی دین پر رہنے والا۔ مٹھی میں انگارا تھامنے والے کی مثل ہے۔

آئی جیسے دین میں نافع تھی کہ صحبتِ خلاف سے تاثر نہ ہو۔ یونہی دنیا میں نافع کہ اشتغالِ بے محل سے تفرّر نہ ہو۔ بخلاف اس دعوائے اتفاق کے کہ دین و دنیا دونوں کا زیاں۔ وہاں مذہب پر اندیشہ یہاں امن و امان کا دشمنِ جاں۔ اور واقعی مخالفت شرع سے شر ہی پیدا۔ شرع سے بڑھ کر کون مصلحت کا دانا۔ اِس اتفاق و اتحاد میں بھلائی ہوتی تو شرع میں کیوں تاکید جدائی ہوتی۔ ہاں یہ اتفاق دین میں مضل دنیا میں امن و عافیت کا مُخل۔ اور وہ بغضِ شرعی بر درجہ شرعی دین کا راعی، امن کا داعی، صلاح و فلاحِ دارین میں ساعی۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ شرعِ مطہر پر استقامت بخشے، عافیت دے، سلامت بخشے، خلطِ بدع و ہوا سے بچائے، فتن و محن کی ہوا سے بچائے، حق پر دُنیا سے اُٹھائے، دولتِ دیدار عطا فرمائے، نصیبِ احبا فیروزی کرے، شفاعتِ مصطفیٰ روزی کرے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ الہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارک وکرم امین امین امین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العلمین۔ انتھی

قالت الصلحکلیۃ: ہمارا یہ مطلب نہیں کہ موقع پر احقاقِ حق ترک کیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو مخاطب نہ بنایا جائے۔ اُن کے اقوال و کلمات نقل کر کے اُن کا رد نہ کیا جائے۔ بس فقط اپنے عقائد و مسائل بیان کر دیئے جائیں۔ اہلسنت کے عقائد و مسائل کا بیان کر دینا ہر مخالف کا رد ہے۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے کسی فرقے کی دل آزاری بھی نہ ہوگی، کسی فرقے کو مخاطب کر کے اس کے اقوال نقل کرتے ہوئے ان کا رد کرنا یہ نہایت برا طریقہ ہے، مصلحت کے خلاف ہے۔ ایسا کرنے سے اس فرقے کو شہرت حاصل ہوتی ہے۔ ان کو ضد بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ شدت کے ساتھ اپنے عقیدوں کا اعلان کرنے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر اُن کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور اُن کے ردّ و طرد کا اعلان نہ ہوتا تو دس بیس اُن کے ہم خیال ہو جاتے۔ مگر ایسا کرنے سے ہزاروں لاکھوں اُن کے ہم عقیدہ بنتے چلے جاتے ہیں۔

اقول: بدمذہبوں گمراہوں کے اقوال کفر و ضلال کا ابطال و ازہاق اور مذہب حق کا اثبات و احقاق صلحکلیوں کی مصلحت کے خلاف ہو مگر سنّت اللہ و سنّت الرسول و سنّت صحابہ و سنّتِ ائمہ و سنّت علماء کے مطابق ہے جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ قرآن و حدیث و اقوالِ ائمہ و علمائے قدیم و حدیث میں آجتک بدمذہبوں گمراہوں کا ردّ و طرد ہی معمول رہا۔ قرآنِ عظیم سے تحفہ اثنا عشریہ وغیرہا تک گمراہوں کو مخاطب ہی بنا کر اُن کا رد ہوا ہے۔ اور جادلھم کا صیغہ خود اس کا حکم دے رہا ہے۔ نہ وہ جو صلحکلیہ کہتے ہیں کہ مخاطب نہ بنایا جائے، رد کا اعلان نہ ہو۔ اگر بدمذہبوں بددینوں کو مخاطب بنا کر اُن کے اقوال کفر و ضلال کے ردّ و ابطال کا اعلان نہ ہوتا تو وہ چھپی آگ کی طرح چپکے ہی چپکے پھونکتے رہتے ــــــ صلحکلیو! تم کیا جانو کہ بدمذہبوں میں دعوتِ باطلہ و تکلیب

جُہلہ کا کس قدر پُرجوش داعیہ ہوتا ہے، جسے کسی اشتعالک کی حاجت نہیں۔ صلحکلیو! اچھی کہی کہ ان کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور اُن کے رَدّ کا اعلان نہ ہوتا۔ یعنی وہ اپنا کام کرتے رہتے اور اہلسنت چپکے دیکھا کرتے موذی کو کوئی نہ مارے تو دِلّی تک مارتا چلا جائے ؂

نیش عقرب نہ از پے کین ست مقتضائے طبیعتش این است

صُلحکلی مولویو! تمہارے نزدیک دس بیس سُنّیوں کا گمراہ ہو جانا کچھ بات نہیں۔ مگر اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک بہت سخت ہے تحسبونه هينا وهو عند الله عظيم ٥ علماء پر کوشش واجب اور ردّ و سدّ لازم۔ آگے تقدیر جو چاہے ولوشاء الله لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجهلين ٥ صلحکلی مولویو! صدہا مسائل وہ نکلیں گے کہ ان میں مخالف کے قول کو بغیر نقل کئے ہوئے کوئی طریقہ احقاقِ حق میسر ہی نہیں۔ اور جہاں ہو بھی تو بے تصریح صریح نہ فہم عوام اُسے جواب ٹھہرائے نہ وہ گمراہ اپنی لن ترانیوں سے باز آئے۔ اِس کا حاصل یہی ہوگا کہ وہ کہتا ہے میرے مُقابلے سے سب عاجز ہوئے میرے جواب میں سب ساکت ہیں۔ اِدھر عوام جہلا بھی یہی سمجھیں جو قانع تھے مُذبذب ہو جائیں، جو مُذبذب تھے بدمذہب ہو جائیں۔ مثلاً روافض حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں اپنے خبثِ باطن سے جو مطاعن خاصہ بکتے ہیں صُلحکلی مولوی صاحبان نہ اُن کے اقوال کو نقل کریں نہ اُن کے رد کو شہرت دیں۔ بلکہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب بطورِ خود کسی رسالے میں لکھیں۔ اُسے نہ کوئی جواب سمجھے گا نہ عوام کو تسکین دے گا۔ نہ ان غوغائیوں کی دہن بندی کرے گا۔ وہ برابر کہتے رہیں گے کہ سُنّیوں کو جواب نہ بنا۔ بنتا تو کچھ پیش نہ کرتے؟ پھر یہ طریقہ عوام کے نزدیک بھی بلاشبہ سکوتِ محض کی مَدمیں رہے گا۔ اور اس کا جو اثر بد پڑے گا اگرچہ صلحکلیۂ غالیہ کے نزدیک بد نہ ہو کہ اُن کے خیال میں کلمہ گویوں کے سب فرقے حق و ہدایت پر ہیں۔ مگر مذہب اہلسنت کا خون کر دے گا۔ اگر طریقۂ سحیقہ کافی ہوتا تو ایسی کتبِ روافض کے مقابل صحیح بخاری شریف بلکہ قرآن عظیم ہی کے ترجمے کا طبع کر دینا کفایت کرتا۔ کہ جا بجا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقبِ جلیلہ سے مالا مال ہے وللہ الحمد۔

احادیثِ صریحۂ کثیرہ خاص اسی طریقۂ انیقۂ رُدّ کے حکم میں آئیں اور خود بکثرتِ وافرہ اسے عمل میں لائیں جسے صُلحکلی مولوی مُضر و شنیع و موجب شیوع ضلالِ فظیع بتا رہے ہیں اور آپ لوگوں کو متنبہ کروں اس سے بہتر کہ کسی حافظ سے کلام اللہ شریف کی تلاوت کر کے سُنیئے دیکھیئے از اوّل تا آخر کس قدر ردِّ گمراہاں فرمایا۔ اور جا بجا محلِّ ردمیں اللہ عز و جل اور اس کے انبیائے کرام علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے انھیں مخاطب بنایا۔ پھر عجب ہے کہ مولویانِ صُلح کلیت خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی زیادہ مصلحت جاننے کے مدّعی ہوں۔

غرض یہ وہ طریقہ جدیدۂ مُخترعۂ صلحکلیہ ہے کہ خدا و انبیا و صحابہ و ائمہ و اولیاء و علماء جل جلالہ وصلی اللہ علیٰ سیدہم

وعلیہم وسلم سے لیکر حضرت مجدد الف ثانی وشاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سب کے خلاف پھر لے سے عاقبت اندیشی و مصلحت بینی وطریقۂ صحیحہ ٹھہرانا کیا مقتضائے دین وانصاف۔

قالت الصلحکلیۃ : زمانۂ سابق میں حکومتِ اسلام کا رعب تھا۔ مسلمانوں کے قلوب میں خوف خدا تھا۔ اسوقت کی سختی تادیب و ترہیب کا فائدہ دیتی تھی، علماء اور اہل اللہ کی ترچھی نگاہ دیکھکر دل ہل جاتے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں۔

اقول : حضرت امام احمد بن حنبل ہی کا زمانہ دیکھو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہ خود بد مذہبوں کی حکومت تھی، بد مذہبی کا ڈنکا اس زور شور سے بجتا تھا کہ خدا کی پناہ۔ اگرچہ قرونِ مشہود لہا بالخیر ہیں سے تھا۔ مگر مذہب اعتزال کا رنگ جم رہا تھا۔ ایسے وقت میں انھوں نے تقیہ نہ کیا (جیسا کہ اب شریعت صلحکلیہ میں فرض ہے) جان دیدی مگر قرآنِ پاک کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کیا۔ ہم کہاں تک بیان کریں۔ اگر حق طلبی منظور ہو تو حضرت سید الشہداء شاہزادۂ گلگوں قبا، بیکسِ دست جفا، دافع کرب و بلا، خامس آلِ عبا امام حسین شہید کربلا علیٰ جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام والثناء کا واقعہ صلحکلی مولویوں کی کج فہمی کو بخوبی دور کر سکتا ہے۔

حضرت سیدی وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والانفراد تاج العلماء سراج العرفاء حامی السنن، ماحی الفتن مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی مارہروی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین سرکارِ کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کا فتوائے مبارکہ مسمّیٰ بنام تاریخی "غلبۂ فئۂ قلیلۂ الٰہیہ" ملاحظہ ہو۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشے۔ آمین۔

قالت الصلحکلیۃ : اس وقت سُنّیوں کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب اتفاق واتحاد پکار رہے ہیں۔ اُن کے مقررین وواعظین ہر جگہ ہر فرقے کے مسلمانوں کے ساتھ محبت مؤاخات مودت موالات کے لیکچر دیتے رہتے ہیں۔ لیکن تصلّب کا سبق دینے والے یہ چند سُنّی مولوی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلسنت صرف اپنے آپس ہی میں میل جول اتفاق واتحاد رکھیں اور اہلسنت کے سوا ہر ایک فرقے سے بالکل علیحدہ و بیزار رہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ بہت ہی تنگدل اور وہ لوگ بہت وسیع الخیال وسیع الاخلاق ہیں۔

اقول : وہابیۂ دیوبندیہ، وہابیۂ نجدیہ، وہابیۂ غیر مقلدین، مرزائیہ، نیچریہ، چکڑالویہ، رافضیہ، احراریہ، لیگیہ، خاکساریہ، آغاخانیہ، جٹا دھاریہ، بابیہ، بہائیہ، صلحکلیہ وغیرہم بد مذہبوں، لامذہبوں، بد دینوں، بے دینوں کے جس قدر فرقے ہیں یہ سب عوامِ اہلسنت ہی کو بہکا کر، بہلا کر پھسلا کر اپنے اپنے فرقے میں داخل کر رہے ہیں۔ ان سب فرقوں کے افراد کی اگر تحقیقات کی جائے تو ان میں فی صدی ایک دو لوگ ملیں گے جو مجوس، ہنود، نصاریٰ، یہود وغیرہم کھلے ہوئے کفارِ عنود میں سے نکل کر ان فرقوں میں داخل ہوئے ہیں۔ ورنہ فیصدی ننانوے وہی لوگ

ملیں گے جو پہلے سُنّی مسلمان تھے۔ اور اپنی بے علمی، ناواقفی، نافہمی وکم فہمی کی شامت یا کسی دنیوی دباؤ یا لالچ کے سبب اِن خبثار کی صُحبت ومحبت کی نحوست میں مبتلا ہو کر مذہب اہلسنت چھوڑ کر معاذ اللہ ان کفری مذہبوں میں سے کسی فرقے میں داخل ہو گئے۔ اور اب بھی اِن ناپاک فرقوں کے مُبلّغین ومکلّبین اکثر وبیشتر عوام اہلسنّت ہی کو بہکا کر اپنے کفری مذہب میں داخل کرانے کی ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ سب فرقے وہ ناپاک شکاری ہیں جو مسلمانان اہلسنّت کے دین وایمان کا شکار کر رہے ہیں۔ شکاری کب ایسا برتاؤ کرے گا کہ جن بھولی بالی چڑیوں کو وہ شکار کرنا چاہتا ہے وہ اُس سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں۔ بلکہ چڑی مار تو اُن کو پھانسنے کیلئے اُن کے آگے وہی دانہ ڈالتا ہے جو اُن چڑیوں کو مرغوب ومحبوب ہوتا ہے۔ جال کو چُھپا دیتا ہے کہ چڑیاں بھڑک نہ جائیں۔ ایک ٹٹی سے اپنے آپکو چُھپا لیتا ہے۔ اس ٹٹی پر سیم، کریلے، کدو کی ہری ہری بیلیں چڑھی ہوتی ہیں۔ سبز سبز گھاس جمی ہوتی ہے کیونکہ پرندوں کو جنگلوں میں لہلہاتا ہوا سبزہ بہت ہی پسند ہوتا ہے۔ پھر اُس ٹٹی کی آڑ میں چُھپ کر انھیں چڑیوں کی بولی بولتا ہے۔ کہ وہ چڑیاں اپنی مرغوب ولپسندیدہ غذا اور خوشنما فرحت بخش سبزہ دیکھکر اپنے ہم قوم کی بولی سُن کر دھوکا کھائیں۔ اور شکاری کے جال میں آکر پھنس جائیں۔ آخر یہ سب اِنتظامات کیوں ہیں؟ اِسی لئے تو کہ جن چڑیوں کا پھانسنا اس چڑی مار کو منظور ہے وہ بھڑک کر اُڑ نہ جائیں۔

اِسی طرح یہ ناپاک فرقے اگر سُنّیوں سے بائیکاٹ کرلیں، عوام اہلسنّت سے میل جول قطعاً چھوڑدیں تو پھر اِن سُنّیوں کو کیونکر اپنے فرقے میں داخل کرا سکیں گے۔ کسی سُنّی مسلمان کو کس طرح بدمذہب بنا سکیں گے۔ البتہ دین ومذہب کا درد رکھنے والے متصلّبین علمائے اہلسنّت جو ان بلبلانِ گلزار اسلام وطوطیانِ چمن سُنّیت کے محافظ ونگہبان بنائے گئے ہیں۔ اُن کا فرضِ منصبی یہی ہے کہ وہ مرغزارِ مذہب اہلسنّت کی اِن بھولی بالی چڑیوں کو ہوشیار کرتے رہیں کہ اِن سب فرقوں سے دور بھاگو۔ یہ تم کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ اِن فرقوں کا تمہیں خدا ورسول جل جلالہٗ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعریف وتوصیف سُنانا درحقیقت شکاری کا چڑیوں کے آگے مرغوب دانہ ڈالنا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سُنّی مسلمانوں کو خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حمد ونعت بہت ہی پسند ہے۔ اِس لئے اُن کو حمد ونعت ہی کے گیت سُنا کر پھانسا جاسکتا ہے۔ اِن کا اپنے آپ کو مسلمان، مسلمانوں کا لیڈر، مسلمانوں کا مولوی، مسلمانوں کا پیر کہنا وہی شکار کی ٹٹی ہے۔ اگر نامِ اسلام کی ٹٹی اپنے اوپر سے ہٹادیں تو کونسا سُنّی مُسلمان اِن کے جال میں پھنسے۔ اِن کا اتفاق واتحاد کے رنگ رچانا، محبّت ومودّت کے ڈھونگ جمانا وہی اپنی بدمذہبی وبددینی کے جال کو اِس پردے میں چُھپانا ہے۔ یہ ان فرقوں کی وسیعُ الخیالی ووسیع الاخلاقی نہیں بلکہ فنِ صیّادی کی بدترین مشاقی ہے۔ اور ہر بدمذہبی وبدعقیدگی سے اپنی پناہ میں لینے والا اللہ

حی باقی ہے۔ جل وعلا والصلاۃ والسلام علی حبیبہ المجتبیٰ وآلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ ذوی المجد والعلا۔

اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ چور کبھی چلاتا یا شور مچاتا ہوا نہیں آتا۔ وہ تو چوری کرنے کیلئے نہایت احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں آتا ہے۔ کہ لوگ سوتے ہی رہیں اور وہ اپنا کام کر جائے۔ شور مچانا تو پہریداروں اور پاسبانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ سونے والوں کو بیدار، غافلوں کو ہوشیار کرتے رہیں تاکہ چوروں کی چوری سے لوگوں کی دولت محفوظ رہے۔ یہ سب بدمذہب بے دین فرقے تو مسلمانانِ اہلسنت کی متاعِ ایمان اور دولتِ دین ومذہب کو چرا رہے ہیں۔ اسی لئے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلسنت اتفاق واتحاد، محبت ووداد کی گہری نیند میں غافل پڑے سوتے رہیں۔ دین کے لٹیروں، مذہب کے چوروں سے ہوشیار نہ ہونے پائیں۔ یہ اُن کی ایمانی دولت کو چرا کر ان کو اپنا سا بدمذہب بنا دیں۔ لیکن حضرات متصلبین علمائے اہلسنت دامت برکاتہم وہ پاسبانانِ مذہب وملت اور نگاہبانانِ اسلام وسنیت ہیں جو بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پاسبانی دین ومذہب کے اُس فرضِ اہم کو جو اُن پر سرکارِ ابد قرار شاہنشاہِ دوعالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اس نازک زمانہ پرفتن میں بھی بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت ادا کر رہے ہیں۔ اور تحریراً وتقریراً بآوازِ بلند اعلان فرما رہے ہیں۔ اتحاد واتفاق کی نیند میں سونے والے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو جگا رہے ہیں کہ ان سب بدمذہب فرقوں، ان کے مولویوں، ان کے لیڈروں سے ہوشیار رہو۔ یہ تمہارے دین ومذہب کے رکھوالے بن بن کر تمہارے اسلام، تمہاری سنیت چرانے کی فکر میں ہیں۔ دیکھو سیاسی ترقی نے لالچ کی نیند اور اتفاق واتحاد کے خواب میں غافل نہ ہوجانا۔ کہ معاذ اللہ دولت دین ومذہب سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ ؎

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سُونا پاس ہے سُونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرا لیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے تو نے نیند نکالی ہے

حضور پرنور امام اہلسنت پاسبانِ دین وملت مجددِ اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اشعارِ مبارکہ میں اسلام وسنیت کی بے بہا دولت کو سونا اور دین ومذہب کی پونجی کو گٹھری اور بدمذہبوں بے دینوں کے ساتھ اتفاق واتحاد، ودادودوستی کو نیند اور سوجانا اور اُن سے بحکم شریعتِ مطہرہ دور ونفور رہنے کو جاگ اٹھنا اور بیدار ہوجانا اور چشم بصیرت کو آنکھ اور ایمان کو کاجل فرمایا ہے کہ ایمان ہی چشم بصیرت کا وہ کاجل ہے جس کے بغیر دل کی آنکھ قطعاً اندھی ہے۔ چور اگر لوگوں کو جگاتا ہوا آئے تو چوری ہی نہ کر سکے۔ یہ

بدمذہب و بے دین فرقے اگر اتفاق و اتحاد، محبت و وداد کی گہری اور میٹھی نیند سے مسلمانانِ اہلسنت کو جگا دیں تو یہ بھی کسی سُنی مسلمان کے دین و مذہب پر کسی طرح کا کوئی حملہ ہی نہ کرسکیں۔ اس لئے ایمان و دین کے اِن چوروں کو اِسلام و سُنّیت کی چوری میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ باہمی محبت و وداد کے پنکھے جھل جھل کر دوستی و انقیاد کی ٹھنڈی ہوا دے کر سُنی مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں سُلائیں۔ اور یہ اطمینان کے ساتھ اُن کی متاعِ دین و مذہب کو چُرائیں۔ چور ہمیشہ پہرہ داروں اور پاسبانوں کے دُشمن ہوا کرتے ہیں۔ یوں ہی ایمان و دین کے یہ چور سب سے زیادہ انھیں پاسبانانِ اِسلام و سُنّیت حضرات علمائے اہلِ سُنّت ہی کے دُشمن ہیں۔ اخباروں اِشتہاروں میں، ناوِلوں افسانوں میں، کتابوں رِسالوں میں، تقریروں لیکچروں میں برابر پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں کہ یہ مولوی اتفاق و اتحاد کے دشمن ہیں۔ محبت و دوستی کے مخالف ہیں۔ وطن کے بدخواہ قوم کے غدّار ہیں۔ سیاسی و اقتصادی ترقیاں مولویوں کو نہیں بھاتیں۔ اِن سب بدگوئیوں، بہتان پردازیوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ یا تو یہ نگاہبانانِ اسلام و سُنّیت، پاسبانانِ مذہب و ملّت کو ڈرا دھمکا کر خاموش کردیں۔ تاکہ کوئی سوتوں کو جگانے والا ہی نہ رہے۔ اور دین و ایمان کے چوروں کی بن پڑے۔ یا مسلمانانِ اہلسنت اپنے دین و ایمان کے اِن پہریداروں کیطرف سے بدظن اور اپنے اسلام اپنی سُنّیت کے اِن پاسبانوں کے دشمن ہوجائیں۔ اِنکے جگانے کو خیال میں بھی نہ لائیں اور اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں پڑے خراٹے لیتے رہیں۔ اور لُصوصِ دین و سارقینِ ایمان برابر اپنا کام کرتے رہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور پاسبان جو لوگوں کو چوروں سے ہوشیار کرتا پھرتا ہے اُس پر دِل آزاری، اشتعال انگیزی، و امن شکنی و منافرت افگنی کے الزامات قطعًا نہیں لگائے جاسکتے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ پہریدار لوگ ان چوروں کی دلآزاری کرتے ہیں، لوگوں کے جذبات کو چوروں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اگر یہ چپ رہا کریں تو امن و امان کے ساتھ چوریاں ہوجایا کریں۔ لیکن یہ چلّا چلّا کر لوگوں کو ہوشیار کردیتے ہیں۔ تو چوروں سے مقابلے بھی ہوجاتے ہیں، مارپیٹ لڑائی جھگڑے کے واقعات بھی پیش آجاتے ہیں، گھر والوں اور چوروں کے درمیان منافرتیں بھی پھیل جانے اور بڑھ جانے کے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ اِن سب فسادات کی ذمہ داری انھیں پہرہ داروں پاسبانوں کے سروں پر ہے۔ کیا جو ایسا کہے دُنیا اسے شفاخانۂ حیوانات میں بھیجے جانے کے قابل نہ ٹھہرائے گی؟

ہمارے اس بیان سے واضح و روشن کہ بدمذہبوں، بے دینوں کے رد میں حضراتِ متصلبین علمائے اہلسنت کے فتاوٰی کا مقصد اُن کی تحریروں، تقریروں کا منشا ہرگز یہ نہیں کہ امن و امان میں خلل پڑے یا طبقات و افراد میں باہم عناد و منافرت پھیلے یا بڑھے یا کسی کی دل آزاری کیجائے، یا کسی کے خلاف لوگوں

کے جذبات کو مشتعل کیا جائے۔ بلکہ اُن کا واحد مقصد اور خود ہمارے اس فتوے کا مقصود صرف یہ ہے کہ سرکارِ دوعالم شاہنشاہِ کونین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیطرف سے نگاہبانیٔ اسلام و سنیت اور پاسبانیٔ مذہب و ملت کا جو فرض خادمانِ دین ومذہب پاسبانانِ اسلام وسنیت پر مقرر فرمایا گیا ہے اسکو اپنی قدرت کے مطابق اپنی استطاعت کے موافق بتوفیق اللہ تعالیٰ وبفضل حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بجالاتے رہیں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر لوجہہ الکریم الحمد والصلاۃ المضیئۃ والسلام المنیر، علی حبیبہ الشاہد المبشر النذیر، السراج المنیر، الداعی باذن ربہ الی اللہ القدیر، وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ بالتبجیل والتوقیر۔

اس خبیث صلحکلی فرقے کے کچھ افراد وہ ہیں جو مسلمانوں کے پیر بن گئے ہیں اور وہ اپنی مسندِ مشیخت پر بیٹھکر خرقۂ مکر پہنے ہوئے زور وفریب کے موٹے موٹے دانوں کی تسبیح کھٹا کھٹ گھماتے ہوئے اس طرح بھولے بالے سُنّی مسلمان کو پھسلاتے ہیں کہ میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں کہ فلاں کافر فلاں بدمذہب فلاں گمراہ ہے ہم تو پیر فقیر لوگ ہیں، ہم کو اللہ اللہ کرنے سے فرصت کہاں کہ ان جھگڑوں میں پڑیں۔ پیر فقیر ہمیشہ ایسے جھگڑوں سے علیحدہ ہی رہتے ہیں۔ اور ان میں کے بعض جو مکارانہ تواضع اور فریب کارانہ انکسار کے لباس سے آراستہ ہوتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اجی! ہم تو فقیر ہیں ہم تو اپنے آپ ہی کو سب سے بُرا سمجھتے ہیں۔ پھر ہم کیوں کسی کو بُرا کہیں۔ اور ان میں کے بعض مکار وعیار اپنے مریدوں کو یوں تلقین کرتے ہیں کہ ؎

آسائش دو گیتی تفسیل ایں دو حرف است   با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ مدارات رکھو تم کو دوجہاں کا آرام مل جائیگا۔ بس جی اللہ اللہ کرو اور اس شعر پر عمل کرو اور مولویوں کے جھگڑوں سے دور رہو۔ کوئی صوفی نما ملحد اپنے چیلوں کو یوں بہکاتا ہے کہ میاں ہمارا مذہب تو یہ ہے ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص وعام   با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

میاں جب اتنے بڑے ولی اللہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو تو ان مولویوں کے جھگڑوں میں پڑکر کیوں کسی سے دشمنی مول لو۔ کوئی پردۂ درویشی میں چھپا ہوا زندیق اپنے دام افتادوں کو یوں سناتا ہے کہ اجی سن لو! ہمارا مذہب تو عشق ہے۔ اور مذہبِ عشق کا مسئلہ یہ ہے کہ ؎

مباش در پئے آزار ہرچہ خواہی کن   کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

تو ہم کیونکر کسی کو کافر بے دین کہکر اُس کا دل دُکھائیں۔ ہمارے مذہبِ عشق میں تو کسی کا دل دُکھانے

کے سوا کوئی بات گناہ ہی نہیں۔ اور جو زندقہ والحاد ہی تک کھل کر معاذ اللہ پہنچ گئے ہیں۔ وہ تو معاذ اللہ یہاں تک بکتے ہیں کہ سب وہی تو ہے۔ اُسکے سوا ہے کون، کافر بھی وہی مسلمان بھی وہی، وہابی بھی وہی سُنی بھی وہی، کفر بھی وہی اسلام بھی وہی، ظلمت بھی وہی نور بھی وہی، عبد بھی وہی معبود بھی وہی، مخلوق بھی وہی خالق بھی وہی۔ تو پھر ہم کس کو کافر کہیں، کس کو مسلمان سمجھیں۔ اب ان آدم رو ابلیسوں سے کون کہے کہ بے دینو! توحید ایمان ہے، وحدت حق ہے اتحاد کفر ہے۔ وحدت تو اکابر اولیائے کرام و اعاظم عرفائے اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصہ ہے۔ اور انھیں حضرات صوفیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدارین ببرکاتہم القدسیہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ مسئلہ سراسر حال ہے۔ قال میں نہیں آسکتا۔ اس کا جس قدر خلاصہ الفاظ میں آسکتا ہے جو اگرچہ اس کے مفہوم کو کما حقہ ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن مسئلہ وحدت کی ایک گونہ تقریب الی الفہم کرتا ہے صرف یہ ہے کہ وجود واحد موجود واحد باقی جو کچھ ہے سب اسی کے مجالی و مرایا و مظاہر و ظلال ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے کل شئ هالك الا وجهه۔

وحدۃ الوجود کا روشن اور واضح بیان حضور پُر نور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "التطلف بجواب مسائل التصوف" (۱۳۱۲ھ) و رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "کشف حقائق و اسرار دقائق" (۱۳۰۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔ وحدت تو وحدت ہی ہے۔ بے ایمانو! تم تو توحید سے بھی محروم ہو۔ توحید کے معنی ہیں معبود اور واجب الوجود ہونے میں اللہ عزوجل کو وحدہ لاشریک لہٗ ماننا اور تمہارا یہ ناپاک مسلک تو اتحاد ہے جو خالص کفر والحاد ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جورو اور ماں دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گوبر اور حلوہ دونوں ایک، فیرنی اور پاخانہ دونوں ایک، تمہارا منھ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک، تمہاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضا اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک، حلال و حرام دونوں ایک، زنا اور نکاح دونوں ایک، اپنی بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنا اور کسی مرد سے منھ کالا کرنا دونوں ایک، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تو یہ مسئلہ تمہارے دھرم میں صرف اسی لئے ہے کہ شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی سے بے قیدی اور اپنی نفسانی سیاہکاریوں کیلئے آزادی اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی تکفیر شرعی سے چھٹکارا حاصل کرلو، یا ہر موقع و ہر محل میں اپنے اس ناپاک مسلک پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو؟ اگر پہلی صورت ہے تو تمہاری ابلیس پرستی و دہریت و بیدینی ظاہر ہی ہے۔ اور اگر دوسری صورت کا اقرار ہے تو کھلم کھلا عمل پیرا ہونے سے کیوں انکار ہے؟ کسی میدان کسی تاریخ کسی وقت کا اشتہار دیکر مجمع عام میں اپنی اس ابلیسی جبر توحید کے تماشے دکھاؤ، حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ، شربت کے بدلے پیشاب

نوش فرماؤ۔ اپنی ماں، بہن، بیٹی، جورو کے ماتھوں پر جلی قلم سے "الوقف فی سبیل الشیطان" کا سائن بورڈ لکھواکر برسر میدان پھراؤ۔ خود بھی اپنی پشت پر موٹے موٹے حروف میں "وقف فی سبیل ابلیس" کا بلا لگواکر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کیلئے خود بھی وقف ہوجاؤ۔ اور اپنی ماں بہن بیٹی جورو کو اپنی چمر توحید کی تبلیغ کیلئے وقف کراؤ۔ آخر بابیوں کی قرۃ العین نے بھی تو برقع اُٹھاکر مردوں عورتوں کو بابیت کی تبلیغ کی تھی۔ اور اُمت لیگیہ کے سیاسی پیغمبر مسٹر جناح نے بھی اپنے لیگی اُمتیوں کو حکم دیا ہے کہ عوام کے بے حد دلچسپی لینے کیلئے اپنی عورتوں کو میدان میں لائیں۔ تمہارے دھرم میں سب وہی تو ہے۔ پھر اپنی چمر توحید کی اس تبلیغ عام سے گریز کی کیوں ٹھہراؤ۔ اور تمہارے دھرم میں ابلیس وشیطان بھی تو وہی ہے تو اس کے نام پر بھی ہرگز مت گھبراؤ۔ اور تمہارے اس ناپاک مسلک پر میدان اور میدان کے سارے تماشائی بھی تو سب وہی ہیں۔ تو مجمع عام میں برسر میدان اپنی چمر توحید کے یہ الو کھے نرالے تماشے دکھانے سے بھی ہرگز مت شرماؤ۔ اپنی ناپاک چمر توحید کی اور سب دلربا ادائیں تو شاید بکمال بے حیائی دکھانے کیلئے کوئی مفت خوار نوگرفتار بہزار افتخار طیار بھی ہوجائے لیکن اپنے کھانے کا منھ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں کے ایک ہونے کا ثبوت کیونکر دے سکے گا۔ کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون۔

پیارے سُنّی مسلمانو! بنظر انصاف ملاحظہ فرماؤ۔ یہ ہے ان مکّار صوفی نما شیطانوں کی چمر توحید۔ جس کے پردے میں یہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے کفر دانت بہ دکو چھپاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ اس ابلیسی چمر توحید کا لاجواب مفصل ردّ قاہر فقیر کے رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "بدالونی سکوت عجز گریز مبھوت" (۱۳۹ھ) میں ملاحظہ ہو۔

پیارے سُنّی مسلمانو! ان انسان صورت شیطانوں کی اس ابلیسی چمر توحید کو پیر نیچر کی "تکذیب القرآن" صفحہ ۲۹ والی عبارت ملعونہ سے جو ردّ نیاچرہ میں گزرچکی ملاکر دیکھو۔ الحاد وبے دینی وزندقہ ودہریت کا کھلا ہوا نتیجہ دینے کے لحاظ سے دونوں عبارتوں میں کچھ بھی فرق ہے؟ جب معاذ اللہ سب وہی وہ ہے تو پھر کیسا کفر کیسا اسلام، کہاں کی دہریت کہاں کا ایمان۔ والعیاذ باللہ العزیز المستعان بہ الثقۃ وعلیہ التکلان۔

یہ شعر کہ "مباش درپے آزار وہرچہ خواہی کن ؛ کہ درشریعت ماغیر ازیں گناہے نیست" ہرگز حافظ شیرازی علیہ الرحمہ یا کسی اور ولی اللہ کا کلام نہیں۔ یقیناً کسی زندیق کا افترا والحاق ہے۔ ایسی کھلی ہوئی دہریت جو اس سے آشکار ہے ولی اللہ تو ولی اللہ کوئی مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا کہ "دل آزاری کے سوا کوئی فعل گناہ ہی نہیں" اور اگر بالفرض حضرت حافظ علیہ الرحمۃ ہی کا یہ شعر ہو تو اس کے ظاہری معنی اس سے ہرگز مراد نہیں ہوسکتے۔ بلکہ آزار سے مُراد ناراض کرنا ہوگا۔ اور کفر وشرک سے لیکر مکروہ تحریمی تک درجہ بدرجہ ہر فعل ایسا ہے جو اللہ

ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناراضی کا سبب ہے۔ تو اب اِس معنی پر یہ شعر جملہ منہیاتِ شرعیہ کو حاوی ہو گیا۔ کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناراضی کے مقابلے میں غیر کی ناراضی ناقابلِ اعتنا اور کالعدم ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہو گیا کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ناراض کرنے کے سوا کسی اور چیز کا نام ہماری شریعتِ مطہرہ میں گناہ ہے ہی نہیں۔ اب یہ شعر اِس معنی میں یقیناً حق ہے۔ اور اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتکذیب کرنے والوں کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی انکو مسلمان کہنا، اُن کو کافر کہنے سے زبان روکنا، اُن پر شرعی فتوائے کفر دینے کو اُن کی ناحق دل آزاری بتانا یقیناً اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ناراضی کا قطعی سبب اور خود کفر وارتداد ہے جو تمام گناہوں میں سب سے بدترین گناہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ اسی طرح یہ شعر بھی کہ ؎

آسائشِ دو گیتی تفصیلِ ایں دو حرف ست ۔۔۔ با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

صرف مسلمان دوستوں اور ایمان دار دشمنوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ہرگز کفار ومشرکین ومرتدین کو عام نہیں۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں میں جو لوگ تمہارے ساتھ دوستی کریں اُن کے ساتھ مہربانی رکھو۔ اور جو مسلمان بھائی کسی دنیوی منازعت یا ذاتی مخاصمت کے سبب تمہارے دشمن ہو گئے ہوں اُن کی مدارات کرو۔ تو تم کو اُس حُبِّ فی اللہ کے طفیل دونوں جہاں کا آرام عطا فرمایا جائیگا۔ اور اگر اس شعر کو کفار ومشرکین ومرتدین کیلئے بھی عام رکھا جائے تو خالص کفر وبے دینی ہو جائیگا۔ پھر قرآن پاک حدیث شریف کے روشن وواضح نصوص جلیلہ کے مقابلے میں کسی جاہل مجہول شعر گو کا بے باکانہ جاہلانہ افترائی الحاقی شعر مسلمان کے لئے کیا قابلِ قبول ہو سکتا ہے۔

اول تو حضرت حافظ علیہ الرحمہ کے اِس شعر کے معنی ہرگز وہ نہیں جو پیر ومرشد صوفی کہلانے والے صلحکلی نے گڑھے۔ بلکہ یقیناً صرف مسلمانوں ہی کے حق میں مخصوص ہے کما بیننا اور اگر بالفرض وہ عام معنے ہی اِس شعر کی مراد ہوں تو یقیناً یہ شعر کسی جاہل بے باک کا الحاق ناپاک ہے۔ اِسی طرح یہ ناپاک شعر بھی

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص وعام ۔۔۔ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

ہرگز ہرگز ہرگز حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا نہیں۔ اُن کے سارے دیوان میں اِس نجس شعر کا ہرگز پتہ نہیں۔ حافظ شیرازی تو ولی اللہ وعارف باللہ ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی ہرگز ایسا کفر نہیں بک سکتا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور بت پرستوں کے ساتھ بت کی پوجا کرو تو معاذ اللہ وصلِ الٰہی نصیب ہو گا۔ البتہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ

ایسے ہیں جو پیری فقیری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کے معنی تو ہیں راستہ۔ راستے کی اسے ضرورت ہوتی ہے جو منزلِ مقصود کی طرف چل رہا ہے۔ مگر جو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ گیا اسکو اب راستے کی ضرورت کیا رہی۔ ہم تو پہنچ چکے اب ہم کو شریعت کی حاجت نہیں۔ سیدنا جنیدِ بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا۔ صدقوا واللہ لقد وصلوا ولکن الیٰ این الیٰ سقر یعنی انھوں نے سچ کہا خدا کی قسم بے شک وہ پہنچ گئے لیکن کہاں تک پہنچے؟ جہنّم تک۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

تو اگر وصل کے وہی معنی اِس شعر میں بھی مُراد لئے جائیں تو کسی جاہل بے قید کے اِس جاہلانہ شعر کے معنی بھی صحیح ہو سکتے ہیں۔ کہ اے حافظ اگر جہنّم کا وصل تو چاہتا ہے تو ہر ایک خاص وعام کے ساتھ صُلح کرلے۔ مُسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اپنے آپکو سب سے بدتر سمجھنے کے الفاظ جو بعض عرفا کے کلام میں وارد ہوئے ہیں اُس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ بحیثیتِ اعتقاد اپنے آپکو کافروں مشرکوں مرتدوں سے بدتر سمجھتے ہیں کہ یہ تو اپنے آپکو کافروں مرتدوں سے بدتر سمجھنا نہ ہوا، بلکہ اپنے ایمان واسلام کو کفار ومشرکین ومرتدین کے کفروشرک وارتداد سے بدتر ٹھہرانا ہوا۔ وماھوالا زندقۃ والحاد ؛ لا یمکن ان یتفوہ بہ مومن صحیح الاعتقاد ؛ فما ظنک بالعرفاء الامجاد ؛ والعیاذ باللہ الملک الجواد ؛

بلکہ حسرتِ دیدارِ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں مُشتاقانِ جمالِ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اِس اندازِ بیان سے اپنی تڑپ اور بے چینی اور بیقراری کو ظاہر کیا ہے کہ کفّار ومُشرکین کو دنیا ہی میں اُن کے آلہۂ باطلہ کا وصال نصیب ہے جس کو انھوں نے اپنا مقصود سمجھ رکھا ہے۔ اُن کو اس بارے میں سکون واطمینان حاصل ہے۔ اور دیدارِ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تمنائی انتظارِ قیامت میں تڑپ رہے ہیں بے چین اور مُضطرب ہیں۔ تو قطعِ نظر اِس سے کہ کفّار ومشرکین کو اُن کے اِس دنیوی سکون واطمینان کے بدلے ہمیشہ کا عذابِ نار ہوگا۔ اور دیدارِ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تمنا میں تڑپ تڑپ کر جان دینے والا ابدی راحتوں اور نعیمِ مقیم کا سزاوار ہوگا۔ صرف اِسی دنیوی ظاہری سکون واضطراب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو تڑپ تڑپ کر زندگی گزارنے والے سے اُس کا حال بہتر نظر آئیگا جو چین اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کررہا ہو۔ یہ قول گویا اس حدیث شریف کا ترجمان ہوا کہ فرمایا گیا الدنیا سجن المؤمن و جنۃ الکافر یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنّت ہے۔ دیکھنے میں بظاہر اس شخص کا حال جو آزادی سے باغ میں رہتا ہو قیدی کے حال سے بہتر ہی نظر آئیگا۔ کہ یہ تڑپ تڑپ کر اپنی قید کے دن گزا

رہا ہے۔ اگرچہ درحقیقت یہ اس کے حق میں رحمت و نعمت اور وہ اُس کیلئے مہلت و نقمت ہے ـــــ
اِن جاہل صوفی نما گمراہ گروں سے کون کہے کہ ؎

توچہ دانی زبانِ مرغاں را ؛ کہ ندیدی گہے سُلیماں را

تو اب جو شخص دیدارِ خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی حسرت و آرزو میں تڑپ تڑپ کر دنیوی زندگی کے دن گزار رہا ہو اور ہر وقت اِسی انتظار میں ہو کہ کب میں بتوفیق اللہ تعالےٰ ایمان کے ساتھ دُنیا کے اِس جیل خانے سے باہر نِکلوں اور میرا زمانۂ فراق ختم ہو جو زبانِ حال سے برابر یوں عرض کر رہا ہو جس طرح حضور پُرنور امام اہلِ سُنّت مُجدّدِ اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مُفتی شاہ عبد المصطفٰے محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ وارضاہ عنا رضی عنا بہ بکمال سوز و گداز مالکِ کونین محبوب ربُّ المشرقین والمغربین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فی الملوین کی سرکارِ کرم میں عرض کرتے ہیں ؎

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے ؛ کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

وہ خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی شان میں تنقیص و تکذیب کرنیوالوں کے کلماتِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر مرتد کہنے سے ہرگز ہرگز گریز نہ کرے گا، ہرگز ان کے کفر و ارتداد پر اپنی صوفیت کا پردہ نہیں ڈالے گا کہ ایسا کرنے والا تو معاذ اللہ کافر مرتد ملوم اور دیدارِ الٰہی سے ہمیشہ کیلئے محروم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون ۝ یعنی اور بیشک کُفار اپنے رب کے دیدار سے اُس دن محروم ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

بدمذہبوں، بے دینوں مرتدوں کے اقوالِ کفریہ کا رد کرنا خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی شانِ عالی میں توہین و تکذیب کرنے والوں کی مذمتیں اور اُن کی برائیاں بیان کرنا، اُن کے اقوالِ خبیثہ کے مُطابق اُن پر بدمذہب گمراہ کافر مرتد بے دین ہونے کے احکامِ شرعیہ صادر کرنا ہرگز مولویوں کا جھگڑا نہیں۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالےٰ کا پاک کلامِ قدیم اُس کا پیارا قرآنِ عظیم اِن اُمور سے لبریز ہے۔ تو ان صُلحکلی پیر نما قزاقوں کے اِس قول کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے پیارے کلامِ مجید میں معاذ اللہ جھگڑے بھرے ہوئے ہیں۔ اِن مرشد نما ڈاکوؤں کو اللہ اللہ کرنے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ قرآنی جھگڑوں کی طرف توجہ بھی کر سکیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالےٰ۔

سب پیروں کے پیر اور جُملہ میروں کے میر پیرِ پیراں میرِ میراں حضور پُرنور قطب الاقطاب غوث الاغواث سیدنا الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ عنا و رضی عنا بہ

سے بڑھ کر کون سا اللہ اللہ کرنے والا پیر فقیر ہوگا۔ جن کا قدم باجماع تمام اولیائے کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی گردنوں پر ہے۔ خود سرکارِ غوثیت مدار رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کتاب مستطاب "غنیۃ الطالبین" شریف تصنیف فرمائی۔ اور مسلمان کہلانے والوں میں جس قدر گمراہ بدمذہب مرتد فرقے اسوقت تک پیدا ہوچکے تھے اُن سب کے عقائد کفر و ضلال نقل فرماکر اُن پر صاف صاف احکام شرعیہ صادر فرمادیئے۔ پھر کیا اُن کے اللہ اللہ کرنے میں کچھ کمی آگئی یا اُن کے مراتب ولایت میں معاذ اللہ کچھ فرق پڑ گیا۔ حاشا! بلکہ ہوا یہ کہ خود اُن کے باباجان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دینِ پاک نے اُن سے آکر فرمایا کہ تم نے مجھ کو زندہ کردیا، تم محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والے ہو۔ حضرت امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنی کتابِ تصوف "احیاء العلوم" شریف میں بدمذہبوں، بددینوں پر غلظت و شدت کے احکام شرعیہ بیان فرمائے۔ کیا اس سے اُن کی صوفیت میں کچھ نقصان آگیا، حاشا! بلکہ اُنھیں علمائے ربانی و اولیائے حقانی نے حجۃ الاسلام و حکیم الامۃ المحمدیہ مان لیا۔ اور اگر ان صُلحکلی متشیخین کو اتنی لیاقت نہیں کہ ان عربی کتابوں کو دیکھیں سمجھیں۔ تو چند اشعار مثنوی شریف کے ہم اس فتوے میں نقل کرتے ہیں ؎

دَرْ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار باش ۔۔۔ خاک بر دلداریِ اغیار پاش

اسی میں فرماتے ہیں۔

دور شو از اختلاطِ یارِ بد ۔۔۔ یار بد بدتر بود از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند ۔۔۔ یارِ بد بر جان و بر ایماں زند

اُسی میں فرماتے ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند ۔۔۔ صحبتِ طالح ترا طالح کند

یعنی اے راہِ حق پر چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت رہ اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال۔ بدمذہب دوست کے میل جول سے دور رہ کہ بدمذہب دوست تو زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہوتا ہے۔ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے۔ لیکن بدمذہب دوست تو جان و ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔ نیک کی صحبت تجھے نیک بنادے گی بد کی صحبت تجھے بد بنادے گی۔ کیا یہ تصوف کی تعلیمات نہیں۔ کیا مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان اشعار میں اللہ اللہ کرنے سے روک رہے ہیں۔ کیا اُن کی ولایت میں اس سے کچھ کمی آگئی۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

اِن صوفی صورتوں ابلیس سیرتوں کا اس ضروری دینی مسئلے پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد جو شخص ان کو مسلمان کہے یا اُن پر شرعی حکمِ کفر سنانے کو جھگڑا بتائے وہ خود بے ایمان ہے مسلمان ہی نہیں۔ اور ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ اللہ کرتا رہے تو اس کے سارے اعمال رائیگاں اور اکارت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا ووجد اللہ عندہ فوفٰہ حسابہ واللہ سریع الحساب ٥

یعنی اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا تو اُس نے اس کا حساب بھرپور دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

[1] حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی علیہ الرضوان السبحانی اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۴۳ صفحہ ۵۹ میں فرماتے ہیں۔

استدلال وکشف ہرچند مخالفِ شریعت ست مردود ست کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ۔

یعنی استدلال اور کشف جو کچھ بھی شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہو مردود ہے جس حقیقت کو بھی شریعتِ مقدسہ رُد فرمادے تو وہ زندیقیت اور بے دینی ہے۔

[2] پھر اسی جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۱۲ میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں۔

کار آنست کہ بر عقائدِ اہلسنت وجماعت متحقق گردیم۔ بایں دولت کہ اگر احوال ومواجید عطا فرمایند منت می داریم والا ہمیں دولت را کافی میدانیم چوں ایں ہست ہمہ ہست۔

یعنی اصل کام تو یہی ہے کہ اہلسنت وجماعت کے عقیدوں پر ہم ثابت ومستقیم ہو جائیں۔ اس دولت کے ساتھ اگر وجد وحال کی دولتیں عطا فرمائیں تو ہم احسان مانیں گے ورنہ صرف اسی دولتِ سُنّیت کو ہم کافی جانتے ہیں۔ جب یہ دولت ہے تو سب کچھ ہے۔

[3] پھر پونے تین سطر بعد فرماتے ہیں۔

احوال ومواجید کہ بے تحقق بحقیقتِ معتقداتِ ایں فرقۂ ناجیہ میسر شود جز استدراج نمی دانیم وجز خرابی ہیچ نمی انگاریم بایں دولتِ اتباعِ فرقۂ ناجیہ ہرچہ بدہند منت می داریم وشکر بجا می آریم واگر ہیں را بدہند وہیچ از احوال ومواجید ندہند باک نداریم وراضی ایم۔

وجد وحال کی جو کیفیتیں اس نجات پانیوالے فرقہ اہلسنت کے عقیدوں پر ثبات واستقامت کے بغیر حاصل ہوں ہم اسے استدراج[1] کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں اور اسکو خرابی کے سوا کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور اس مستحق نجات فرقے کے اتباع کی دولت کے ساتھ جو کچھ بھی عطا فرمائیں تو ہم احسان مانتے اور شکر بجالاتے ہیں۔ اور اگر صرف یہی دولتِ اتباعِ فرقۂ اہلسنت عطا فرمائیں اور طریقت کا حال تصوف کا وجد وغیرہ کچھ بھی نہ دیں تو ہم کچھ پرواہ نہیں رکھتے ہیں اور اسی پر ہم راضی ہیں۔

---

[1] اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے نافرمان بندوں کو جو ڈھیل دی جاتی ہے اُسے استدراج کہتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

پھر[۴] اسی مکتوب شریف میں صفحہ ۱۳۴ پر فرماتے ہیں۔

مصداقِ صحتِ کشف والہام مطابقت ست باعلومِ علمائے اہلسنّت۔ اگر سرِ موئے مخالفت ست از دائرۂ صواب بیرون ست هذا هو العلم الصحیح والحق الصریح فماذا بعد الحق الا الضلٰل۔

یعنی اولیائے کرام وصوفیائے عظام نفعنا اللہ تعالیٰ برکاتہم القدسیہ فی الدین والدنیا والآخرہ کے کشف والہام کے درست وصحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم کے علوم وعقائد کے مطابق ہو اگر ایک بال برابر بھی اُن سے مخالف ہے تو دائرہ صحت سے باہر ہے۔ یہی علم صحیح اور حقِ صریح ہے تو حق کے سوا جو کچھ ہے گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔

پھر[۵] اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۵۷ صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں

آنچہ بر ما وشما لازم ست تصحیحِ عقائد ست بمقتضائے کتاب وسنّت بر نہجیکہ علمائے اہلِ حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم از کتاب وسنّت آں عقائد را فہمیدہ اند واز انجا اخذ کردہ۔ چہ فہمیدنِ ما وشما از حیز اعتبار ساقط ست اگر موافقِ افہامِ ایں بزرگواراں نباشد۔ زیرا کہ ہر مبتدع وضال احکامِ باطلۂ خود را از کتاب وسنّت می فہمد واز انجا اخذ می نماید۔ والحال انہ لا یغنی من الحق شیئا۔

یعنی وہ جو ہم پر اور تم پر لازم ہے عقیدوں کو قرآن عظیم وحدیث کریم کے مُطابق اسی طور پر صحیح کرنا ہے جس طور پر حضرات علمائے اہلِ سُنّت نے (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) قرآن وحدیث سے اُن عقائد کو سمجھا اور ان سے استنباط کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا تمہارا سمجھنا اگر ان بزرگواروں کی سمجھ کے مُطابق نہ ہو تو درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اسلئے کہ مُسلمان کہلانے والا ہر ایک بدمذہب وگمراہ اپنے باطل عقیدوں کو قرآن حدیث ہی سے سمجھنے کا اِدّعا کرتا ہے اور اپنے گمان میں انھیں سے استنباط کرتا ہے حالانکہ وہ حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا۔

پھر[۶] فرماتے ہیں۔

ثانیا علم باحکامِ شرعیہ است از حلال وحرام وفرض وواجب ثالثا عمل بمقتضائے ایں علم است۔ رابعا طریقِ تصفیہ وتزکیہ کہ مخصوص بصوفیۂ کرام ست قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ تا تصحیحِ عقائد نماید علمِ باحکامِ شرعیہ فائدہ نمی دہد۔ وتا ایں ہر دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید۔ وتا ایں ہر سہ میسّر نگردند حصولِ تصفیہ وتزکیہ مُحال ست۔

یعنی پھر دوسری بات یہ ضروری ہے کہ شریعتِ مطہرہ کے جو احکام حلال وحرام فرض وواجب وغیرہ ہیں اُن کا علم حاصل کیا جائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس علم کے مُطابق عمل بھی کریں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ تصفیۂ قلب وتزکیۂ رُوح کا طریقہ جو حضرات صوفیہ کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کے ساتھ خاص ہے اختیار کرکے اپنے قلب اور اپنی رُوح کو پاک وصاف کریں۔ جبتک اپنے عقیدے دُرست نہ کریگا احکامِ شریعت کا علم کچھ نفع نہ دیگا اور جب تک یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہونگی عمل کچھ مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک یہ تینوں باتیں میسّر نہ ہونگی قلب ورُوح کا تصفیہ وتزکیہ ناممکن ہے۔

پھر[۷] اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۹۳ صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں۔

نخستیں ضروریات برارباب تکلیف تصحیحِ عقائد ست بر وفق آرائے علمائے اہلسنّت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کہ نجاتِ اُخروی وابستہ باتباعِ آرائے صواب نمائے ایں بزرگواران ست وفرقۂ ناجیہ ہم ایشان واتباعِ ایشاں۔ وایشانند کہ بر طریق آں سرور واصحابِ آں سرور

یعنی عاقل بالغ پر جو سب سے پہلا فرض ہے وہ یہ ہے کہ حضرات علمائے اہلسنّت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی تحقیقات کے موافق اپنے عقیدوں کو درست کرے کہ نجاتِ اُخروی انھیں کے عقائدِ صحیحہ کے اتباع سے وابستہ ہے اور نجات پانیوالے وہی حضرات اور انھیں بزرگواروں کا اتباع کرنیوالے

اند صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ وعلیہم وعلی آلہ اجمعین واز علومیکہ از کتاب و سنت مستفاد ند ہماں معتبر اند کہ ایں بزرگواراں از کتاب و سنت اخذ کردہ اند و فہمیدہ زیراکہ ہر مبتدع وضال عقائد فاسدہ خود را بزعم فاسدِ خود از کتاب و سنت اخذ می کند پس ہر معنی از معانی مفہومہ ازینہا معتبر نباشد

ہیں۔ اور وہی لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقے پر ہیں۔ اور قرآن وحدیث سے جس قدر علوم حاصل ہوتے ہیں اُن میں سے صرف وہی علوم معتبر ہیں جو ان بزرگوں نے قرآن وحدیث سے حاصل کئے اور سمجھے ہیں کیونکہ مسلمان کہلانیوالا ہر ایک بدمذہب ہر ایک گمراہ بھی اپنے گمانِ فاسد میں اپنے عقائدِ فاسدہ کو قرآن وحدیث سے حاصل کرتا ہے۔ تو قرآن وحدیث سے سمجھ میں آنیوالے تمام معانی میں سے ہر ایک معنی کا اعتبار نہ ہوگا۔

پھر[8] اسی صفحے پر فرماتے ہیں۔

از حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ منقول است کہ می فرمودند کہ اگر تمام احوال و مواجید را بما بدہند و حقیقتِ ما را بعقائدِ اہلسنت و جماعت متحلی نسازند جز خرابی ہیچ نمی دانیم واگر تمام خرابیہا را بر ما جمع کنند و حقیقتِ ما را بعقائدِ اہلسنت و جماعت بنوازند ہیچ باکے نداریم۔

یعنی حضرت عبیداللہ خواجہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مواجید وحالات و کشوف و الہامات و خوارقِ عادات سب کچھ ہم کو دیں اور ہماری حقیقت کو اہلسنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو ہمیں خرابی کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا اور اگر تمام خرابیوں پر ڈالدیں کو ہم پر اکٹھا کریں اور ہماری حقیقت کو سنیوں کے عقیدوں سے نواز دیں تو ہمیں کچھ پرواہ نہ ہوگی۔

پھر[9] اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۰۷ میں صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں۔

آں جاوجد وحال را تا بمیزانِ شرع نسنجند بہ نیم جیتل نمی خرند و کشوف و الہامات را تا بر محکِ کتاب و سنت نزنند بہ نیم جوے نمی پسندند مقصود سلوکِ طریق صوفیہ حصول ازدیادِ یقین ست بمعتقداتِ شرعیہ کہ حقیقتِ ایمان ست ونیز حصول یسر ست در ادائے احکامِ فقہیہ نہ امرے دیگر ورائے آں۔

یعنی مقامِ طریقت میں وجد وحال کو جب تک شریعت کی ترازو میں تول نہیں لیتے ایک پیسے کے بچیسویں حصے میں بھی نہیں خریدتے۔ اور کشف والہام کو جبتک قرآن وحدیث کی کسوٹی پر کس نہیں لیتے آدھے جَو کے بدلے میں بھی پسند نہیں کرتے۔ صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر سلوک کا مقصود صرف یہی ہے کہ عقائدِ شرعیہ پر اور زیادہ یقین حاصل ہو جائے جو ایمان کی حقیقت ہے۔ اور احکامِ فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی بھی حاصل ہو جائے اس کے سوا کوئی اور بات مقصود نہیں۔

بعینہٖ[10] یہی مضمون اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱۷ میں صفحہ ۲۲۵ پر فرمایا۔

پھر[11] اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱۳ میں صفحہ ۲۱۸ پر ارشاد فرمایا۔

خلاصۂ مواعظ و زبدۂ نصائح اختلاط وانبساط با اہلِ تدیّن و اربابِ تشرع ست۔ تدیّن و تشرع منوط بسلوک طریقۂ حقہ اہلسنت و جماعت ست کہ فرقۂ ناجیہ اند درمیانِ سائر فرقِ اسلامیہ نجات بے متابعت ایں بزرگواراں محال ست و فلاح بے اتباع آرائے اینہا ممتنع۔ دلائل

یعنی سارے وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا عطر یہی ہے کہ دیندار پابندِ شریعت لوگوں سے میل جول محبت رکھی جائے دینداری اور پابندی شریعت تو اہلسنت و جماعت کے طریقۂ حقہ پر چلنے ہی کے ساتھ وابستہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات پانیوالا یہی فرقہ ہے۔

عقلی ونقلی وکشفی بریں معنی شاہدست کہ احتمال تخلف ندارد۔ واگر معلوم شود کہ شخصے برابر موئے از صراط مستقیم ایں بزرگواراں جدا افتادہ ست صحبت او را سمّ قاتل باید دانست ومجالست او را زہرِ افعی باید انگاشت۔ طالبعلمانِ بیباک از ہر فرقہ کہ باشند لصوص دین اند اجتناب از صحبت اینہا نیز از ضروریات ست واین ہمہ فتنہ وفساد کہ در دین پیدا شدہ است از شومی این جماعت ست کہ بواسطہ حطام دنیوی آخرتِ خود را برباد دادہ اند۔ اولٰئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ۝ ابلیس لعین را شخصے دید کہ آسودہ وفارغ البال نشستہ است ودست را از اغوا واضلال کوتاہ کردہ۔ بہرآں راز پرسید۔ لعین گفت علمائے سوء ایں وقت کار مرا کفایت کردہ اند ومتکفلِ اغوا واضلال گشتہ۔

بغیر ان بزرگواروں کی اتباع کے نجات محال ہے۔ اور بغیر ان کے عقائد کی پیروی کے فلاح ناممکن ہے۔ عقلی ونقلی وکشفی ایسی دلیلیں اس معنی پر شاہد ہیں جن کے غلط ہونے کا احتمال نہیں ہے اور اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص رائی برابر بھی ان بزرگواروں کے سیدھے راستے سے الگ پڑ گیا ہے تو اسکی صحبت کو سمّ قاتل سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جاننا چاہیئے۔ بے باک مُلّانے جس فرقے کے بھی ہوں دین کے چور ہیں اُن کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ جو کچھ فتنہ وفساد دین میں پیدا ہوا ہے انھیں بدمذہب مُلّانوں کی جماعت کی نحوست کے سبب سے جنھوں نے دنیا کی تھوڑی سی حقیر پونجی کے واسطے اپنی آخرت کو برباد کر دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے۔ ابلیس ملعون کو ایک شخص نے دیکھا کہ آرام سے بے فکر بیٹھا ہے اور بہکانے اور گمراہ کرنے سے ہاتھ روک لیا ہے۔ اس کا بھید پوچھا۔ ملعون بولا اس زمانے کے بدمذہب مُلّانوں نے مجھ کو بے فکر کر دیا ہے۔ اور انھوں نے گمراہ کرنے اور بہکانے کا سارا بوجھ اپنے ہی اوپر اٹھا لیا ہے۔

[۱۲] پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۸۹ میں صفحہ ۳۹۸ پر فرماتے ہیں۔

انما الصالح للحجۃ والتقلید اقوال العلماء من اھل السنۃ فما وافق اقوالھم من کلام الصوفیۃ یقبل وما خالفھم لا یقبل علی انا نقول ان الصوفیۃ المستقیمۃ الاحوال لم یتجاوزوا الشریعۃ اصلا لا فی الاحوال ولا فی الاعمال ولا فی الاقوال ولا فی العلوم والمعارف وتعلمون ان بقیۃ الخلاف مع الشریعۃ ناشئۃ عن سقم فی الحال وخلل فیہ ولو صدق الحال ما خالف الشریعۃ الحقۃ وبالجملۃ خلاف الشریعۃ دلیل الزندقۃ وعلامۃ الالحاد غایۃ ما فی الباب ان الصوفی لو تکلم بکلام مخالف للشریعۃ ناش

یعنی سند لانے اور اتباع کرنے کے لائق تو صرف علمائے اہلسنت ہی کے اقوال ہیں تو ان کے اقوال سے صوفیہ کا جو کلام موافق ہو گا قبول کیا جائیگا اور جو اُن کے خلاف ہو گا نامقبول ہو گا۔ علاوہ اسکے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مستقیم حالات والے صوفیہ شریعتِ مطہرہ کی حد سے قطعاً تجاوز ہی نہیں کرتے نہ احوال واعمال میں نہ اقوال وعلوم ومعارف میں اور یہ تم جانتے ہو کہ شریعت کے ساتھ جو کچھ مخالفت باقی رہجاتی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ حالات میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے خلل پڑ جاتا ہے۔ اور اگر حال سچا ہوتا تو شریعتِ حقہ کے خلاف نہ ہوتا۔ اور خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت زندیقی کی دلیل اور بے دینی کی علامت ہے۔ انتہائی بات جو اس بارے میں کہی جاسکتی

عن الکشف فی غلبۃ الحال وسکر الوقت فھو معذور وکشفہ غیر صحیح وغیر صالح للتقلید ینبغی ان یحمل کلامہ ویصرف عن ظاھرہ فان کلام السکاری یحمل ویصرف عن ظاھرہ

ہے وہ یہ ہے کہ صوفی اگر کوئی ایسا کلام بولے جو (بظاہر) شریعت کے خلاف ہو اور غلبۂ حال و سُکرِ وقت کے کشف سے صادر ہوا ہو تو وہ معذور ہے اور اس کا کشف اپنے ظاہری معنی پر صحیح نہیں اور جو اس کے ظاہر معنی ہیں وہ قابلِ اتباع بھی نہیں، بلکہ لازم ہے کہ اُس کے کلام کے کوئی ایسے معنی لئے جائیں جو مُخالفِ شریعت نہ ہوں اور ظاہری معنی کو اُسکی مُراد قرار نہ دیا جائے، کیوں کہ سُکر والوں کے کلام سے اس کے ایسے مخفی معنی مُراد لئے جاتے ہیں جو موافقِ شریعت ہوں۔ اور اس کے خلافِ شریعت ظاہری معنی کو اُسکی مراد نہیں ٹھہرایا جاتا ہے۔

[13] پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد دوم کے مکتوب نمبر ۶۷ میں صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں۔

خُبثِ اعتقاد کہ مخالفِ معتقداتِ اہلسنّت ست سُمِّ قاتل ست۔ کہ بموتِ ابدی وعقابِ سرمدی رساند۔ مداہنت ومساہلت درعمل امیدِ مغفرت دارد اما مداہنت اعتقادی گنجائشِ مغفرت نہ دارد۔

یعنی جو عقیدہ سُنّیوں کے عقائد کے مخالف ہے اُسکی گندگی زہرِ قاتل ہے کہ ہمیشہ کی موت اور دوامی عقاب تک پہنچاتی ہے۔ عمل میں سُستی اور کاہلی پر تو مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقادات میں مداہنت و پالیسی کے بخشے جانے کی امید نہیں ہے۔

[14] پھر اسی جلد دوم کے اسی مکتوب میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں۔

پیغمبر فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بدرستی کہ بنی اسرائیل ہفتاد ویک فرقہ شدہ بودند کہ ہمہ ایشاں در نار اند مگر یکے از ایشاں و زود ست کہ امتِ من بر ہفتاد وسہ فرقہ متفرق شوند کہ ہمہ ایشاں در آتش باشند مگر یک فرقہ پرسیدند کہ آں فرقۂ ناجیہ چہ کسانند فرمود علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام آنانند کہ باشند بر مثلِ آنچہ من بر آنم واصحابِ من بر آنند علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام۔ وآں یک فرقۂ ناجیہ اہلسنت وجماعت اند کہ ملتزم متابعتِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام ومتابعتِ اصحابِ آں سرور علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات اند اللھم ثبتنا علیٰ معتقدات اھل السنۃ والجماعۃ وامتنا فی زمرتھم واحشرنا معھم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ٥

یعنی حضور پیغمبرِ اسلام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بیشک بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہو گئے تھے کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب جہنمی ہیں اور عنقریب میری اُمّت تہتّر فرقوں پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب ناری ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والے کون لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو اُسی دینی مذہب پر ہیں جس دینی مذہب پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ علیٰ نبینا الکریم وعلیٰ آلہ وعلیہم الصلاۃ والسلام اور وہ نجات پانے والا ایک فرقہ یہی اہلسنّت وجماعت کا گروہ ہے۔ جنھوں نے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی متابعت کا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا التزام کیا ہے اے اللہ ہمکو اہلسنّت وجماعت ہی کے عقیدوں پر ثابت رکھ اور اُنھیں کے گروہ میں ہم کو دُنیا سے

اُٹھا اور انھیں کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔ اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی ہے بڑا دینے والا۔

15 پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۲۹ میں صفحہ ۱۴۹ پر فرماتے ہیں۔

کفارِ قریش چوں از کمالِ بے سعادتی در ہجو نکوہش اہلِ اسلام مبالغہ نمودند حضرت پیغامبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بعضے از شعرائے اسلامیہ امر فرمودند کہ ہجو کفار نگونسار نمایند۔ آں شاعر در حضورِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا بر بالائے ممبری برآمد واشعار ہجو کفار برملای خواند آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام می فرمودند کہ روح القدس باوست مادامیکہ ہجو کفار می کند۔

یعنی کفارِ قریش نے جب کمالِ بدبختی کے سبب مسلمانوں کی بدگوئی اور مذمت میں زیادتی کی تو حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بعض اسلامی شاعروں کو حکم فرمایا کہ بدنصیب کافروں کی مذمت بیان کریں۔ وہ شاعر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار میں ممبر پر کھڑے ہوا کرتے تھے اور کافروں کی مذمت کے اشعار برسر مجلس پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ رُوح القدس (حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام) اُس کے ساتھ ہے جب تک وہ کافروں کے عیب اور اُن کی برائیاں کرتا رہتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان الرحمانی کی اِس پچھلی عبارتِ شریفہ میں ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ ہے کہ

۱۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یوم قریظۃ لحسان بن ثابت اِہجُ المشرکین فان جبریل معك وکان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یقول لحسانٍ اجب عنی اللّٰھمّ ایدہ بروح القدس۔

(رواہ البخاری ومسلم عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی جنگِ بنی قریظہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مشرکوں کی ہجو و مذمت کر کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تیرے ساتھ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ میری طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ حسان کی تائید روح القدس سے فرما۔

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قال اھجوا قریشاً فانہ اشد علیھم من رشق النبل۔

(رواہ مسلم عن سیدتنا عائشۃ صدیقۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ قریشی کافروں کی بُرائیاں اُن کے عیوب بیان کرو کہ بے شک یہ کام تیر مارنے سے بھی زیادہ اُن پر سخت ہے۔

۳۔ سَمِعتُ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یقول لحسانٍ ان روح القدس لایزال یؤیدك ما نافحتَ عن اللہ ورسولہ وقال سَمِعتُ رسول

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سُنا کہ رُوح القدس جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تیری تائید فرماتے رہتے ہیں جبتک تو اللہ و رسول جل جلالہ

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم یقول ھجاھم حسانٌ فشفی واشتفیٰ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جانب سے اُن کے دشمنوں کے ساتھ مخاصمت ومدافعت کرتا رہتا ہے۔ اور انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حسان نے کافروں مشرکوں کے عیوب اُن کی برائیوں کا بیان کیا تو مسلمانوں کو اُس نے شفا دی اور اپنے آپ بھی شفاء حاصل کی۔ (رواہ مسلم عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۴۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم یضع لحسان منبرًا فی المسجد یقوم علیہ قائمًا یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم او ینافح ویقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح اوفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد میں ممبر بچھایا کرتے تھے کہ وہ اُس پر کھڑے ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے کافروں مشرکوں پر مفاخر حسبیہ ونسبیہ کا نظم میں بیان کرتے تھے یا کفار ومشرکین کی ہجو ومذمت میں نظمیں پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بیشک اللہ عزّ وجلّ روح القدس سے حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید فرماتا رہتا ہے بیشک حسان میری طرف سے مفاخرت ومنافحت کرتے رہتے ہیں۔ (رواہ البخاری عن سیدتنا عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کی۔ ان اللہ تعالیٰ قد انزل فی الشعر ما انزل۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں تو جو نازل فرمایا ہے وہ نازل فرما ہی دیا ہے؛ اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے والشعراء یتبعھم الغاؤن ۵ الم تر انھم فی کل وادیھیمون ۵ وانھم یقولون مالا یفعلون ۵ یعنی اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ (ترجمۂ رضویہ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شعراء حضرت کعب بن مالک و حضرت حسان بن ثابت و حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو کفار ومشرکین کو اپنی نظموں میں جنگ وحرب سے خوفناک کیا کرتے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کفار ومشرکین کے نسبی وخاندانی عیوب اپنے قصیدوں میں بیان کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں کفار ومشرکین کو کفر وشرک پر شرم وغیرت اور ننگ وعار دلایا کرتے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عرض کا مطلب یہ تھا کہ کیا اس قسم کے اشعار کہنا بھی ہمارے لئے ناجائز فرمادیا گیا؟ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ان المؤمن یجاھد بسیفہ ولسانہ والذی نفسی بیدہ لکانما ترمونہ بہ نضح النبل۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ایمان والا اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے۔ اُسکی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری

جان ہے۔ بیشک تم اپنے اشعار کے ذریعے سے کافروں مشرکوں کے دلوں پر تیر برساتے ہو۔ جس طرح تیروں سے انکو زخمی کرتے ہو۔ (رواہ فی شرح السنۃ عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی شعر گوئی صرف ان لوگوں کیلئے منع ہے جو گمراہی کے نالوں میں سرگرداں پھرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ایمان والے پابندِ شریعت شعراء تو اس ممانعت سے مستثنیٰ ہیں۔ انھیں آیتوں کے بعد علی الاتصال ارشاد ہوتا ہے۔

الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت وذکروا اللّٰہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

یعنی مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔ اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ترجمۂ رضویہ)

اس آیتِ کریمہ نے ارشاد فرمایا کہ اشعار میں کفار و مشرکین کی مذمت و ہجو کرنا اسلئے کہ مسلمان ان کو سن کر ان کے عقائدِ کفریہ سے متنفر و بیزار ہوکر اپنے اسلام اپنی سنیت کو ان کے دامِ مکر و فریب میں پھنسنے سے بچائیں۔ یہ بھی جہاد باللسان ہے۔ ہم نے یہ پانچوں احادیثِ مبارکہ بھی اسد السنۃ ضرغام الملۃ وصاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو المظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی خطیب جامع مسجد و مفتیٔ اعظم ریاستِ پٹیالہ (ادامھم اللہ بالفیض والفضل والجلالۃ ونصرھم دائما علیٰ جمیع اہل الکفر والضلالۃ) کے فتوائے مبارکہ مسمّٰی بنامِ تاریخی "اربعین شلت" (۵۸ھ ۱۳) سے نقل کی ہیں۔

اب بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت امام ربانی مجددِ الفِ ثانی علیہ الرضوان الصمدانی کی ان عبارات کریمہ کے فوائدِ عظیمہ ملاحظہ ہوں۔

اولاً ـــــ پانچویں چھٹی ساتویں عبارتوں میں فرمایا کہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر صوفی ہو یا کوئی اور سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنت وجماعت دامت برکاتہم کی تحقیقات کے مطابق درست کرے۔ بغیر اس کے علم و عمل و سلوک سب باطل و مردود ہے۔

ثانیاً ـــــ پانچویں ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ائمۂ دین و ملت و علمائے اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تحقیقات کے خلاف جو شخص اپنی عقل سے قرآن و حدیث سے سمجھنا چاہے گا وہ بدمذہب و گمراہ ہو جائے گا بلکہ کتاب و سنت کے مطالب کو حضرات علمائے اہل سنت ہی کے معتقدات و تحقیقات کے مطابق اخذ کرنا فرض ہے۔

ثالثاً ـــــ تیسری ساتویں گیارہویں چودھویں عبارتوں میں فرمادیا کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات کا مستحق صرف اہل سنت وجماعت کا مقدس گروہ ہے۔

رابعًا ــــ چودھویں عبارت میں فرمایا کہ اہلسنّت وجماعت کے سوا مسلمان کہلانے والے جو بہتر فرقے ہیں اُن سب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حدیث شریف میں ناری وجہنمی فرمایا ہے

خامسًا ــــ تیرہویں عبارت میں فرمایا کہ مذہب اہلسنّت وجماعت کے خلاف جو عقیدہ ہو اس کی خباثت ہمیشہ کی موت اور ابدی عذاب تک پہنچا دیا کرتی ہے۔

سادسًا ــــ گیارہویں عبارت میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص مذہب اہل سُنّت وجماعت سے رائی کے دانے کے برابر بھی جُدا نظر آئے اسکی صحبت کو سَمِّ قاتل اور اس کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کو زہر افعی سمجھو۔

سابعًا ــــ اُسی عبارت میں فرمایا کہ ہر ایک بدمذہب فرقے کے مُلّانے دین کے چور ہیں دین میں جس قدر فتنے فسادات ہو رہے ہیں سب کا سبب انھیں کی منحوسیت ہے، اُن کی صحبتوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

ثامنًا ــــ اُسی عبارت میں فرمایا کہ بدمذہب فرقوں کے مُلّانے ابلیس ملعون کے نائب ہیں جنھوں نے شیطانِ لعین کے کارِ تضلیل واغوا کا سارا بار خود اپنے اوپر لیکر ابلیس کو آرام وبے فکری کے ساتھ بٹھادیا ہے۔

تاسعًا ــــ پندرہویں عبارت میں فرمایا کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دشمنی رکھنے والوں کے مذہبی ونسبی وحسبی عیوب ونقائص نظم ونثر میں تصنیف کرنا اور مسلمانوں کے مجمع میں ممبر پر کھڑے ہو کر پڑھنا اور مسلمانوں کا اپنے مجمعوں بلکہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر اُن کو سُننا اِس لئے کہ عوام اہل اسلام اُن کو سُن کر کفار ومشرکین واعدائے دین کے عقائدِ کفریہ وافعالِ نامرضیہ سے متنفر وبے زار ہوں اور اپنے دین ومذہب کو ان کے مکروفریب کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھیں۔ یہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وحضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سُنّتِ جمیلہ ہے۔

عاشرًا ــــ دوسری تیسری آٹھویں نویں دسویں عبارتوں میں فرمایا کہ کشوف وکرامات ومواجید وحالات صرف وہی معتبر ہیں جو عقائدِ مذہبِ اہلسنّت واحکام ومسائل شریعت کے مطابق اور موافق ہوں۔ اور جو امور بظاہر کشف وکرامت ومواجید وحالات نظر آتے ہوں لیکن مذہبِ اہلسنّت کے خلاف یا شریعتِ مطہرہ کے مخالف ہوں وہ کشف وکرامات نہیں بلکہ خرابی وبربادی واستدراج ہیں۔

حادی عشر ــــ پہلی چوتھی بارہویں عبارتوں میں صاف فرمادیا کہ جو کشف والہام شریعتِ مطہرہ کیخلاف ہو وہ مردود ہے، گمراہی وبے دینی ہے۔

ثانی عشر ــــ بارہویں عبارت میں فرمادیا کہ سچا صُوفی احوال وافعال واقوال وعلوم ومعارف میں کبھی شریعتِ مطہرہ کا مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔

ثالث عشر ــــ اُسی عبارت میں فرمایا کہ اگر کسی سچے صُوفی سے مشاہدۂ تجلیٔ الٰہی میں استغراق کے وقت

سکر و بے خودی کے سبب ایسے کلمات صادر ہو جائیں جو بظاہر شریعت مطہرہ و مذہب اہلسنت کے خلاف نظر آئیں تو اُن کے ظاہری معنی مُراد لینا حرام و ناجائز ہیں۔ بلکہ جب اس کی سچی صوفیت ثابت ہے تو اُس کے اِس قسم کے کلمات کے ایسے معنی مراد لینا فرض ہیں جو اگرچہ بادی النظر میں اُن کلمات سے مفہوم نہ ہوتے ہوں۔ بلکہ بعد غور و فکر اُن کلمات سے سمجھ میں آتے ہوں۔ لیکن شریعت مطہرہ و مذہب اہلسنت کے مخالف نہوں۔

رابع عشر ـــــ نویں دسویں عبارتوں میں فرمایا کہ سلوک طریق صوفیہ کا صرف یہی مقصود ہے کہ عقائد شرعیہ پر اور زائد یقین اور احکام فقہیہ کے بجالانے میں آسانی حاصل ہو جائے۔ اِسکے سوا کچھ اور ہرگز مقصود نہیں۔

خامس عشر ـــــ چھٹی عبارت میں فرمایا کہ صوفی جب تک عقائد میں سچا پکا سُنّی مُسلمان نہ ہو گا علم دین اسکو مفید نہ ہو گا۔ اور جب تک احکام شریعت کا علم اُسے حاصل نہ ہو گا عمل اُسے نفع نہ دے گا۔ اور جب تک احکام شرعیہ پر عمل نہ کرے گا ریاضتوں مجاہدوں سے اُسے تصفیۂ قلب و تزکیۂ روح ہرگز حاصل نہ ہو گا۔

لِلّٰہ الحمد کہ اِن عبارات شریفہ سے کالشمس فی نصف النہار واضح و آشکار ہو گیا کہ پیر کہلانے والا مُسلمانوں کے سامنے صُوفیت کے لباس میں آنے والا اگر مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف اور شریعت مطہرہ کا مخالف ہو تو وہ ہرگز نہ تو صوفی ہے نہ پیر۔ وہ ولی اللہ نہیں بلکہ ولی الشیطان ہے۔ وہ مرشد مُسلمین نہیں نہ ہادی مُومنین بلکہ وہ دُزدِ ایمان ہے اور رہزنِ دین، نائب ابلیس لعین ہے۔ اور مُسلمانوں کے دین و ایمان کا عدوِ مبین۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

اِس مسئلے کی تفصیلِ جلیل حُضور پُرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت اعلیحضرت عظیم البرکت مُجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوائے مبارکہ مسمّیٰ بنام تاریخی "مقال عرفا باعزاز شرع و علماء" (۱۳۲۶ھ) میں ملاحظہ ہو

سادس عشر ـــــ گیارہویں عبارت میں اپنی تمام عمر شریف کے جُملہ وعظوں کا خلاصہ اور اپنی ساری مبارک زندگی کی تمام نصیحتوں کا عطر یہ ارشاد فرمایا کہ پابند شریعت دیندار لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے، الفت و محبت رکھی جائے پابندئ شریعت اور دینداری صرف مذہب اہلسنت و جماعت کی پیروی ہی پر منحصر و موقوف ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی دلائل قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بغیر اتباع مذہب اہلسنت کے نجات مُحال اور کامیابی ناممکن ہے۔

جس شخص کے متعلق بھی معلوم ہو جائے کہ وہ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عقائد اہلسنت و جماعت سے مُخالفت رکھتا ہے اُسکی صحبت کو قتل کر ڈالنے والا زہر سمجھیں۔ اُس کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جانیں۔ سُنّی مُسلمانوں کے مذہبی علماء کے سوا ہر ایک فرقے کے مُلّا نے دین کے چور ہیں۔ جُملہ دینی فتنے تمام مذہبی فسادات انھیں بدمذہب مُلّانوں کی نحوست کے سبب برپا ہو رہے ہیں۔ انھوں نے دنیا کی حقیر و ناچیز دولت کے لالچ میں بدمذہبی و لامذہبی یا صُلح کلّیت اختیار کر لی ہے۔ وہ لوگ ابلیس ملعون کے نائب ہیں۔ جنھوں نے بہکانے اور گمراہ کرنے کے جُملہ ابلیسی

کارناموں کا بار اپنے اوپر لیکر اپنے پیشوا شیطان لعین کو فارغ البال اور بے فکر کر دیا ہے۔ تمام بدمذہب مُلّاؤں سے خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں دور رہنا اُن کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

یہ تو حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ وصایا کا خلاصہ تھا۔ اَب حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی تمام عمر شریف کے جمیع تحریری و تقریری مواعظ و نصائح کے عطر کی ایمان پرور خوشبوؤں سے بھی اپنے مشامِ جان و ایمان کو معطر کیجئے۔

رسالۂ مبارکہ "وصایا شریف" کے صفحہ ۳ و ۴ و ۵ پر ہے۔

"پیارے بھائیو! لا ادری مابقائی فیکم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے۔ اور آپ سب لوگ ہوں۔ میں ہوں۔ اور میں آپ لوگوں کو سُناتا ہوں۔ مگر بظاہر اب اِسکی امید نہیں۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ و رسول کی (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم) اور دوسری خود میری۔ تم مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ اُن سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے۔ رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے۔ غرض کتنے ہی فرقے ہوئے ——— جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیے ہیں۔ تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ اِن کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ربُّ العزۃ جل جلالہٗ کے نور ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم روشن ہوئے۔ اُن سے تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ روشن ہوئے۔ اُن سے ائمہ دین روشن ہوئے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) اُن سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں کہ یہ نور ہم سے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سچی محبت اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جُدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہِ رسالت (علیٰ صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ) میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اُسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کیلئے

کسی بندے کو کھڑا کر دیگا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو۔ اور تمہیں کیا بتائے۔ اس لئے ان باتوں کو خوب سُن لو۔ حُجّۃ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سُنا اور مانا قیامت کے دن اس کیلئے نور و نجات ہے۔ اور جس نے نہ مانا اُس کیلئے ظلمت و ہلاک۔ یہ تو خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں سُنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔ اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے۔ مجھے نہ کرنے دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہلسنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں۔ اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں اُن سے میری معافی کرالیں۔"

یہ مبارک وصیت مقدسہ پچیس محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو اپنی دنیوی حیات شریفہ میں اپنے مرشد برحق خاتم الاکابر حضور پر نور سیدنا شاہ آل رسول احمد قادری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے پچھلے عرس سراپا قدس میں ارشاد فرمائی تھی۔ قُل شریف کے وقت کاشانۂ مبارک سے مستورات کو دوسرے مکان میں بھجوا کر لوگوں کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔ یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی اور رُشد و ارشاد کا پچھلا دور۔ جس کے پورے ایک مہینے کے بعد جمعۂ مبارکہ ۲۵ صفر مظفر ۱۳۴۰ھ کو دو بج کر اڑتیس منٹ پر امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دار فانی سے دار باقی کی طرف سفر فرمایا۔ ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ حاضرین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت میں لوگوں کا اس روز بلک بلک کر رونا عمر بھر یاد رہے گا۔ پھر مکتوب وصایا جو وصال شریف سے صرف دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود اپنے دست اقدس سے تحریر فرمائے۔ اُن کے آخر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے والسلام ۔ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ روز جمعہ مبارکہ ۔ ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یہ وقتی وصایا قلمبند ہوئے۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم خود بحالت صحت حواس واللہ شہید وله الحمد وصلى الله تعالىٰ وبارك وسلم علىٰ شفيع المذنبين وآله الطيبين وصحبه المكرمين وابنه وحزبه الى ابد الأبدين والحمد لله رب العلمين ٥

اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات مبارکہ میں یہ حمد پچھلی حمد اور یہ درود آخری درود اور یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے کہ پھر کچھ نہ تحریر فرمایا ــــــ یہ ہے حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ نصائح کے خلاصے۔ اور حضرت امام اہلسنّت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام حیاتِ مبارکہ جمیع وصایا کے مُلخّص کا باہمی حُسن تطابق۔ مشاہدۂ اوّلین ہی میں محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت مبارکہ جس مضمون کا اجمال جمیل ہے۔ حضرت امام اہلسنّت مجدّد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیتِ مقدسہ اُسی کی مختصر تفصیلِ جلیل ہے۔ اللہ عزّ وجل حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی وحضرت امام اہلسنّت مُجدّد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی انھیں مقدس وصیتوں پر ثابت ومستقیم رہنے کی ہم کو، ہمارے بھائیوں، ہماری بہنوں کو توفیق بخشے اور اس راستے میں کسی کی بھی شہرتِ علمی وشخصیتِ ظاہری ونسبتِ نسبی ووجاہت عمومی وغیرہ کے پاس اور لحاظ کو ہمارے لئے سدِّ راہ نہ ہونے دے اور وہی ہمارا معین وکفیل ہے اور ناصر ووکیل فلہ الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ومجدد دینہ ومحیی ملتہ واولیاء امتہ وعلماء شریعتہ وعلینا وعلیٰ سائر اھل سنتہ وجماعتہ اتم الصلوات وادوم التسلیمات بالتعظیم والتبجیل آمین۔

الحمد للہ رب العٰلمین! کہ ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالمتاب سے بھی زائد روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ حق کو حضراتِ علمائے اہلسنّت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم کا مسلک بالکل حق ودُرست وصحیح اور صلحکلی پیرنما ٹھگوں کا ہر ایک مُغالطہ فضیح وقبیح ہے۔ اور جو لوگ ایسا بکتے ہیں وہ اِس شعر کے مصداق ہیں کہ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

صُلحکلیوں کے اور دوسرے مکروں اور عذروں کا مفصّل رَدّ قاہر حضور پُرنور امامِ اہلسنّت مجدّدِ اعظم اعلیحضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتاب مسمّیٰ بنام تاریخی "تمہید ایمان بآیات قرآن" (۱۳۲۶ھ) میں ملاحظہ ہو۔ بھولے بالے سیدھے سادے سُنّی مُسلمانوں پر فرض عین ہے کہ اِن سب قسموں کے صلحکلیوں سے دور ونفور رہیں تاکہ بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اُن کے دین وایمان اِن کے حملوں سے بچیں۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۵

درحقیقت صُلحکلیت ہر بدمذہبی کی جڑ، ہر بیدینی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔ اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ اِنسان اپنے ماں باپ، اپنے بھائی بہن، اپنے بیوی بچوں کے دشمنوں اور اُن کو گالیاں دینے والوں سے نفرت وبیزاری رکھے، اُن سے بغض وعداوت برتے، اُن کی گالیوں کے بدلے گالیاں بکے یہ سب تو جائز ہے۔ مگر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رضا کیلئے جو شخص اُن کے دشمنوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے بحکمِ

شریعت علیحدگی و مجانبت بیزاری و نفرت ایسوں کے ساتھ شرعی بغض و عداوت رکھے، اُن کی ملعون گستاخیوں کا رد کرے وہ فتنہ گر ہے، جھگڑالو ہے، بدگو ہے، بے تہذیب ہے، اَن سیولائزڈ غیر مہذب اور ترقی نایافتہ ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کون سے سچے ایمان دار کو ایسی ناپاک ملعون صُلحکلیت کے کفر والحاد ہونے میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ایمان و قرآن تو یہ بتاتا ہے کہ جو شخص تمہارا دشمن ہو، تمہارے ماں باپ کا عدو ہو، تمہارے کنبے قبیلے کے خون کا پیاسا ہو، تمہاری جان کا خواہاں ہو، تم کو بُرا کہتا ہو، تمہیں گالیاں دیتا ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن و مخالف نہ ہو اور ایماندار سُنّی مسلمان ہو تو اگرچہ اُس کی ناجائز دشمنیوں کا بروجہ شرعی انتقام لینا جائز ہے پھر بھی اگر صبر کرو اور اسکو بخش دو اس کی عداوت کے بدلے میں تم اُس کے ساتھ محبت کرو اُس کی گالیوں کے بدلے میں تم اُسے دُعائیں دو تو یہ عند اللہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص تمہارا کیسا ہی معظم و محترم ہو تمہیں کتنا ہی محبوب و مکرم ہو اگرچہ وہ تمہارا مولوی تمہارا مفتی تمہارا پیر تمہارا واعظ تمہارا اُستاد کہلاتا ہو اگرچہ وہ تمہارا لیڈر تمہارا اسپیکر تمہارا لیکچرار تمہارا ریفارمر بنکر پلیٹ فارم پر آتا ہو اگرچہ وہ تمہاری کیسی ہی ہمدردی و دلسوزی و امداد و اعانت کے گیت گاتا ہو۔ اگرچہ وہ تم پر کیسے ہی اکرام و احسان و انعام کی بارش برساتا ہو، اگرچہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے درحقیقت بھی وہ تمہارا رشتہ دار یا بھائی یا بیٹا یا باپ ہی ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں توہینیں اور گستاخیاں کرتا ہو، قرآن عظیم کی تکذیب احکام اسلامیہ پر تمسخر کرتا ہو اُس کے ساتھ بغض بروجہ شرعی رکھنا، اُس سے متنفر و بیزار رہنا، اُس کے کفر و ارتداد کا پردہ چاک کرنا، اُس کے کافر مرتد ہونے کو علی الاعلان مُسلمانوں پر پیش کر دینا، اُس کے احسان و انعام کو درحقیقت مکر و فریب کا جال سمجھنا، اس کی محبت کے بدلے میں اُس کے ساتھ شرعی عداوت رکھنا بقدرِ قدرت و حسبِ استطاعت تم پر فرض ہے۔ یہی احادیث مصطفویہ علیٰ صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ کا ارشاد ہے۔ یہی صدہا آیاتِ قرآنیہ کا صریح واضح مفاد ہے۔

آہ! کہ ان ظالم صلحکلیوں نے اِس ضروری دینی قرآنی حکم شرعی کو بالکل پلٹ دیا۔ ان بے ایمانوں نے یہ گڑھ لیا کہ اپنے دشمنوں سے تو دشمنی و عداوت نفرت و مجانبت اُن پر رد ان کی اہانت سب کچھ جائز و صحیح۔ نہ تہذیب کے خلاف نہ اتفاق و اتحاد کا مخالف۔ لیکن خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ صلح و اتحاد رکھنا اُن سے محبت و اُلفت برتنا سب کچھ فرض؟ اور غضب بالائے غضب یہ کہ ان بے دین صلحکلیوں کے متکلمین و مبلغین اسی ناپاک کفر کو جابجا ناواقف اور جاہل عوام مُسلمین کے سامنے حکم اسلامی اور فرضِ قرآنی بتاتے پھرتے ہیں۔

بئس للظلمین بدلا ○ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ○ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون ○ انما یؤخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار ○ والعیاذ باللہ الواحد

القہار العزیز الغفار ـــــــــ گجراتی اخبار "اہلسنّت" احمد آباد میں اُس کے مُدیر حضرت حسام اہلسنت ناصر سُنّیت کاسر لامذہبیت مولانا مولوی سید عبد القادر صاحب قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم العالیہ ساکن صوبیدار گلی راندیر ضلع سورت نے اپنے متعدد ایمان افروز مقالے مفصل ومبسوط پے در پے قسط وار شائع فرمائے ہیں، جن میں صُلحکلیوں کی تجہیل وتحمیق اور ضروریاتِ دینِ اسلام وضروریاتِ مذہبِ اہلسنّت کی تفصیل وتحقیق بر وجہِ انیق فرمائی ہے۔ ہمارے گجراتی خواں برادرانِ اہلسنّت ضرور اخبار "اہلسنّت" کے فائل سے فیض وبرکت حاصل کریں۔

صُلحکلیہ نابکار جو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی کھُلی توہینیں صریح تکذیبیں کرنے والوں کے کفر وارتداد کو چھپانے، ان کی تکفیرِ شرعی کو غلط باطل ٹھہرانے کیلئے اپنی صُلحکلیت بگھارتے ہیں یہ سب بحکمِ شریعتِ مطہرہ کفار ومرتدین ہیں۔ والعیاذ باللہ الحق المُبین۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں
قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ
المولیٰ العزیز القوی

محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

اراکینِ بزمِ قادری رضوی کانپور کے مسائل ذیل میں استفسار کرنے پر حضرت نے یہ تحریر عنایت کی، جسے اراکین نے بشکلِ اشتہار شائع کیا اور دیگر علمائے کرام سے تصدیقات بھی حاصل کیں۔

مرتب

۴۸۶/۹۲ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیارے مذہبی بھائیو!

عزیزی دینی برادرو! ہر سنی مسلمان کیلئے بہت بڑی مصیبت عظمیٰ اور سخت ترین آفت کبریٰ یہ ہے کہ اس کے پیارے آقا و مولیٰ حضور سیدنا محبوب خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی و توہین کی جائے۔ لیکن عاقل مسلمان کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ کسی مصیبت سے گھبرا کر خلافِ شریعت امور کا ارتکاب کرنے لگے۔ خوب سمجھ لو کہ کالے بلّے لگانا، سیاہ جھنڈے اٹھانا، مکانوں اور دوکانوں پر کالی جھنڈیاں نصب کرنا نصاریٰ اور نیچریہ کا شعار ہے۔ اس سے پرہیز کرنا مسلمان کو واجب ہے۔ ہڑتالیں کرانا غریب مسلمانوں کی روزی کو نقصان پہنچانا ہے۔ بیکس دبے بس اور بے دست و پا، بے زور و زر نہتے مسلمانوں کو حکومتِ وقت کے مقابل گولیاں کھانے کا مشورہ دینا، ان کو کسی باغیانہ تحریک کیلئے اشتعال دلانا حکومت سے ٹکرا جانے پر اکسانا مسلمانوں کی بدخواہی و تباہ کنی ہے جو شرعاً حرام ہے۔ سنی مسلمان بھائیوں کو عموماً اور رضوی برادران کو خصوصاً متنبہ کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کے فتنہ و شر و فساد سے قطعاً علیحدہ رہیں، امن و امان کو مکمل طور پر قائم رکھیں حکومتِ وقت کے خلاف ہر قسم کی مفسدانہ تحریکوں سے قطعاً پرہیز کریں۔ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرکے جن احکامِ شرعیہ پر عمل کرنا اپنے اختیار اپنی استطاعت میں ہے اُن کے مکمل طور پابند ہو جائیں۔ بالخصوص خلافِ شریعت افعال سے اجتناب اور حکم شرعی کے مطابق داڑھی کی حفاظت اور نمازوں کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں۔ اور وہ مسلمان کہلانے والے کلمہ پڑھنے پڑھانے والے وہابیہ دیوبندیہ جو اپنی تحریروں میں خدائے قدوس جل جلالہ کو جھوٹا ــــــ اس کے محبوب علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا علمِ غیب ہر جانور ہر پاگل ہر چار پائے کے لئے ثابت ــــــ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے علم کو شیطان کے علم سے کم ــــــ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو خدا جل جلالہ کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ــــــ سب انبیاء و اولیاء کو اس کے روبرو ناچیز ذروں سے بھی کمتر ــــــ نماز کے اندر حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا خیالِ مبارک لانے کو اپنی بی بی کے ساتھ جماع اور رنڈی کے ساتھ زنا کے تصور سے

اور بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدرجہا بدتر اور شرک ــــ بھان متیوں کے تماشوں اور جادو گروں کے جادو کو کمال و قوت میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھا ہوا ــــ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو چالیس سال کی عمر تک جملہ محاسن شرعیہ سے بے خبر ایمان سے قطعاً ناواقف تہذیب سے یکسر خالی ــــ اور اس قسم کی گندی گھنونی توہینیں شائع کر کے غیر مسلم کہلانے والے کفار و مشرکین کو بھی بارگاہِ مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام میں دریدہ دہنی و بدزبانی کرنے کی ہمتیں جرأتیں دلا رہے ہیں۔ ان داڑھی والے کانگرول مسلم تمام مرتدوں سے اپنے آپکو بالکل علیحدہ کر لیں۔ اور خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہِ کریم میں حضور سیدنا غوثِ اعظم سلطانِ بغداد و حضور سلطان الہند خواجہ اجمیر و حضور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم کے واسطے اور وسیلے پیش کر کے خلوصِ قلب و صدقِ دل کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمام مسلمانانِ اہلسنت کیلئے مکمل امن و امان رکھیں۔ ہر فتنہ و شر و فساد سے ہمیشہ بچائیں۔ اور حکومتِ وقت جس کا اعلان ہے کہ وہ سیکولر اسٹیٹ یعنی ایک لامذہبی حکومت ہے اور وہ اپنے رعایا کے تمام مذہبوں کو یکساں نظرِ احترام سے دیکھتی ہے اس کو بھی توفیق دیں کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرے۔ اور بارگاہِ رسالت پر جو مسلم یا غیر مسلم کہلانے والے دشمنوں کی طرف سے گستاخانہ حملے ہو چکے اور ہوتے رہے ہیں اُن کا اپنے اعلان کے مطابق یکسر سدِ باب کر دے۔ والسلام علیٰ اہل السنۃ والسلام۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخان غفرلہٗ (سرپرست بزمِ قادری رضوی کانپور)

فقیر حشمتی سید نیاز احمد غفرلہٗ (ناظم اعلیٰ بزمِ قادری رضوی کانپور)

نیاز احمد قادری رضوی (صدر بزم قادری رضوی کانپور)

محمد سجاد حسین قادری رضوی (نائب ناظم و خازن بزم قادری رضوی کانپور)

محمد ابراہیم قادری رضوی (نائب صدر بزم قادری رضوی کانپور)

المشتہر: اراکین بزم قادری رضوی کانپور حفظہم الرب الغفور عن الفتن والشرور (برقی پریس کانپور)

تصدیقات

از: حضور سرکار تاج العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خدا جل وعلا و صلاۃ و سلام بر حبیبِ خدا و آل و اصحاب باصفا و سلام بر اہلِ اسلام کے بعد آج سوم

ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۱ھ دو شنبہ مبارکہ کو مجھے مطبوع اشتہار موسوم "بزم قادری رضوی کانپور کا سُنّی بھائیوں کو ضروری اعلان" موصول ہوا۔ میرا اور میری خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے اکابر کرام و مرشدان عالی مقام علی سید ہم سید المرسلین علیہ و علیہم ثم علیہم الصلاۃ والسلام کا یہ دین و مذہب و مسلک سلفاً و خلفاً عرب و عجم میں اُن کے مبارک آستانوں سے قولاً و عملاً تحریراً و تقریراً شائع و مشہور و معلوم ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم دوسرے مرتدین و مبتدعین اگلے اور پچھلے سب بحکم شریعت مطہرہ قطعاً اور یقیناً اجماعاً کفار مرتدین و ضالین و مبتدعین علی حسب عقائد ہم ہیں۔ جو شخص بھی ان کے عقائد کفر و بدعت پر مطلع ہو کر ان کو کفار و مرتدین و مبتدعین نہ جانے وہ بھی انہیں خبثاء کی رسّی میں شرعاً بندھا ہوا ہے۔ ان سب سے مسلمانوں کو حسب وسعت ظاہری جسمانی طور پر بھی احتراز اور اجتناب شرعاً فرض و لازم اور قلبی نفرت کلی اور بے زاری قطعی تو فرض و لازم اہم ہے ہی اور لیڈری چالوں سے بھی جو غریب اور مکر و رہے زر دبے پر مسلمانوں کیلئے مضر و مہلک ہیں۔ احتراز و اجتناب کی تاکید بھی اس خانقاہ عالیہ سے مطابق حکم شریعت مطہرہ برابر ہوتی آئی ہے۔ اور اسی پر فقیر بھی بعونہ تعالیٰ عامل اور اسی کا اپنے احباب اہلسنّت اور برادران قادریت و برکاتیت میں تا وسعت مبلغ ہے۔

فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی محمدی احمدی قاسمی غفرلہٗ

از خانقاہ عالیہ برکاتیہ قادریہ مارہرہ مطہرہ ۳ $\frac{12}{71}$ دوشنبہ مبارکہ

از: حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان

$\frac{786}{92}$ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

والا جناب بالا نتساب بحر العلوم مناظر اعظم ہند زیدت فضائلکم العلیا و علیکم السلام و رحمۃ و برکاتہٗ کرمفرمائے قدیم حاجی نور محمد عبد الستار پٹیل نے مطبوع اشتہار "بزم قادری رضوی کانپور کا سُنّی بھائیوں کو ضروری اعلان" عنایت فرمایا اس عنایت فراواں کیلئے اس گنہگار کا ہدیۂ امتنان قبول فرمائیے ——— بیشک ہر سُنّی مسلمان کیلئے ساری آفتوں میں بڑی یہ آفت کہ معاذ اللہ رب العلمین حضور اقدس سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم کی بارگاہ عرش اشتباہ میں گستاخی و توہین کی جائے یقیناً شعائر نصاریٰ و نیاچرہ وغیرہم کفار و مرتدین و مبتدعین کا اختیار کرنا مسلمانوں کیلئے بحکم شریعت مطہرہ حرام و گناہ ہے۔ لاریب کہ برائے وہابیہ دیوبندیہ (جو اشتہار میں مذکور ہوئے) اپنے اپنے عقائد کفریہ قطعیہ کی بنا پر یقیناً کافر و مرتد ہیں ایسے کہ اُن کے کفر و ارتداد پر اطلاع شرعی کے بعد جو اُن کے کفر و ارتداد میں شک بھی کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ یقیناً مسلمانوں کو ایسی تدبیر کی طرف رغبت دلانا جو

ان کو تباہی و بربادی کے غار میں ڈھکیل دیں شرعاً حرام ہے۔ ضرور مسلمانوں کو شریعت مطہرہ کی پابندی کی تاکید و تبلیغ کرنا حق و صواب ہے۔ بلا ارتیاب مسلمانوں کو حضرات محبوبان خدا برگزیدگان حق علے سیدہم الکریم وعلیہم الصلاۃ والسلام کے وسیلے سے خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہوں میں اپنی فریادیں پیش کرنے کی ترغیب و تاکید بجا اور درست ہے۔ اوران مقاصد میں یقیناً اشتہار مذکور صحیح و درست ہے۔ اوران مقاصد کو سرتاپا غلط کہنا قبیح ترین ضلالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا وحبیبنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم،

فقیر ابوالحسنین آلِ مصطفےٰ سید میاں قادری برکاتی نوری قاسمی

خادم آستانہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ وخطیب مسجد کھڑک بمبئی ۹

یازدہم ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ ۱۰ ستمبر ۵۲ء شنبہ

تصدیق : حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

یہ بھی ایک آثار قیامت سے ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال و عزت اور سب سے بڑھ کر ان کے دین کی حفاظت کیلئے نیک و پاک مشورہ اوران کو سیاست کی تباہ کاریوں سے بچا کر راہ دین پر لگانے کے مقدس پیغام کے خلاف غلط اور زہریلے پروپیگنڈے کئے جائیں۔ اور نہ جانے وہ کس قسم کے بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانان اہلسنت ہیں جو پروپیگنڈے کا شکار ہو کر فتنہ وشر و فساد میں پڑجائیں۔ کیا اتنی سی بات سمجھنا دشوار ہے کہ وہابی دیوبندی کبھی مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا اور کوئی عالم دین باطل شکن مسلمانوں کا بدخواہ نہیں ہوسکتا بہرحال اشتہار آج بھی اسی طرح حق ہے جس طرح ابتدائے اسلام کے وقت حق تھا۔ مال مسلم جان مسلم عزت مسلم اور دین مسلم سب کو قرآن کریم و حدیث شریف میں قیمتی فرمایا گیا ہے اور شعار کفار ومشرکین سے بچنے کا حکم اسی وقت سے چلا آرہا ہے۔

اس اشتہار کو پڑھ کر اور سمجھ کر جو کہے یہ اشتہار سرتاپا غلط ہے اگر یہ جسارت بربنائے فریب خوردگی و نادانی ہے تو نہایت قبیح جہالت ہے اور اگر بربنائے بددینی و بے دینی ہے تو کھلی ہوئی ضلالت بلکہ بلا تاویل انکار احکام شریعت اور کفری بطالت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ، ہٰذا ما عندی والعلم عند اللہ واللہ ورسولہٗ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم فقط ابوالمحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۲۰ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۱ھ

مہر شریف

: حضرت ملک العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی چشتی اشرفی غفرلہٗ

سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

حال پرنسپل جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کٹیہار ضلع پورنیہ بہار

: حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان۔

الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ ورسولہٗ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

فقیر ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ

خطیب جامع مسجد مدنپورہ بمبئی ۸

از: حضرت علامہ مفتی ابوالطاہر محمد طیب صاحب قبلہ

الجواب صحیح واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

فقیر ابوالطاہر محمد طیب قادری برکاتی رضوی غفرلہٗ ربہ القوی۔

از: حضرت مولانا حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا

۷۸۶/۹۲ انہ لقول فصل وما ھو بالھزل۔ حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا قادری برکاتی رضوی غفرلہٗ

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن تبلیغ صداقت رحمت منزل کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

تصدیق: اجل العلماء حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان

۷۸۶/۹۲ مولٰنا الاعلیٰ الافضل، مکرمنا الاجل الابجل حضرت مولٰنا المولوی المفتی الحاج الشاہ محمد اجمل دام فیضہ الاعم الکمل

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ "بزم قادری رضوی کانپور کا سنی بھائیوں کو ضروری اعلان" شائع ہونے پر وہابیہ دیوبندیہ نے اس کے خلاف غلط اور زہریلے پروپیگنڈے کرکے بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانانِ اہلسنت کے درمیان فتنہ وشر وفساد برپا کر دیا۔ لہٰذا اشتہار مذکور خدمت عالی میں پیش کرکے جناب والا سے استفتاء ہے کہ یہ اشتہار شرعاً حق وصحیح و درست ہے یا نہیں۔ اور جو شخص کہے کہ یہ اشتہار سرتاپا غلط ہے اس پر کیا حکم شرعی ہے۔ جواب براہِ کرم جہاں تک ہو سکے جلد عنایت ہو۔ بینوا توجروا۔

المستفتیان: اراکین بزم قادری رضوی کانپور۔

بزم قادری رضوی کا اشتہار بعنوان "سنی مسلمان بھائیوں کو ضروری اعلان" میں نے اول سے آخر تک پڑھا

اس اشتہار کا نہ فقط مضمون بلکہ کلمہ کلمہ لفظ لفظ شرعاً حق وصحیح ودرست ہے اور اہل اسلام کیلئے فضاء ملکی اور اپنی استطاعت وقوتِ وقتی کو مدنظر رکھتے ہوئے بہترین مشورہ اور عمدہ ترین شاہراہ ہے۔ اور اشتعال انگیز تحریکوں اور ناعاقبت اندیشیوں کی بنا پر آنے والے زہریلے خطرات اور پریشان کن واقعات سے بچنے کیلئے نفیس ترین سپر اور قلعہ ہے اور بمقتضائے آیۃ کریمہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کے اس کا ہر حکم ہر مشورہ انمول موتی اور جواہر پارہ ہے کہ اس میں مفتی صاحب نے ہر طرح دقت واستطاعت کی پورے طور پر نباضی کر کے بہترین تشخیص کی ہے اور قوم مسلم کے لئے بالکل مناسب اور انتہائی مفید وقتی نسخہ تجویز کیا ہے کہ جو ہر طرح کے خطرہ اور نقصان سے حفاظت کرنے والا اور صحیح شاہراہ پر لیجانے والا ہے۔ اگر کسی نے اپنی کم فہمی یا انتہائی غیظ وغضب کی بنا پر اس کی قدر نہیں کی ہے تو اس غم وغصہ کے اُتر جانے کے بعد جب وہ ٹھنڈے دل سے سوچے گا تو وقت اور فضا اس کے حق اور درست کہنے پر اس کو مجبور کردے گی۔ اور جن لوگوں نے محض فتنہ پردازوں اور اشتعال انگیزوں کی باتوں پر مشتعل ہو کر اپنے آپکو گرفتار کرالیا تھا اور وہ جیل سے معافی مانگ کر واپس ہوئے انھوں نے قوم کے چہروں پر کیسا بدنما سیاہ دھبا لگا دیا جیسا کہ اخبارات سے ظاہر ہوا۔ لہٰذا یہ لوگ کاش اس اشتہار پر عمل کرتے تو انھیں یہ روزِ بد کیوں دیکھنا پڑتا مولیٰ تعالیٰ ہمارے سُنّی بھائیوں کو عقل وفہم عطا فرمائے اور انھیں مفسدین کی فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں سے محفوظ رکھے۔ یہ ساری گفتگو تو ہمارے برادرانِ اہلسنت سے تھی۔ اب رہے وہابیہ دیوبندیہ تو سرکارِ رسالت میں توہین اور گستاخیاں کرنا ان کا تو عین مذہب ہے۔ چنانچہ ان کی کتابوں میں صدہا توہین آمیز عبارات آج مطبوعہ موجود ہیں۔ جن میں سے اس اشتہار میں صرف ۸ عبارات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ تو ان دیوبندیوں کو سرکار رسالت کی توہین نہ کبھی ناگوار گذری نہ اب ناگوار ہے۔ ابھی تقریباً چھ ماہ کا عرصہ گذرا کہ بابو لاؤ پٹیل کی توہینِ رسالت پر ہر مقام پر صرف اہلسنت ہی نے پُرامن جلسے کئے اور رزولیشن پاس کر کے حکومت کو بھیجے۔ کسی جگہ سے دیوبندیوں کی کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔ اور اس امرت پتر لیکا کی توہین پر بھی یہ ہرگز نہ ابھرتے۔ لیکن اخبار "نئی دنیا" دہلی نے جمعیۃ العلماء پر جب بہت لعن وطعن کیا تو اس پر محض یہ مقصد مدنظر رکھکر اس توہین پر انتہائی غیظ وغضب دکھایا اور پرجوش مظاہرہ کیا کہ اس وقت ہم توہین رسالت پر مظاہرہ کر کے اور غم وغصہ کی پرجوش تقریریں کر کے مسلمانوں کو یہ باور کرادیں گے کہ دیوبندی جمعیت تو توہین کرنے والوں سے بہت سخت بیزار ہے اور توہین پر جانی ومالی ہر طرح کی قربانی پیش کر رہی ہے لہٰذا عامۃ المسلمین کے قلوب سے خود ہماری توہینِ رسالت کا دھبہ دُھل جائیگا۔ اور ہم عشاقانِ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار ہونے لگیں گے۔ پھر اس سے ہم تمام بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھانس

لیا کریں گے۔

اس اشتہار نے چونکہ ان کے مقصد پر پانی پھیر دیا اور ان کے توہین آمیز مضامین کی طرف اشارہ کر کے اُن کے عیب کو اور اُچھال دیا، اسی بنا پر دیوبندیوں نے اس اشتہار کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور بھولے بھالے مسلمانوں میں فتنہ وفساد برپا کیا۔ ورنہ اگر دیوبندیوں کی اس بات میں کہ وہ توہین رسالت کرنے والوں کے دشمن ہیں اور واقعی توہین رسالت انھیں ناگوار ہے اور وہ اس پر جانی ومالی قربانیاں پیش کرنے کو تیار ہیں تو اکابر کی کتابوں تقویۃ الایمان۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ تحذیر الناس۔ وغیرہ رسائل کی طباعت بند کریں اور اپنے اکابر کی توہین آمیز عبارات سے بیزاری کا اعلان کریں۔ اُن پر حکم شرعی صادر کریں تو دنیا اس فیصلے پر مجبور ہو جائیگی کہ دیوبندی اپنے دعوے میں صادق ہیں۔ اور جب تک دیوبندی یہ کام نہیں کریں گے تو اُن کا "امرت بیتر دیکا" کے خلاف مظاہرہ کرنا اور غم وغصہ کا اظہار کرنا محض نمائش بلکہ دجل وفریب ہے۔ بلکہ اُن کے اس زائد جوش اور مظاہروں کا یہ غلط نتیجہ برآمد ہوا کہ خاص مرکز وہابیت سہارنپور میں اس توہین سے زائد شرمناک اور گندہ واقعہ ظہور میں آیا جو اخبار بینوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دیوبندیوں نے اس توہین پر کیا کارنامہ کیا اور ان کی چوٹی کی ذمہ دار ہستیوں نے جو حکومت میں دخیل ہیں کیا اپنی کرسی کو چھوڑ کر اپنے ظاہری غم وغصہ کا بھی کچھ مظاہرہ کیا؟ ہرگز نہیں ذرہ بھر نہیں۔ بلکہ اُن کے شیخ نے آخر یہی مضمون لکھا جو اس اشتہار کا مضمون ومفہوم ہے کہ مسلمان مشتعل نہ ہوں اور پُرامن رہیں اور صبر وسکون سے کام لیں۔ تو اب دیوبندیوں کو چاہئے تھا کہ اپنے شیخ جی کے خلاف بھی پروپیگنڈے کرتے اور فتنہ وفساد کرتے۔ مگر اب آنکھیں کھلیں اور اسی نتیجہ پر پہنچے جو اس بزم قادری کے اشتہار کا نظریہ تھا۔ اب ٹھوکر کھا کر عقل آئی۔ ہمارے سُنّی بھائی اس سے سبق حاصل کریں اور اپنے اشتہار کی قدر کریں۔

اب باقی رہا اس شخص کا قول جو اس اشتہار کو سرتاپا غلط کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سُنّی مُسلمان تو ایسا ناپاک جُملہ نہ کہے گا کہ اس کے عقیدے میں سرکار رسالت کی شان اقدس میں گستاخی وتوہین بڑی مُصیبت عظمیٰ اور سخت ترین آفت کبریٰ ہے اور خلاف شریعت امور کا ارتکاب کرنا اور نصاریٰ وغیرہ گمراہوں کا شعار اختیار کرنا اور مسلمانوں کو شر وفساد اور تباہ کُن کے غلط مشورے دینا شرعاً حرام ہیں اور حرمات سے اجتناب کرنا اور یکمشت داڑھی رکھنا اور نمازوں کی پابندی کرنا شعار دین ہے۔ اور دیوبندیوں کی اپنی کتابوں میں صدہا گستاخیاں اور گندی گھنونی توہینیں کرنا صحیح اور امر واقعی ہے۔ اور وقت مصیبت وحاجت کے بارگاہ

الٰہی بتوسل انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام واولیائے عظام دعا کرنا سنت ہے۔ تو کوئی سنّی ان امور کو غلط کہہ کر اپنی دولتِ ایمان کو کیوں برباد کرے گا۔ پھر بھی اگر کسی نے اپنی کم فہمی یا ناواقفیت سے اُن کو غلط کہا تو یہ تکذیبِ شرع ہے لہٰذا اس پر توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان ضروری ہے۔ ہاں اسکو سر تا پا غلط کہنے والا کوئی بیدین دیوبندی وغیرہ گمراہ ہوگا۔ جس کا اصل مذہب اور عقیدہ ہی یہ ہے کہ توہینِ سرکارِ رسالت کو بڑی مصیبتِ عظمیٰ اور سخت ترین آفتِ کبری سمجھنا غلط ہے۔ اور محرمات سے اجتناب کرنا غلط ہے اور نصاریٰ اور گمراہوں کے شعار سے پرہیز کرنا غلط ہے۔ اور مسلمانوں کو شر و فساد اور تباہ کنی سے بچانا غلط ہے اور یک مشت داڑھی کا رکھنا غلط ہے اور نمازوں کی پابندی کرنا غلط ہے۔ اور دیوبندیوں کا کتابوں میں سرکارِ رسالت کی شان میں گستاخیاں کرنے کو نہ فقط براجاننا بلکہ ان کا تنبیہ عوام کے لئے نقل کرنا بھی غلط ہے۔ اور بوقتِ مصیبت و حاجت بتوسل حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا بھی غلط ہے۔ بالجملہ اُن میں سے نہ کسی ایک بات کا بلکہ تمام امور کو سر تا پا غلط کہنے کی جرأت کوئی دیوبندی جیسا گمراہ و بیدین ہی کر سکتا ہے۔ کہ جب وہ توحید و رسالت ہی کے اہم عقائد کو غلط کہتے ہیں اور قرآن و حدیث ہی کے احکام کو غلط ٹھہراتے ہیں تو ایسے لوگوں کا اس اشتہار "بزم قادری" کو سر تا پا غلط کہدینا کیا بعید ہے۔ لہٰذا جس دیوبندی نے اس اشتہار کو سر تا پا غلط کہا ہے اس نے اپنے کفریات میں اس سے مزید اضافہ کرلیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ المعتصم بذیل سید کل النبی و مرسل

العبد محمد اجمل غفر لہ اللہ عزوجل

مفتی مدرسہ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل ۷ رذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۱ھ